



# ردِ قادیانیت

علمائے جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا حصہ  
(چشم کسا، مدلل، محقق، مبرہن تحریروں کے آئینہ میں)

جمع و ترتیب

شاہ محمد فصیح الدین نظامی

ناشر

مجلس اشاعت العلوم (رجسٹرڈ) - جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، اے پی - الہند



# ردِ قادیانیت

علمائے جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا حصہ  
(چشم کسا، مدلل، محقق، مبرہن تحریروں کے آئینہ میں)

جمع و ترتیب

شاہ محمد فصیح الدین نظامی

مجلس اشاعت العلوم (رجسٹرڈ) - جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، اے پی - الہند

## فہرست مضامین

- 1 آغاز گفتگو ..... مرتب 4
- 2 دوسرا خاتم النبیین ہونا محال ہے ..... شیخ الاسلام شاہ محمد انوار اللہ فاروقی رحمہ اللہ 15
- 3 ختم نبوت حدیث نبوی کی روشنی میں حضرت مولانا محمد خواجہ شریف قادری مدظلہ 23
- 4 ختم نبوت فقہ اسلامی کی روشنی میں ..... حضرت مولانا مفتی ابراہیم خلیل الہاشمی مدظلہ 29
- 5 عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کے تناظر میں مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری 35
- 6 ارشاد الرشید ..... جلالتہ العلم علامہ سید حبیب اللہ قادری 49
- 7 ہدایت الرشید للغوی المرید ..... جلالتہ العلم علامہ سید حبیب اللہ قادری 84
- 8 قادیانیت، اسلام کے خلاف زبردست سازش مفکر اسلام حضرت مفتی خلیل احمد مدظلہ 115
- 9 فتنہ قادیانیت کا رد ”افادۃ الافہام“ کی روشنی میں حضرت قاضی سید اعظم علی صوفی قادری مدظلہ 122
- 10 قادیانیت، حقیقت یا حماقت ؟ ..... حضرت مولانا سید رؤف علی قادری السحانی 135
- 11 مدعیان نبوت تاریخ کی روشنی میں مولانا ڈاکٹر سید جہانگیر نظامی 148
- 12 فتنہ قادیانیت کا سد باب کیسے؟ ..... شاہ محمد فصیح الدین نظامی 158
- 13 قادیانیت کے متعلق جاری کردہ اہم فتاویٰ زیر سرپرستی مفکر اسلام مفتی خلیل احمد صاحب 165  
شیخ الجامعۃ جامعہ نظامیہ  
مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی  
مولانا مفتی محمد قاسم صدیقی تخییر



## آغاز گفتگو

مُبَسِّمًا مُحَمَّدًا مُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا.

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بنی آدم کی ہدایت و رہنمائی کے لیے انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے کفر و شرک کی ظلمتوں سے نکال کر توحید ربانی کی روشنی دکھائی، انبیاء کرام میں سب سے عظیم، سستی دانائے سُبُل، ختمِ رُسُل، مولائے کل، حضور سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس ہے جو باعتبار تخلیق کنت نبیا و آدم بین الماء والطين اولیت و اولویت کی حامل ہے۔ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا (المائدہ 20) کے ذریعہ آپ کی ذات اقدس پر اتمامِ نعمت و اکمالِ ایمان، اسلام و احسان کا اعلان کیا گیا، کمالِ مطلق دینِ مصطفوی ہی اولین و آخرین کیلئے حجت ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب 40) سے واضح کیا گیا کہ آپ رسولوں میں اعظم اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟

قارئین محترم! ختم نبوت یعنی حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی جاننا اور ماننا ساری امتِ مسلمہ کا اثوث، محکم، غیر مبدل، مسلمہ و ایمان کا بنیادی عقیدہ ہے اس کا انکار یا اس میں تاویل سے کفر لازم ہو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن حکیم، احادیث نبویہ سے ثابت اور کلمہ طیبہ کے بنیادی مفہوم میں شامل ہے اس کے لیے مزید کسی برہان و دلیل کی ضرورت نہیں۔ حضور پر نور، شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ والہ و اصحابہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور ختم نبوت کے بارے میں لفظاً و معنایاً ساری امت، علماء کرام، صوفیہ عظام، مشائخ طریقت، اربابِ حقیقت، عامۃ المسلمین تمام اہل السنۃ و الجماعۃ بشمول دیگر مکاتب فکر و فرقے متفق ہیں اس میں تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بُروزی کسی بھی نوعیت کی موشگافی کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی فرد کسی بھی نوعیت سے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ دجال، کذاب، مفتری، فریبی ہونے کے ساتھ وہ اور اس کے تمام قبیحین کافر ہیں اس میں کوئی شک نہیں اس پر دلیل طلب کرنا بھی کفر کا سبب بن جاتا ہے۔ اتنا جان لینے



کے بعد آئے آگے بڑھے اور دیکھئے کہ اس مسلمہ عقیدہ میں فتنہ اور دراڑ پیدا کرنے کی کس طرح ناپاک کوشش کی گئی اور کس خوبصورت انداز و اسلوب میں عظمتِ ختمِ نبوت پر شبِ خون مارا گیا اور ملت کو تقسیم کیا گیا۔

### قادیانیت کیا ہے؟

انیسویں صدی کی ابتداء تک اسلام اور اسلامیات کے مینارِ روشن تھے اسی دوران برطانوی حکومت نے مسلمانوں کو دین کے نام پر منتشر کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا اور اس کی دامنِ درہمے سخنے ہر طرح سے مدد کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن و حدیث کی من مانی تاویلات و توجیہات کے ذریعہ نبوت کا دعویٰ کیا کچھ لوگ اس کے اطراف جمع ہو گئے یہی فتنہ قادیانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے اس طرح قادیانی تحریک برطانوی سامراج کے منشاء کی تکمیل کے لیے وجود میں آئی اس فتنہ نے وہ آگ بھڑکائی جس میں ہزار ہا افراد کے دین و ایمان جل کر بھسم ہو گئے، اس تحریک نے وہ نفاق پھیلایا کہ صد ہا خاندان و قبیلے انتشار و افتراق کی نذر ہو گئے۔ اس تحریک نے بیٹے کو باپ سے، بیٹی کو ماں سے، بھائی کو بھائی سے، دوست کو دوست سے جدا کر دیا۔

### مرزا غلام احمد قادیانی کون؟

مرزا غلام احمد قادیانی ولد مرزا غلام مرتضیٰ کی پیدائش 40-1839ء بمقام قادیان ضلع گرداس پور (پنجاب) ہوئی۔ 1864ء سیالکوٹ ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں کچھ عرصہ ملازمت کے بعد 1868ء میں قادیان واپس ہوا، زمینداری کے ساتھ قرآن کے تراجم و تفسیر، عیسائیت و آریہ سماج و سناٹن دھرم کا مطالعہ کیا، مناظروں کا بھی شوق تھا۔ 1879ء میں ایک کتاب بنام ”براہین احمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ والنبوۃ الحمد للہ“ لکھ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و معجزات کو اپنے مفاد کی خاطر ثابت کیا، آریہ سماج سے مناظرے کے لیے ”سر مہ چشم آریہ“ لکھی۔ ان کتابوں پر داد و تحسین نے ایک نیا موڑ لیا اور مناظروں کا رخ مسلمانوں کی طرف ہو گیا۔ 1880ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ 1891ء میں ایک قدم آگے بڑھا کر مسیح موعود بن بیٹھا اور ”ازالۃ الاوهام“ لکھی۔ 1901ء میں اپنے حقیقی مقصد و مدعا یعنی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی پیشین گوئیاں بھی کیں جو جھوٹی ثابت ہوئی۔ آخر کار 26 مئی 1908ء منگل کو انتقال ہوا قادیان میں دفن کر دیا گیا۔



## مرزا قادیانی کے افکارِ باطلہ

شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ نے مرزا قادیانی کے افکارِ باطلہ و خیالاتِ فاسدہ کی ایک طویل فہرست بنام ”مفتاح الأعلام“ مرتب فرمائی ہے جن میں سے چند کا یہاں اقتباس دیا جا رہا ہے۔

م۔ خلیفہ ہوں خلافت الہی مجھے عطا ہوئی ہے۔ ص ۲۱ ف ۵۱

م۔ مجدد ہوں۔ ف ۵۲

م۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ ف ۵۲

م۔ حارث ہوں جو امام مہدی کی مدد کو نکلے گا۔ ف ۵۲

م۔ مہدی ہوں۔ ف ۵۳، امام الزمان ہوں۔ ف ۱۴

م۔ امام حسین رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتا ہوں۔ ص ۳۰۲

م۔ امام حسین سے افضل ہوں۔ ف ۵۳

م۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں۔ ع ۱۴۷

م۔ کرشن جی ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ ف ۵۶

م۔ مثیل آدم و نوح و یوسف و داؤد موسیٰ و ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ ف ۵۳

م۔ ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ۵۳

م۔ بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ ع ۱۴۷

م۔ عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ ف ۵۳

م۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایہ دعویٰ ہے۔ ع ۱۴۸

م۔ قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے۔ ۲۹۷

م۔ میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ ص ۲۳۷

م۔ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ ف ۵۳

م۔ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ ص ۲۸۶

م۔ خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ سو وہ رسول



میں ہوں۔ ف ۵۳

م۔ سچی وحی مجھ پر اترتی ہے۔ ف ۵۳

م۔ میرے معجزے انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔ ف ۵۳

م۔ میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں۔ ف ۲۵۱

م۔ میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہیں۔ ف ۲۵۱

م۔ میرا منکر کافر اور مردہ ہے۔ ۵۴

م۔ میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ ف ۵۵

م۔ جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ ف ۵۱

م۔ میرے منکر پر سلام نہ کرنا چاہیے۔ ف ۲۵۱

م۔ میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔

م۔ کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔ س ۵

م۔ میری جماعت دوسرے سے رشتہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ س ۵

م۔ میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔ ف ۵۴

م۔ میرے امتی پر عذاب نہ ہوگا۔ ص ۲۲

م۔ میرا امتی جنتی ہے۔ ص ۲۲

م۔ ان کے مریدان کو خاتم الانبیاء لکھتے ہیں۔ ص ۳۰۲

م۔ ان کے خاندان کو خاندان رسالت اور ان کی بیوی کو ام المؤمنین لکھتے ہیں۔ س ۴۱

م۔ الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد میں ہے۔ ف ۵۶

م۔ الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔ ف ۵۶

م۔ خدا مجھ سے قریب ہو کر باتیں کرتا ہے۔ ف ۵۳

م۔ خدا مجھ سے باتیں کرنے کے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ ص ۲۹۸

م۔ خدا مجھ سے ٹھٹھے کرتا ہے۔ ص ۲۹۸

م۔ کن فیکون مجھ کو دیا گیا ہے۔ ف ۵۳



م۔ جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے خدا بھی ناراض

ہے۔ س ۴۵ (مفتاح الاعلام، ص ۶۵/۷)

### قادیانی فتنہ کے رد میں علماء و مشائخ کی کوششیں

دین و ایمان کو جلا کر بھسم کر دینے والی اس ناپاک تحریک کو کچلنے کے لیے کشمیر سے کنیا کماری اور دکن سے دہلی تک علماء و مشائخ نے اپنی توجہات مبذول کیں اور اس ایمان سوز تحریک کے رد میں کسی قسم کی کسر نہ رکھی۔

دکن میں حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ نے قادیانی تحریک کے رد میں تین لا جواب و بے نظیر کتابیں، افادۃ الافہام جلد اول و افادۃ الافہام جلد دوم (جملہ 720 صفحات) (جس کی تعریف امام احمد رضا خاں نے فرمائی)۔ انوار الحق (183 صفحات) تصنیف فرمائیں۔ درحقیقت یہ کتابیں قادیانی زہر کا تریاق ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی بھرپور مخالفت میں مولانا احمد رضا خاں رضا، مولانا پیر سید مہر علی شاہ جیلانی، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کشمیری، مولانا الیاس برنی چشتی قادری، علامہ سید رشید پادشاہ قادری، صدر مجلس علماء دکن، مولانا قاری شاہ محمد تاج الدین فاروقی و دیگر علماء نے کتابیں لکھیں اور مناظروں کے ذریعہ شکست فاش دی۔

### براہین ختم نبوت سمینار

مرکز اہل سنت جامعہ نظامیہ میں ”براہین ختم نبوت“ کے عنوان پر ایک عظیم الشان علمی مذاکرہ 1998ء میں منعقد ہوا جس میں جنوبی ہند کے جلیل القدر علماء کرام نے وقیع مقالات پیش فرمائے اس سمینار میں سینکڑوں کی تعداد میں اہل علم، مشائخ عظام اور مسلمانانِ جنوب نے شرکت کی۔ مقالات اور مقالہ نگاروں کی ترتیب اس طرح ہے۔

● ختم نبوت قرآن حکیم کی روشنی میں (مقالہ) حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ قریشی الازہری مدظلہ ۱۹۹۹ء براہین ختم نبوت سمینار جامعہ نظامیہ

● ختم نبوت حدیث کی روشنی میں (مقالہ)۔ شیخ الحدیث مولانا محمد خواجہ شریف مدظلہ ۱۹۹۹ء براہین ختم نبوت سمینار جامعہ نظامیہ

● ختم نبوت فقہ کی روشنی میں (مقالہ)۔ حضرت مفتی ابراہیم خلیل الباشمی مدظلہ ۱۹۹۹ء براہین ختم نبوت



سمینار جامعہ نظامیہ

● ردِ قادیانیت میں حضرت شیخ الاسلام کی خدمات (مقالہ) - حضرت مولانا مفتی خلیل احمد مدظلہ

۱۹۹۹ء مطبوعہ سالنامہ مجلہ انوار، جامعہ نظامیہ

● مدعیان نبوت تاریخ کی روشنی میں (مقالہ) - ڈاکٹر سید جہانگیر نظامی - ۱۹۹۹ء - براہین ختم نبوت

سمینار جامعہ نظامیہ

علمائے جامعہ نظامیہ کی تحریری کاوشیں

اس کتاب میں قادیانیت کے تین علماء جامعہ نظامیہ کے موقف کو نہایت واضح اور کھلے انداز میں پیش کیا

گیا ہے کہ قادیانی کافر ہیں جب تک کہ وہ توبہ و استغفار کر کے داخل اسلام و شامل حلقہ غلامانِ محمدی نہ ہو جائیں۔

ذیل میں ردِ قادیانیت میں جنوبی ہند کے علماء کی تحریری کاوشوں کا ایک تعارفی خاکہ دیا جا رہا ہے جس سے

اندازہ ہوگا کہ قوم و ملت کی رہنمائی کے فریضہ کو علماء و مشائخ جامعہ نظامیہ نے کس خوبی اور نہایت مستعدی سے انجام دیا ہے۔

● انوار احمدی (بحث امتناع نظیر خاتم النبیین) - حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی

- ۱۳۲۳ھ - مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد

● افادۃ الافہام (حصہ اول) (تصنیف) - حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی ۱۹۰۵ء جامعہ

نظامیہ، حیدرآباد

● افادۃ الافہام (حصہ دوم) (تصنیف) حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی ۱۳۳۲ھ جامعہ

نظامیہ، حیدرآباد

● انوار الحق (تصنیف) - حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی ۱۳۲۲ھ جامعہ نظامیہ،

حیدرآباد

● ارشاد الرشید (تصنیف) - جلالتہ العلم علامہ سید رشید پادشاہ قادری - ۱۳۵۳ھ - جناب سید شاہ جلال

الدین قادری البیلانی

● ہدایۃ الرشید للفوی المرید (تصنیف) - جلالتہ العلم علامہ سید رشید پادشاہ



قادری - ۱۳۵۳ھ - اعظم اسٹیم پریس، چارمینار حیدرآباد

● اسلام کی بنیادی تعلیمات - (مقالہ) - پروفیسر سید عطاء اللہ حسینی صاحب ۱۹۸۳ء گرویزی پبلیشرز کراچی (پاکستان)

● القادیانیہ (عربی ترجمہ) (اردو تصنیف حضرت احمد رضا خاں رضاً) - مولانا محمد جلال رضا نظامی ازہری - ۲۰۰۰ء - الاکادمیہ رضا، شارع کامبیکر ممبئی الہند

● جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اہم کارنامہ (مقالہ) - حضرت مولانا مفتی خلیل احمد صاحب - ۴ جولائی ۲۰۰۸ء - روزنامہ "اعتماد"، حیدرآباد الہند

● قادیانیت کا سد باب کیسے؟ (مقالہ) - شاہ محمد فصیح الدین نظامی - ۲۰۰۷ء - سالنامہ مجلہ رضویہ، حیدرآباد، الہند

● ختم نبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں (پانچ ہزار فولڈر) - مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی - ۱۴ جون ۲۰۰۸ء، موقع جلسہ دارالسلام حیدرآباد الہند

● قادیانیت حقیقت یا حماقت؟ (مقالہ) - مولانا سید شاہ رؤف علی قادری المصلحانی، پیش کردہ سمینار خانقاہ رضویہ حیدرآباد الہند ۲۰۰۸ء

مولانا سید ابوالاحمد رحمانی نے اپنی تصنیف فیصلہ رحمانی حصہ اول، ص ۸۰، ۱۳۳۳ھ میں افادۃ الافہام کے متعلق لکھا ہے کہ مولانا انوار اللہ صاحب حیدرآبادی نے مرزا صاحب کی کتاب ازالۃ الاہام کا نہایت عمدہ جواب دیا ہے۔ اس میں تمام مباحث آگئے ہیں۔ خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے ۱۳۳۳ھ میں شائع شدہ کتاب "حفاظت ایمان کی کتابیں" کے مولف نے افادۃ الافہام کے بارے میں اپنا تاثر یوں تحریر کیا ہے کہ مرزا صاحب کے مایہ ناز کتاب ازالۃ الاہام کا نہایت عمدہ اور مبسوط جواب دو جلدوں میں ہے۔ استاد حضور نظام حیدرآباد دکن مولانا محمد انوار اللہ صاحب کی تصانیف سے ہے، ۱۳۲۵ھ میں چھپی ہے۔ (ص: ۲۰)

قادیانیت کے خلاف اہم فتاویٰ

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی، نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے حسب ذیل ۱۱ نمبر سوالات کے جوابات روزنامہ اعتماد حیدرآباد کے خصوصی، شرعی مسائل کے جواب کالم کیلئے اور بعض جوابات جو



ہندوستان کے مختلف شہروں کے علاوہ امریکہ وغیرہ سے ارسال کئے گئے تھے (e-mail) ای میل کے ذریعہ ان کے جوابات مدلل حوالوں کے ساتھ تحریر کئے۔

اور سلسلہ نمبر ۱۲ تا ۲۳ کے جوابات مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کی خصوصی سرپرستی میں مولانا حافظ وقاری محمد قاسم صدیقی تسخیر نظامی نائب مفتی دارالافتاء جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی جو روزنامہ سیاست حیدرآباد الہند کے خصوصی کالم ”آپ کے سوال“ میں قسط وار شائع ہوئے۔ عامۃ المسلمین کی ایک بڑی تعداد نے ان تمام فتاویٰ سے استفادہ کیا۔

- ۱۔ قادیانی فرقہ کا شرعی حکم
- ۲۔ قادیانیوں کے جلسہ میں شرکت کا حکم
- ۳۔ قادیانی کے جھوٹے دعوے نبوت کا ثبوت
- ۴۔ قادیانیوں کی عبادت گاہ میں نماز کا حکم
- ۵۔ قادیانی لڑکی سے نکاح کا حکم
- ۶۔ قادیانی کی نماز جنازہ میں شرکت کا حکم
- ۷۔ قادیانیوں سے تعلقات، دعوت و ذبیحہ کا حکم
- ۸۔ ختم نبوت کے منکر کی عبادت کا حکم
- ۹۔ غلام احمد قادیانی کی تفسیر پڑھنے کا حکم
- ۱۰۔ غلام احمد قادیانی کی وجہ و فریب
- ۱۱۔ قادیانیوں کے عقائد و نظریات
- ۱۲۔ قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں
- ۱۳۔ قادیانی سے نکاح
- ۱۴۔ قادیانیوں کی دعوت
- ۱۵۔ قادیانیوں کی عبادت گاہ میں نماز جمعہ کا حکم
- ۱۶۔ قادیانی کی نماز جنازہ



۱۷۔ قادیانی کو دفن کرنا یا کیا؟

۱۸۔ قادیانی مسلمان ہو جائے تو کیا نماز کی قضاء کرے؟

۱۹۔ کیا قادیانی ختم نبوت کے قائل ہیں؟

۲۰۔ قادیانی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی

۲۱۔ قادیانی لڑکی سے نکاح کا حکم

۲۲۔ قادیانیوں کی اذان کا جواب دینا

۲۳۔ قادیانی کے سلام کا جواب دینا

۲۴۔ قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر میں چندہ دینا

### مسلمانانِ دکن کا کامیاب احتجاج

دکن کی سرزمین پر قادیانیوں کی جانب سے نام نہاد خلافت صدی تقاریب کے عظیم الشان پیمانے پر انعقاد کی اطلاع نے ایک اضطراب پیدا کر دیا تھا۔ ان تقاریب کے انعقاد کے خلاف حکومتِ وقت کو مقتدر علماء و مشائخ کی جانب سے میمورنڈم پیش کیا گیا اور 14 جون 2008ء کو دارالسلام، صدر دفتر کل ہند مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد، اے پی کے وسیع میدان میں کل جماعتی فتید الممال احتجاجی جلسہ عام و خطابات کا اہتمام کیا گیا جس میں ہزار ہا مسلمانوں نے شرکت کی، چنانچہ فوری اثر کے تحت قادیانی تقاریب و پریس کانفرنس کے خلاف غلامانِ مصطفیٰ کا غیض و غضب کو دیکھ کر ریاستی حکومت کی جانب سے قادیانیوں کے جلسہ کی اجازت منسوخ کر دی گئی۔ اس طرح قادیانیت کو جنوبی ہند میں زبردست شکست و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کا مشن جاری ہے جس کے سدباب کے لیے مختلف گوشوں سے کوششیں جاری ہیں۔

### ”تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت“ کا قیام

نتیجہ قادیانیت کے بڑھتے اثرات کو روکنے اور اس شر کے خاتمہ کے لئے علماء کرام اور مشائخ عظام کی مگرانی میں ”تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت“ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی خلیل احمد صاحب مدظلہ کی قیام گاہ پر 4 جولائی 2008ء کو منعقدہ ایک مشاورتی اجلاس میں اس تحریک کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے صدر کی حیثیت سے مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ کو منتخب کیا گیا۔ معتمد عمومی کے لئے نبیرہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد اولیاء حسینی قادری مرتضیٰ پاشاہ کا انتخاب عمل میں آیا جبکہ



نائب صدر کی حیثیت سے مولانا محمد حامد حسین حسان فاروقی امیر سنی دعوت اسلامی، شریک معتمدین مولانا سید محمد علی قادری الہاشمی مشاور پاشاہ، مولانا سید آل مصطفیٰ قادری الموسوی علی پاشاہ، خازن مولانا حبیب احمد الحسنی، شریک خازن جناب راشد عبدالرزاق میمن، شعبہ نشر و اشاعت کے لئے شاہ محمد فصیح الدین نظامی اور حقانی پاشاہ کو ذمہ دار قرار دیا گیا۔ تحریک کا عارضی دفتر ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر مصری گنج میں قائم کیا گیا۔ تحریک کے سرپرست مفکر اسلام مولانا مفتی خلیل احمد شیخ الجامعہ، جامعہ نظامیہ اور خطیب الہند حضرت مولانا سید کاظم پاشاہ قادری الموسوی مدظلہ ہوں گے۔ مشاورتی اجلاس میں ”تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت“ کے بنیادی اغراض و مقاصد کے سلسلہ میں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت اور عظمت شان رسالت کو اجاگر کرنا، باطل تاویلات کو کتاب و سنت کی روشنی میں رد کرنا، عقیدہ ختم نبوت کے انکار و تاویلات کے سلسلہ میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے عوامی جلسوں کا انعقاد، ذرائع ابلاغ کا استعمال، قادیانیت سے متاثرہ مقامات، دیہات و قصبہ جات میں ائمہ، خطباء و مبلغین کا تقرر، عقیدہ ختم نبوت و عظمت رسالت پر مشتمل ہینڈ بلس، پوسٹرس، مختصر کتابوں کی وقتاً فوقتاً اشاعت، قادیانیت کے سدباب کے لئے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال، قادیانی مذہب کے مکروفریب سے دانشوروں کو واقف کروانے سمینار کا انعقاد، عظمت اہل بیت اطہار و احترام صحابہ کرام کی تعلیم و تلقین وغیرہ کو طے کیا گیا۔ اس سلسلہ میں عملی کام کی حیثیت سے تمام مذہبی اجلاسوں میں لازمی طور پر ردِ قادیانیت کی تقاریر، تمام خانقاہوں اور درگاہوں میں منعقد ہونے والی مجالس و اعراس میں بھی قادیانیت کی سرکوبی سے متعلق تقاریر کی جائیں اور دیگر ذرائع کا استعمال اور فوری طور پر جڑ چرلہ، ورنگل کے علاوہ ریاست کے مختلف مقامات جو قادیانیت سے متاثر ہیں، ان علاقوں کے دورہ کا پروگرام ترتیب دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ریاست بھر میں قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں جلسہ عام منعقد کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں عامۃ المسلمین سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ ”تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت“ کے ذمہ داروں سے بذریعہ فون اپنے پروگرام ترتیب دیں۔ مزید معلومات کے لئے فون نمبرات 9849181276، 9246535127، 9701009054، 9395192125 پر ربط پیدا کیا جاسکتا ہے۔

یہ بات باعث صد افتخار و موجب صد سپاس ہے کہ ردِ قادیانیت سے متعلق اس کتاب کے مسودے کو شیخی و استاذی و ملاذی، علامہ زماں، محقق دوراں، جامع المعقول و المنقول، حاوی قروع و اصول، بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، فخر فضلاء زمانہ، نازش علمائے نظامی، چشمہ فیض ربانی، محبت غوث صدیقی، عالم اشرف الشرائع،



جامع صنائع بدائع، منتخب روزگار، مصلح افکار، سراپا فحامت، لقمان فطانت، داعی کبیر، خطیب شہیر، فصیح اللسان، طلیق البیان، صاحب قرطاس و قلم، پیکر الطاف و کرم، درج درجست عالی مرتبت، حضرت علامہ، مولانا واولنا مفتی خلیل احمد، حمایہ اللہ الصمد من العین والرمہ، وفتح اللہ المسلمین طول بقاءہ، بجاہ رسول الامجد والہ الاسعد نے نہ صرف بتوجہ تمام ملاحظہ فرمایا بلکہ اپنی خوشنودی و ضروری ہدایات سے آگاہی بخشی اور اپنے افکار عالیہ سے بھی اس کو مزین فرمایا جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین، امین

مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ کے صدر نشین فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین مدظلہ، معتمد اشرف العلماء حضرت علامہ محمد خواجہ شریف قادری مدظلہ، شریک معتمد حافظ وقاری مولانا محمد عبید اللہ فہیم قادری حفظہ اللہ بانی و ناظم اعلیٰ مدرسہ عربیہ انوار العلوم الحبیبیہ، بندہ علی گوڑہ، حیدر آباد و جمیع ارکان کا بھی یہ راقم شکر گزار ہے کہ ان حضرات نے اس کتاب کو اشاعت کیلئے منتخب فرمایا۔ نیز شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ انوار العلوم الحبیبیہ بندہ علی گوڑہ، عثمان باغ، حیدر آباد کا مشکور ہوں کہ اس کتاب کی طباعت کا اہتمام کیا۔ حافظ وقاری فاضل جلیل مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی مجددی قادری زید مجدہ نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و صدر نشین تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت، و قائد رابو الحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر حیدر آباد کی خصوصی دلچسپی، قیمتی مشورے ترتیب سے طباعت تک شامل رہے، ان کا بھی شکریہ اخلاقی فریضہ ہے۔

اللہ رب العزت والجلال، بواسطہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس کتاب کو قندیل ہدایت بنائے اور ہمارا خاتمہ عقیدہ ختم نبوت پر فرمائے اور قائلین ختم دور رسالت میں محشور فرمائے۔  
امین والحمد للہ رب العلمین۔

جامع و مرتب

شاہ محمد فصیح الدین نظامی

مہتمم کتب خانہ جامعہ نظامیہ حیدر آباد ۱۸/۱۲/۱۴۲۹ھ

۱۸/۱۲/۲۰۰۸ء



## دوسرا خاتم النبیین ﷺ ہونا محال ہے

رشحات قلم: شیخ الاسلام شاہ محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

خالق عالم جل شانہ، ازل سے ابد تک کی فضیلت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کر چکا۔ اول کا حال تو کسی قدر معلوم ہوا ابد کا حال بھی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا۔ شمع یہ ہے کہ جنت کی کنجیاں حضرت ﷺ کے ہاتھ میں ہوں گی اور سلطنت جنت کی حضرت ﷺ ہی کو مسلم ہے۔ پھر یہ خیال کہ (کسی دوسرے کو بھی حضرت ﷺ کی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے) اس خدائی میں تو اس کا ظہور ممکن نہیں۔ کیونکہ یہاں تو انحصار ازل و ابد کا ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ اس خیال میں خامہ فرسائی کرنا کلمات کفر کی حکایت کرنا ہے۔ کسی مسلمان کو طمع تو درکنار، خیال تک نہیں آ سکتا کہ شرافت و فضیلت ذاتی میں حضرت ﷺ کے ساتھ کسی قسم کی تساوی ڈھونڈے (چہ نسبت خاک رابا عالم پاک) اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوسرا شخص خاتم النبیین ہونا محال ہے۔ پھر بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ اگرچہ دوسرا خاتم النبیین ہونا محال و ممتنع ہے مگر یہ امتناع لغیرہ ہوگا نہ بالذات جس سے امکان ذاتی کی نفی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ امکانی ذاتی اور امتناع لغیرہ میں کچھ منافات نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وصف خاتم النبیین خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو دوسرے پر صادق نہیں آ سکتا اور موضوع لہ اس لقب کا ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ عند الاطلاق کوئی دوسرا اس مفہوم میں شریک نہیں ہو سکتا۔ پس یہ مفہوم جزئی حقیقی ہے اور کلیت مفہومی جو وضع سے قطع نظر کرنے میں معلوم ہوتی ہے بسبب وضع کے جاتی رہی۔ مفہوم کلی، مفہوم جزئی جیسا کہ عبد اللہ جب کسی شخص کے لئے وضع کیا جاتا ہے جزئی حقیقی ہو جاتا ہے اور مفہوم کلی اس لفظ کو اُس کی جزئیت میں کچھ فرق نہیں لاتا۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ یہ مثال بھی پورے طور پر یہاں تائید نہیں دیتی۔ اس لئے کہ عبد اللہ عین وضع میں برابر دوسروں پر کہا جاتا ہے۔ بخلاف لفظ خاتم النبیین کے جب سے وضع نے اُس کو وضع کیا ہے کبھی دوسرے پر اُس کا اطلاق کیا ہی نہیں اور



نہ اطلاق اُس کا سوائے ایک ذات کے دوسرے پر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ختم انتہا کو کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ انتہا متجری نہیں ہو سکتی تاکہ دو شخص اس صفت کے ساتھ متصف ہوں۔ پھر جب عقل نے بہ تبعیت نقل ایک ذات کے اتصاف کو مان لیا اُس کے نزدیک محال ہو گیا کہ دوسری ذات اس صفت کے ساتھ متصف ہو سکے اور بحسب منطوق لازم الوثوق قولہ تعالیٰ (مَا يَبْدُلُ الْقَوِيُّ لَذِي) کے جب ابدالاً بادیہ لقب مختص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیلئے ٹھہرا تو جزئیت اس مفہوم کو ابدالاً بادیہ کے لئے ہوگی کیونکہ یہ لقب قرآن شریف سے ثابت ہے جو بلاشبہ قدیم ہے۔ الحال اس مفہوم کی جزئیت میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ بات عبد اللہ میں نہیں۔ اب اُس دعویٰ کا قضیہ بنائے کہ (غیرہ علیہ السلام خاتم النبیین بالامکان) بادیہ تامل ثابت ہو جائے گا کہ یہ قضیہ محمل صحیح منعقد ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حمل جزئی حقیقی کا کلی پر صحیح نہیں اور اگر بنظر اہمال موضوع کے جزئی سمجھا جائے پر خواہ وہ معین ہو خواہ غیر معین غیر موضوع لہ محمول کا ہوگا۔ اور ابھی معلوم ہوا کہ محمول جزئی حقیقی ہو تو اُس کا حمل دوسری جزئی پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جیسا (زید عمرو) درست نہیں۔ اور حمل مذکور کے عدم جواز کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خاصہ کا حمل غیر ذی الخاصہ پر درست نہیں۔ جیسے الحمار (کاتب) یا (غیر آدم علیہ السلام ابوالبشر) یا (زید ابوزید) یعنی زید اپنا آپ باپ ہے مثال آخری مثل لہ پر اسوجہ سے منطبق ہے کہ عمرو مثلاً زید کا باپ ہے تو یہ صفت اُس کا خاصہ ہوگی۔ پھر یہ صفت اگر غیر عمرو پر اطلاق کی جائے تو اس امر میں کہ موضوع غیر ذی الخاصہ ہے زید اور بکر دونوں برابر ہوں گے پس اطلاق ابوزیدہ خاصہ کا اگر بکر پر صحیح ہو تو چاہئے کہ اُس کی جہت سے زید پر بھی صحیح ہو کیونکہ غیر ذی الخاصہ ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ واللزام باطل فالملزوم مثله۔ اور قطع نظر اُس کے یہ تو ظاہر ہے کہ زید کا پدر حقیقی جب عمرو ہو تو یہ صفت دوسرے پر کیونکر صادق آسکے۔ الحاصل خاصہ ایک شے کا دوسرا پر صادق نہیں آ سکتا۔ ورنہ وہ خاصہ خاصہ نہ ہوگا و ہو خلف۔ لہذا اس کا یہ ہے کہ محمول کو چاہئے کہ ذاتی موضوع کا ہو یا عرضی اور حمل وہی صادق آتا ہے جہاں مبداء محمول کا ذاتی موضوع کا ہو۔ جیسے الانسان ناطق) یا صفت منظمہ ہو جیسے زید کاتب یا منترعہ ہو خواہ بالا ضافت جیسے السماء فوقنا یا بلا ضافت جیسے الاربعۃ زوج پھر جب مبداء محمول کا خاصہ کسی دوسری چیز کا ہو تو غیر ذی الخاصہ کی نہ ذاتی ہو سکے گا نہ وصف منظمہ نہ منترعہ۔ اس سبب سے خاصہ کا حمل غیر ذی الخاصہ پر صحیح نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کا حمل غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح نہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ نسبت حکمیہ وقت حمل پیدا ہوتی ہے۔ پھر حمل ہی نہیں تو نسبت حکمیہ کہاں اور جب نسبت ہی کا پتہ نہ ہو تو جہت امکان کیونکر ثابت ہو سکے۔ اس لئے کہ جہت تو نسبت کی کیفیت کا نام ہے



تو ضرور ہوا کہ ثبوت کیفیت کے پہلے ثبوت نسبت ہو کیونکہ ثبوت الشیء للشیء فرغ ثبوت مثبت لہ ہے۔ یا یوں کہئے کہ ثبوت العرش ثم النقش الحاصل اس سے معلوم ہوا کہ قضیہ مذکورہ غلط ہے اور سنئے محمول قضیہ کا جو جزئی حقیقی ہے اگر دوسری چیز پر حمل کیا جائے تو سلب الشیء عن نفسہ لازم آئے گا۔ دیکھو اس حمل کی نظیر بعینہ (زید عمر) ہے سو جب تک زید سے زیدیت یا عمرو سے عمرویت مسلوب نہ ہو عمرویت زید میں قائم نہیں ہو سکتی اور ظاہر ہے کہ سلب الشیء عن نفسہ محال ہے۔ پھر یہ محال جو لازم آرہا ہے وقت حمل ہے یعنی ہنوز نسبت ہی کا وجود نہیں ہوا کہ محال لازم آگیا تاہم امکان چہ رسد اور علی سبیل التقریل اگر صادق بھی ہو تب بھی امکان کو محمل نہ ملا۔ اس تقریر سے بھی یہی ثابت ہے کہ وہ قضیہ باطل ہے کیونکہ مستلزم محال، محال ہوا کرتا ہے۔

### امکان ذاتی کا وجود باطل

اب اگر کہا جائے کہ یہ بھی منجملہ وجوہ امتناع لغیرہ ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ تقریر بالا سے امکان ذاتی کا وجود باطل ہو گیا۔ اگر اس بطلان کو بھی منجملہ وجوہ امتناع کے تصور کر لیں تو امتناع کا پہلہ خوب ہی بھاری ہو جائے گا جس میں بطلان ذاتی یعنی امتناع ذاتی بھی شریک ہوگا۔ سو وہ دعویٰ امکان ذاتی کا کہاں رہا اور اس دعویٰ کا ابطال اس تقریر سے بھی ہو سکتا ہے کہ مفہوم خاتم النبیین کا اگر چہ کلی ہے مگر کلیت اس کی ایسی نہیں جیسے انسان وغیرہ کی ہے اس لئے کہ انسان کے افراد کثیرہ ہونے میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی بلکہ موجود ہیں بخلاف خاتم النبیین کے کہ اس کے معنی میں کثرت صادق آہی نہیں سکتی جیسے مرکز یا اول یا آخر یا مبدا۔

### مرکز اور نقطہ کی نفیس تشریح

حال مرکز کا سنئے کہ مرکز اُس نقطہ کو کہتے ہیں کہ جتنے خطوط اُس سے نکل کر محیط تک پہنچیں سب آپس میں برابر ہوں۔ وہ خطوط نصف قطر دائرہ ہوں گے جن کے ملتقی کا نام مرکز ہے۔ پھر اگر اُن خطوط کی ابتداء محیط دائرہ سے لی جائے تو مرکز منتہی اُن خطوط کا ہوگا اور اگر مرکز سے لی جائے تو وہ مبدا اُن کا ہوگا۔ بہر حال خواہ وہ مبدا ہو یا منتہی مرکز ایک نقطہ معین ہوگا جس کا فرض کرنا ہر جگہ مثل اور نقطوں کے ممکن نہیں اور اسی نقطہ میں یہ صفت قائم ہوگی کہ مبدا یا منتہی اُن تمام خطوط کا ہے جو نصف قطر دائرہ ہو سکیں۔ اگر سوائے اُس نقطہ معینہ کے دوسرا نقطہ فرض کریں اور کہیں کہ ممکن ہے کہ وہ بھی مرکز اُس دائرہ کا ہو تو یہ فرض محاصل ہوگا اس لئے کہ وہ صفت مختصہ (یعنی منتہی اُن خطوط کا ہونا) دوسرے میں قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ دوسرا نقطہ اُس دائرہ میں جس جگہ فرض کیا جاوے اصل مرکز سے ہٹ کر ایک نصف قطر پر ہوگا تو جملہ خطوط مذکورہ کا مبدا یا منتہی ہونا تو درکنار خود اُس



خط کا مبدا یا منتہی نہیں ہو سکتا جس پر وہ واقع ہے اس لئے کہ آخر وہ خط بھی نصف قطر ہے اور ہر نصف قطر کا مبدا مرکز حقیقی ہونا لازم ہے ورنہ خط نصف قطر نہ ہوگا الحاصل مصداق مرکز کا اگر دوسرا فرض کیا جائے تو انسلاخ الشے عن لوازمہ بل عن ذاتہ لازم آجائے گا اور یہ محال لذاتہ ہے۔ اب اُس دائرہ کے کسی نقطہ میں صلاحیت اور امکان نہیں کہ مرکز اور منتہی ان خطوط کا بن سکے۔ یہاں تک کہ اگر خود واضح اس دائرہ کا چاہے کہ کسی دوسرے نقطہ کو اُس دائرہ کا مرکز قرار دے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی میں صلاحیت ہی نہیں ہاں وقت دائرہ کھینچنے کے ممکن تھا کہ جس نقطہ کو چاہتا مرکز بنادیتا لیکن جب اس نقطہ کو معین کر چکا تو سب نقاط موجودہ وغیرہ موجودہ کو اُس دائرہ کے مایوسی کلی حاصل ہو گئے کہ اب کوئی مرکز نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ مرکز کوئی شے موجود فی الخارج نہیں وجود اُس کا صرف علم میں ہے کیونکہ مرکز بھی ایک نقطہ ہے اور ماہیت نقطہ کی یہی ہے کہ طرف خط ہو اور ظاہر ہے کہ خود خط بالفعل موجود نہیں ورنہ ترکیب سطح کا خطوط سے لازم آئے گا جو باطل ہے۔ پھر جب خط ہی کا وجود نہیں تو مرکز جو طرف اُس کا ہے کہاں۔ مگر باوجود اُس کے مرکز ایک معین شے ہے اس لئے اُس دائرہ یا کرہ پر اطلاق دائرہ کا جب ہی ہوگا کہ نسبت محیط کی مرکز کے ساتھ ہر جہت میں برابر ہو اور اگر مرکز ہی نہ ہو جو حد المتعین ہے تو نسبت کیسی۔ پھر جب سے کہ مرکز معین ہو وہ صفتِ شخصہ اُس کی یعنی (منتہی جمیع خطوط مذکورہ کا ہونا) بھی اس پر صادق آرہی ہے۔ ہر چند یہ صفت بھی کلی ہے مگر کلیت اُس کی بھی مثل کلیت مرکز کے ہے کہ قبل تعین مصداق کے علی سبیل البدلیت مصداق اُس کے بہت سے ہو سکتے ہیں اور جب مصداق معین ہو گیا اب احتمال کثرت کا جاتا رہا۔ پس یہ صفت اگرچہ کہ علم مرکز کا نہیں مگر اختصاص میں اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ عند الاطلاق سوائے اس مرکز کے جو جزئی حقیقی ہے دوسرے کے طرف ذہن منتقل ہو ہی نہیں سکتا اسی طرح خاتم النبیین کا مفہوم کہ عند الاطلاق سوائے اس ایک ذات خاص کے دوسرا کوئی متباور نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ بعد تعین مصداق کے مرکز اور مبدا اور منجہا میں کثرت نہیں آسکتی۔ اسی طرح اول و آخر کا سلسلہ مبدا اور منتہی ہوگا وہاں بھی اس قسم کی تقریر جاری ہوگی۔ چونکہ خاتم النبیین کے معنی بھی منجہائے نبیین ہے اس سبب سے یہ بھی اس قسم کی کلی ہوگی کہ بعد تعین مصداق کے جزئی حقیقی ہو جائے اور سوائے ایک ذات کے دوسرے پر صادق نہ آسکے۔ ہاں کلیت اُس کی قبل تعین مصداق متحقق ہے کہ علی سبیل البدلیت بہت افراد پر صادق آسکتی تھی جیسے مرکز مثال مذکورہ میں۔ اب یہ دیکھا جائے کہ مصداق اُس کا کب سے معین ہو اسو ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ابتدائے عالم امکان سے جس قسم کا وجود فرض کیا جائے ہر وقت آنحضرت ﷺ اس صفتِ مختصہ کے ساتھ متصف ہیں



کیونکہ حق تعالیٰ اپنے کلام قدیم میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرما چکا ہے۔

اب کونسا ایسا زمانہ نکل سکے گا کہ صفت علم و کلام باری تعالیٰ پر مقدم ہو۔ پھر تعین ذات خاصہ اور اتصاف اس صفت مختصہ کے لئے وجود خارجی شرط نہیں جیسے مرکز میں ابھی معلوم ہوا۔ اور قطع نظر اُس کے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے اور جس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین یعنی ہنوز آدم علیہ السلام پانی اور کچر میں تھے اور میں نبی تھا اب ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے متصف اس صفت خاصہ کے ساتھ ہیں اور جو جو تقلبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عالم میں ہوئے ہیں اُس کو ہم ایسے سمجھتے ہیں جیسے لڑکپن جوانی وغیرہ کہ ذات ہر وقت میں محفوظ ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے وتقلبک فی الساجدین

امام سیوطی رحمہ اللہ کا عقیدہ

امام سیوطیؒ نے مسالک الحفّا میں نقل کیا ہے۔ وقد قال ابن عباسؓ فی تاویل قول اللہ وتقلبک فی الساجدین ای تقلبک من اصلاب طاهرة من اب بعد اب الی ان جعلک نبیا

علامہ شمس الدین دمشقی

اسی مضمون کو حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے نظم میں لکھا ہے۔ تنقل احمد نور عظیم ☆ تلا لافی جبین الساجدینا ☆ تقلب فیہم قرنا فقرنا ☆ الی ان جاء خیر المرسلینا ☆ علامہ ابن حجر عسقلانی

ذکرہ الامام السیوطیؒ فی مسالک الحفّا اور حافظ العصر ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے ☆ نبی الہدی المختار من آل ہاشم ☆ فعن فخرہم فلیقصر المتطاوول ☆ تنقل فی اصلاب قوم تشرّفوا ☆ بہ مثال مال البدر تلک المنازل ☆

تقلب صفت، قیام صفت

ذکرہ السیوطیؒ فی القامات السندیہ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عالم شہادت کے پہلے بھی ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفوظ تھی کیونکہ تقلب صفت ہے اور تمام اور قیام صفت کا بغیر ذات موصوف کے محال ہے اس عالم میں تشریف فرما ہونے کے پیشتر آدم علیہ السلام سے پہلے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جو



کنت نبیاً اور اول ما خلق اللہ فوری سے معلوم ہوا اور بعد آدم علیہ السلام کے بھی جو وقلوبک فی الساجدین سے معلوم ہوا الحاصل وجود جزئی حضرت ﷺ کا ثابت ہے۔ اگرچہ اطوار وجود مختلف ہوں اور حالت جزیت میں اتصاف اس صفت کے ساتھ بھی موجود رہا پھر خاتم النبیین کے جزئی حقیقی ہونے میں کیا کلام۔

### اشکال، جواب اشکال

اگر کہا جاوے کہ اس تقریر سے خاتم النبیین مثل دوسرے اعلام کے ایک علم ہو جائے گا تو اس میں فضیلت ہی کیا ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے علم کی حقیقت معلوم کر لیجئے کہ ہر جماعت انسان اپنے مافی الضمیر ظاہر کرنے میں محتاج اس امر کی ہے کہ ہر چیز کے مقابلہ میں ایک لفظ مقرر کرے تو جو شخص اُس وضع سے واقف ہو وہ لوظ سنتے ہی سمجھ جائے کہ مقصود متکلم کا یہ ہے اب اس وضع کے وقت یہ ضروری نہیں کہ اس لفظ میں کوئی معنی وصفی ہوں بلکہ حروف تہجی سے چند حروف لیکر جو لفظ ترکیب دیدیا جائے وہی علم ہو جائے گا اور اگر کوئی لفظ معنی اور علم ہو تو معنی سابق اس میں نہیں ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقرر علم کا صرف اسی واسطے ہے کہ اس کے کہنے سے ذات معینہ معلوم ہو جائے بخلاف صفت کے کہ سوائے ذات کے ایک دوسرے معنی پر بھی اس سے دلالت ہوتی ہے مثلاً عالم کہ اس سے ذات مع صفت علم سمجھی جاتی ہے اور صفت کا مبداء اُس ذات میں موجود ہوگا اور علم میں یہ بات نہیں اب دیکھئے کہ صفت ختم نبوت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ازل سے قائم ہے جیسے ابھی مذکور ہوا مگر صفت مختصہ ہونے کی وجہ سے انحصار اس صفت کا ذات مبارک میں ہے۔ اس انحصار سے یہ لازم نہیں آتا کہ لفظ خاتم النبیین علم ہو جائے کیونکہ یہ لفظ ذات مع الصفت پر دلالت کرتا ہے نہ صرف ذات پر الحاصل صفت خاتمیت آنحضرت ﷺ کے لئے ازل وابداً مسلم ہو گئی اب کسی دوسرے کا اتصاف اس صفت مختصہ کے ساتھ محال ہے جیسے کہ سوائے نقطہ مخصوصہ کے متصف صفت مرکزیت ہونا کسی دوسرے نقطہ کا دائرہ میں محال ہے۔

### گناہ کس کی گردن پر؟

اب ہم ذرا اُن صاحبوں سے پوچھتے ہیں کہ اب وہ خیالات کہاں ہیں جو کل بدعت ضلالت پڑھا پڑھا کے ایک عالم کو دوزخ میں لیجا رہے تھے۔ کیا اس قسم کی بحث فلسفی بھی کہیں قرآن و حدیث میں وارد ہے۔ یا قرونِ ثلاثہ میں کسی نے کی تھی پھر ایسی بدعت قبیحہ کے مرتکب ہو کر بحسب واقع کیا استحقاق پیدا کیا۔ اور اس مسئلہ میں جب تک بحث ہوتی رہے گی اُس کا گناہ کس کی گردن پر۔ دیکھئے حدیث میں وارد ہے: فی المشکوۃ وعن



جبریلؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیہ وزرها ووزر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزا وہم شئی الحدیث رواہ مسلم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ نکالے تو علاوہ اُس جرم ارتکاب کے جتنے لوگ اُس کے بعد اُس پر عمل کرتے رہیں سب کا گناہ اُس کے ذمہ ہوگا اور اُن کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ روایت کیا اس کو مسلم نے آٹھویں۔ بھلا جس طرح حق تعالیٰ کے نزدیک صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ویسا ہی اگر آپ کے نزدیک بھی رہتے تو اس میں کیا نقصان تھا۔ کیا اس میں بھی کوئی شرک و بدعت رکھی تھی جو شاخ شانے نکالے گئے۔ یہ تو بتلائیے کہ ہمارے حضرت ﷺ نے آپ کے حق میں ایسی کوئی بدسلوکی کی تھی جو اُس کا بدلہ ایسے طور پر کیا جا رہا ہے کہ فضیلت خاصہ کا مسلم ہونا مطلقاً ناگوار ہے۔ یہاں تک کہ جب دیکھا کہ خود حق تعالیٰ فرما رہا ہے کہ آپ سب نبیوں کے خاتم ہیں۔ کمال تشویش ہوئی کہ ہائے فضیلت مختصہ ثابت ہوئی جاتی ہے جب اس کے ابطال کا کوئی ذریعہ دین اسلام میں نہ ملا فلاسفہ معاندین کی طرف رجوع کیا اور امکان ذاتی کی شمیر و دوم اُن سے لیکر میدان میں آکھڑے ہوئے۔ افسوس ہے اس دھن میں یہ بھی نہ سوچا کہ معتقدین سادہ کو انتظار اس خاتم فرضی کا کس قدر کنوئیں جھکائے گا۔ مقلدین سادہ کے دلوں پر اس تقریر معقولی کا اتنا تو ضرور اثر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کسی قدر شک پڑ گیا گو دو قائل معقولی کو نہ سمجھے ہوں۔ چنانچہ بعض اتباع نے اسی بناء پر الف و لام خاتم النبیین سے یہ بات بنائی کہ حضرت ﷺ اُن نبیوں کے خاتمہ ہیں جو گزر چکے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ آئندہ جو انبیاء پیدا ہوں گے اُن کا خاتم کوئی اور ہوگا۔ معاذ اللہ اس تقریر نے کہاں تک پہنچا دیا کہ قرآن کا انکار ہونے لگا۔ ذرا سوچئے تو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو خاتم النبیین ہونے میں یہ احتمالات نکالے جاتے تو کس قدر حضرت ﷺ پر شاق ہوتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف توراۃ کے مطالعہ کا ارادہ کیا تھا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کیسی متخیر ہو گئی کہ چہرہ مبارک سے آثار غضب پیدا تھے۔ اور باوجود اس خلق عظیم کے ایسے صحابی جلیل القدر پر کیسا عتاب فرمایا کہ جس کا بیان نہیں جو لوگ مذاق تقرب و اخلاص سے واقف ہیں اُس کو سمجھ سکتے ہیں۔ پھر یہ فرمایا کہ اگر خود موسیٰ میری نبوت کا زمانہ پاتے تو سوائے میری اتباع کے ان سے کچھ نہ بن پڑتی۔ دیکھ لیجئے وہ روایت مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ عن جابر ان عمر بن الخطاب اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من التوراة فقال یا رسول اللہ ﷺ هذه بنسخة من التوراة فسکت فجعل یقرأ ووجہ رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ماتری بالوجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسول رضینا باللہ رباً وبالاسلام دینا و بمحمد نبینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدالکم موسی فاتبعتموه وترکتونی لضللتکم عن سواء السبیل ولو کان موسی حیا و ادرك نبوتی لاتبعنی (رواہ الدارمی) یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار عمرؓ نے تو رات کا نسخہ لا کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو رات کا نسخہ ہے حضرت خاموش ہو گئے وہ لگے پڑھنے ادھر چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابو بکرؓ نے یہ دیکھ کر کہا اے عمر تم تباہ ہو گئے کیا چہرہ مبارک کو نہیں دیکھتے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھتے ہی کہنے لگے میں پناہ مانگتا ہوں خدا اور رسولؐ کے غضب سے ہم راضی ہیں اپنے پروردگار اور دین اسلام اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر موسیٰ تم میں ظاہر ہوتے اور تم لوگ مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرتے تو ضرور گمراہ ہو جاتے اگر موسیٰ اس وقت زندہ ہوتے اور میری نبوت کے زمانہ کو پاتے تو میری ہی اطاعت کرتے اور روایت احمد و بیہقی میں و ما وسعہ الا اتباعی ہے یعنی سوائے میری اتباع کے اُن سے کچھ بن نہ پڑتی۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابی باخلاق کی صرف اتنی حرکت اس قدر ناگوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید و عمرو کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت میں شک ڈال دیتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی۔ کیا یہ ایذا رسانی خالی جائے گی ہرگز نہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الْاِیْمَانَ یُؤْذِنُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعْنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔ (ترجمہ) جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اللہ کے رسولؐ جو لعنت کرے گا اُن کو اللہ دنیا اور آخرت میں اور مہیا کر رکھا ہے اُن کے واسطے ذلت کا عذاب۔ اتنی نسال اللہ تعالیٰ توفیق الادب و ہو ولی التوفیق۔

(اقتباس از: انوار احمدی، صفحہ نمبر ۵۵۲۳)



# ختم نبوت حدیث نبوی کی روشنی میں

از: حضرت مولانا محمد خواجہ شریف مدظلہ العالی

حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ آپ خلقت میں سب سے پہلے نبی اور بعثت میں سب سے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ اس لیے بھی کہ امت ساری کی ساری نہ کفر و شرک میں مبتلاء ہونے والی ہے اور نہ شریعت مٹنے والی ہے اور نہ اس میں کسی تحریف کا خوف و اندیشہ ہے۔

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی بھی معنی میں کبھی نہیں آئے گا۔ یہ ایمان کا بنیادی عنصر ہے۔ اس کا انکار کرنے یا اس میں کسی قسم کی تاویل کرنے سے کفر ہو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ، قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں عبارت النص سے ثابت ہے۔ اس کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور یہ بات کلمہ کے بنیادی مفہوم میں شامل ہے۔ جیسا کہ مستدرک میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طویل قصہ میں حدیث موجود ہے ”حين جاء ت عشيرونه يطلبونه من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اسئلكم ان تشهدوا لا اله الا الله والى خاتم النبائه ورساله“۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ایمان کا بنیادی عنصر ہے۔ اسی لیے حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین اور ختم نبوت کے باب میں لفظاً و معنیاً ساری امت، علماء کرام، صوفیہ عظام، مشائخ طریقت، عامۃ المسلمین تمام اہل السنۃ والجماعت بشمول دیگر بہتر فرقتے، شیعہ، معتزلہ، خوارج سب کے درمیان اتفاق ہے کہ اس میں تشریحی، غیر تشریحی اور ظلی، بروزی کسی بھی نوعیت کی کوئی موشگافی نہیں ہے اور اگر کوئی کسی بھی نوعیت سے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو مدعی نبوت و جال ہونے کے ساتھ وہ اور اس کے تمام قبیحین کافر ہیں۔ یہ مسئلہ اس قدر روشن ہے کہ اس میں کسی تمہید کی ضرورت نہیں اور مدعی نبوت کا کذاب ہونا اس قدر واضح ہے کہ اس پر دلیل طلب کرنا بھی کفر کا سبب بن سکتا ہے۔



لیکن غلام احمد کے نام سے ایک آدمی نے جو مرزا سے تعبیر کیا جاتا ہے، فاسد تاویلات کے ذریعہ دعویٰ نبوت کر کے ایسا دجل و فریب دیا کہ لوگ اس کے اطراف جمع ہو گئے اور اسی کو فتنہ قادیانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان اور دنیا بھر میں ردِ قادیانیت میں اردو، عربی وغیرہ میں علماء نے کتابیں لکھیں۔ حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام محمد انوار اللہ نور اللہ مرقدہ نے اپنی مفصل اور ضخیم تالیفات قیمہ (افادۃ الافہام) (دو جلد) انوار الحق کے ذریعہ اس کا شافی وافی اور کافی رد فرمایا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ”بخاری شریف“ میں مستقل باب ”ترجمہ باب خاتم النبیین“ قائم فرمایا۔ اس کے علاوہ پوری بخاری شریف میں ختم نبوت سے متعلق بہت سی احادیث شریفہ جگہ جگہ موجود اور پھیلی ہوئی ہیں اور دیگر محدثین بھی اپنی کتابوں میں ختم نبوت کے مستقل ابواب قائم کئے اور مسلم شریف میں بھی اس کا ایک مستقل باب ہے۔ مسئلہ ختم نبوت میں بعض بزرگوں نے دوسودس (۲۱۰) احادیث جمع کیں ہیں۔ بخاری شریف، مسلم شریف، کتب سنن، معاجم اور مسانید کے اندر لاکھوں احادیث کے مجموعہ میں ختم نبوت کے اس سے بھی زیادہ احادیث موجود ہیں اور ۶۵ سے زیادہ صحابہ نے ختم نبوت کی احادیث کو روایت کیا ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں روایات بلاشبہ متواتر المعنی ہیں۔ جو مسئلہ تو اتر باللفظ یا تو اتر بالمعنی سے ثابت ہے اس کا انکار بالاتفاق کفر ہے۔

ان احادیث کو روایت کرنے والے جملہ صحابہ میں چند جلیل القدر حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت انس، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حذیفہ، حضرت سیدنا علی، حضرت ابو ذر، حضرت عوف بن مالک، حضرت عرباض بن ساریہ، حضرت زید بن حارثہ، حضرت عبد اللہ بن ثابت، حضرت ام کرز کعبیہ، حضرت ابو امامہ باہلی، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت ابو مالک اشعری، حضرت زید بن ابی ادنی، حضرت بریدہ، حضرت ابو الطفیل، حضرت تمیم داری، حضرت نعیم بن مسعود، حضرت ابوبکر، حضرت ضحاک بن نوفل، حضرت ثنادہ، حضرت معاذ، حضرت سہل بن سعدی، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حبشی بن جنادہ، حضرت ابو الفضل، حضرت محمد بن حزم، حضرت عبد الرحمن بن سمرہ، حضرت سلمان، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابو الدرداء، حضرت زبیر، حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بخاری شریف، مسلم شریف، سنن اور معاجم و مسانید میں ۲۰۰ سے زائد احادیث کو ہم ایک علیحدہ کتاب میں شائع کریں گے۔ سر دست اب آپ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپ کے بعد نبوت اپنے ہر معنی کے ساتھ ختم ہو گئی ہے۔ آپ کی امت آخری



امت ہے۔ اس امت کے سوا تاقیامت کوئی امت نہیں ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۹۱، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل میں ہے ”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسومہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی و انہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء لیکثرون“۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائے کہ بنی اسرائیل کی رہبری ان کے انبیاء کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرے نبی آ جاتے اور بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ خلفاء ہوں گے بہت ہوں گے۔ ”لا نبی بعدی“ میں لائے نفی جنس ہے۔ تشریحی، غیر تشریحی اور اگر کوئی قسم طلبی، بروزی ہے تو وہ بھی لا نبی بعدی کے تحت آئے گا۔ آپ کے بعد کوئی نبی آ ہی نہیں سکتے اور یہی حدیث شریف مسلم شریف کتاب الامارۃ صفحہ ۱۲۶ میں ”وستکون خلفاء فتکثر“ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

بخاری شریف صفحہ ۵۰۱ باب خاتم النبیین میں ہے اور امام مسلم اور اصحاب سنن الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کرتے ہیں ”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ یتعجبون لہ و یقولون ہلا وضعت هذه اللبنۃ قال فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین“۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے میری مثال اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کی مثال ایک ایسے آدمی کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور بہت حسین و خوبصورت بنایا اور ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ لوگ اس کے اطراف گھومتے اور تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں اور یہی حدیث شریف مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۸ پر ہے اور اس کی ایک روایت میں یہ الفاظ ”فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء علیہم السلام“ اور ایک روایت میں ”لکنت انا تلک اللبنۃ ہی“ کے الفاظ آئے ہیں۔ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کو میں نے ختم کر دیا ہے اور اسی مقام پر امام مسلم نے اس مفہوم کی مزید چھ احادیث روایت کی ہیں۔

بخاری شریف صفحہ ۵۰۵ پر ہے ”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتی تقتل فتنان عظیمتان تکون بینہما مقتلة عظیمۃ



دعواہما واحدة و حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انه رسول اللہ  
 “ایک روایت میں ”وانا خاتم النبیین“ ہے۔ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت میں تیس  
 کے قریب جھوٹے دجال آئیں گے اور ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔  
 اس حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال اور کذاب  
 ہے۔ اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ ختم نبوت میں کوئی خفاء نہیں۔ اس کی شرح میں علامہ حافظ عسقلانی اور  
 علامہ عینی وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس طرح کا دعویٰ جنوں اور پاگل پن اور سودائیت کے بڑھ جانے سے بھی ہوتا ہے  
 اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے تیس دجال سے زیادہ آچکے ہیں۔ اب یہاں مراد ایسے دجال  
 ہیں جن کی کچھ ہوا چلی اور اس کے اطراف لوگ جمع ہوئے۔ یہ حدیث شریف مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۷ باب اثرات  
 الساعة میں ہے ”لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلہم یزعم انه  
 رسول اللہ“ اور سنن ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۸، اور ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۴۵ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے ”ارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبیین“۔ مجھے ساری  
 مخلوق کی طرف رسول بنایا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ اس میں یہ ہے کہ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی رسالت جن و انس، زمین و آسمان، اس کی ہر چیز کی طرف ہے کیونکہ کافہ خلق میں سب شامل ہیں۔ اس لیے  
 آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال مجنون ہی ہوگا۔

بخاری شریف صفحہ ۶۲۳ باب غزوہ تبوک میں ہے ”عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ الا  
 ترضی ان تکون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انه لیس نبی بعدی“ اور مسلم شریف کی  
 روایت میں ہے ”انه لا نبوة بعدی“۔ اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نہ  
 کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ کسی قسم کی نبوت باقی ہے۔

ترمذی شریف صفحہ ۳۰۹ میں ہے ”عن عقبہ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب“۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر بن الخطاب رضی  
 اللہ عنہ ہوتے۔ اہل علم اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ لو انتقاء اول سے انتقاء ثانی کے لیے آتا ہے۔  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اس قدر صلاحیت کے بعد نبی نہیں ہو سکتے تو دوسرے کہاں ہو سکتے ہیں کیونکہ نبوت  
 ختم ہو چکی ہے۔

بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۶ میں ہے ”عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ ﷺ وانا



العاقب“ اور یہی حدیث شریف ترمذی میں ہے ”والعاقب الذی لیس بعدی نبی“ ہے۔ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عاقب وہی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ابن ماجہ شریف باب فتنۃ الدجال صفحہ ۲۹ میں ”عن ابی امامۃ الباہلی عن النبی ﷺ“ (طویل حدیث میں ہے) ”وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم“ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہے نہ کوئی دوسری امت۔ سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔

بکثرت حدیث شریف کی کتابوں میں یہ حدیث ہے کہ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت ”واذ اخذنا من النبین میثاقہم منک ومن نوح“ (الاحزاب، ۷) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”كنت اول النبین فی الخلق و آخرہم فی البعث“ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں باعتبار خلق سب نبیوں میں اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں۔ اس کی روایت ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم دلائل النبوة میں دلیلی، ابن عساکر، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن سعد، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۳ وغیرہ میں موجود ہے۔

ترمذی شریف جلد ۶ صفحہ ۵۳ ابواب الرؤیا میں ہے ”عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی، قال فشق ذلک علی الناس فقال لکن بقیت المبشرات فقالوا یا رسول اللہ ما المبشرات قال رؤیا المسلم وہی جزء من اجزاء النبوة“۔ حضرت انس سے روایت ہے حضرت رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائے رسالت و نبوت منقطع ہو گئی۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی رسول لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) مبشرات کیا ہیں؟ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائے مسلمان کا خواب ہیں وہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ یہ حدیث شریف نہایت ہی واضح ہے کہ رسالت ہو یا نبوت سب ختم ہو چکے ہیں۔ اس کا ایک جزء خواب ہے وہ باقی ہے۔

بخاری شریف جلد ۲ کتاب التعمیر صفحہ ۱۰۳۵ میں ہے ”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحة“۔ ختم نبوت کے مسئلہ میں اس قدر آیات قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے باوجود مرزا کا دعویٰ نبوت کرنا کس قدر تعجب خیز اور کھلا کفر ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ کس طرح سے ابتداء مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔



پھر بتدریج مسیح موعود کے بعد مدعی نبوت بن بیٹھا۔ اس مقالے میں اس سے گفتگو نہیں ہے۔ البتہ آخر میں یہ بتانا ہے کہ وہ ان احادیث میں کیا تاویلات فاسدہ کا ارتکاب کر کے دعویٰ نبوت تک پہنچا۔ اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

مرزا کو جب دعویٰ نبوت کرنے کا سودا سر میں سمایا تو یہ خود کو غیر تشریحی ظلی اور بروزی نبی بتایا۔ ظلی بروزی کا مطلب یہ بتایا کہ وہ فتنائی الرسول ہو کر نبوت کا ظل بن گیا اور ظلی و بروزی بن گیا۔ پھر اپنے اس دعویٰ نبوت کے لیے دجل اور دھوکہ سے کام لیا اور یہ کہا کہ خاتم النبیین میں الف لام عہدی ہے اور اس سے بنی اسرائیل کے انبیاء مراد ہیں اور اس کے لیے ولم یبق من النبوة الا المبشرات سے استدلال فاسد کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا ایک جزء باقی ہے۔ پھر اس جزء کے لیے ظل و بروز کا فلسفہ تراشا اور لانی بعدی میں لا کولائے نفی کمال قرار دے کر دعویٰ نبوت کا ارتکاب کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ظلی و بروزی، نبوت کی کوئی نوع یا کوئی قسم نہیں ہے۔ آج تک امت میں کہیں بھی ایسی کوئی اصطلاح کا وجود نہیں ہے۔ یہ ایک خود ساختہ اصطلاح ہے۔ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام میں فنا ہو کر آپ کے صفات کا ظل یا مظہر تو ہو سکتے ہیں لیکن سب کا اتفاق ہے کہ نبوت کا ظل یا اس کا مظہر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بالاتفاق خاتم النبیین میں الف لام استغراقی ہے وہ عہدی نہیں ہے اور عہدی اس لیے بھی نہیں ہو سکتا کہ اگر اس کو عہدی قرار دیا جائے تو آدم علیہ السلام کے بعد آنے والے ہر نبی اپنے پہلے نبی کے اعتبار سے خاتم النبیین ہوں گے کیونکہ وہ اپنے سے پہلے کے انبیاء کی نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ ”خاتم النبیین“ حضور ﷺ کا خاصہ ہے۔ اس لیے خاتم النبیین میں الف لام نہ عہدی ہے نہ عرفی ہے بلکہ استغراق حقیقی ہے اور لانی بعدی میں لانی جنس کا ہے لانی کمال کا نہیں ہے کیونکہ نبوت میں عدم کمال سے نقص لازم آئے گا اور نقص سے نبوت ہی نہیں رہتی کیونکہ حقیقت نبوت کے کوئی اجزاء نہیں ہیں۔ اس لیے ”لانی بعدی“ میں لانی جنس ہی ہے۔

لم یبق الا المبشرات میں اس کا جواب موجود ہے کہ اجزاء نبوت میں جو ایک جزء باقی ہے اس سے مراد خواب ہے ظاہر ہے مومن کے خواب نبوت نہیں ہو سکتے۔ اس قدر وضاحت کے بعد میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قادیانیت کو اختیار کرنے والے تمام لوگوں کو ایمان کی توفیق دے اور سارے مسلمانوں کو ایمان پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد المصطفیٰ و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم اجمعین۔



# ختم نبوت فقہ اسلامی کی روشنی میں

از: حضرت مولانا مفتی ابراہیم خلیل البہاشی مدظلہ

حق سبحانہ و تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہبری کے لیے ہر زمانے اور ہر قوم میں انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اقوام و مل کو کفر و شرک اور ظلم و طغیان کی ظلمتوں سے نکال کر توحید ربانی و دین حقانی کی روشنی دکھائی اور ہادی الی سبیل الحق کے فریضہ منصبی کی گراں بار ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے۔ ”ولکل قوم ہاد“۔ (الرعد، آیت ۷۰)

”ولکل امة رسول“ (یونس، آیت ۲۷) و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا“ (الاسراء، آیت ۱۰) اس منصب جلیلہ پر سب سے آخر میں فائز ہونے والی ہستی مبارکہ حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس ہے جو باعتبار تحقیقی نبوت فحوائے حدیث پاک ”كنت نبيا و آدم بين الماء والطين“ اولیت کی حامل ہے۔

قرآن پاک کی آیت ”اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا“ (المائدہ، آیت ۳۰) کے ذریعہ آپ کی ذات گرامی پر تمام تر نعمتوں کے اتمام و دین حنیف کے کمال کا باعتبار ایمان و اسلام، احسان و غیر ہم کا اعلان کیا گیا اور اس طرح اشارۃ النقص سے ”کمال مطلق“ دین مصطفوی ﷺ کو حاصل ہونے کا اشارہ دیا گیا اور یہ بتا دیا گیا کہ آپ ہی کا دین کامل و اکمل ہونے کی وجہ اولین و آخرین کے لیے حجت ہے اور یہی دین قیامت تک کے لیے کافی اور باقی رہنے والا ہے علاوہ ازیں قرآن پاک کی صراحتہ النص ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئی علیما“ (الاحزاب، ۳۰) سے صاف اور واضح طور پر یہ ظاہر کر دیا گیا کہ آپ ﷺ حق



سبحانہ و تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جو تشریفی و غیر تشریفی ہر طرح کی نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں جیسا کہ اس آیت پاک کے ضمن میں علامہ امام ابن کثیر نے لکھا ہے:

”فہذہ الآیۃ فی انہ لا نبی بعدہ و اذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوة“

اصول اور معانی کا مشہور اور علمی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت آتا ہے تو وہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ ”نبی“ نکرہ ہے اور ان نفی کے تحت واقع ہے۔ اس لیے حسب قاعدہ، نبی سے باستغراق ہر نبی مراد ہے۔ صاحب شریعت جدیدہ ہو یا نئی شریعت کا قبیح۔

آیت پاک ”خاتم“ بالکسر و بالفتح ہر دو قرأت سے مروی ہے جس کے معنی آخری کے بھی آتے ہیں۔ کلام عرب میں مہر کے لیے بھی اس کا استعمال معروف ہے تاہم اس کا حاصل بھی وہی معنی ہیں جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں ہے: ”والخاتم اسم آلۃ لما یختتم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیین بہ و مآلہ آخر النبیین“

عقیدہ ختم نبوت کا تعلق چونکہ بنیادی عقائد اسلامیہ سے ہے، اس لیے حضرت رسول پاک ﷺ نے کئی ایک مواقع پر بار بار اس سے متعلق واضح ارشادات عطا فرمائے ہیں جو کتب احادیث سے اکتساب فیض کرنے والوں کی مشام جاں کو صبح قیامت تک معطر فرماتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت تمام کتب احادیث جیسے بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی وغیرہ میں موجود ہے جس میں آپ ﷺ کی ذات اقدس سے قصر نبوت کی تکمیل کو ایک بلیغ تمثیل سے واضح کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فا حسنہ و اجملہ الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس يطوفون به و یتعجبون له و یقولون ہلا وضعت هذه اللبنة و انا خاتم النبیین“۔ (بخاری کتاب المناقب)

ترمذی شریف میں حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”ان الرسالۃ و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی“

اور ایک حدیث پاک میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ میرے بعد نبی ہونا ممکن ہو تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے:



”لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب“ (کتاب المناقب ترمذی)۔

عقیدہ ختم نبوت ہی کی طرح حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول اجمال کا عقیدہ بھی عقائد اسلامیہ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے جو کتاب و سنت کے منصوصات سے مصرح ہے جس کا مرزا غلام احمد قادیانی نے انکار کیا اور خود دعویٰ ارسخ موعود ہو گیا اور استدلال یہ کیا کہ ”عیسیٰ ابن مریم کی تشریف آوری کا عقیدہ خود عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے“۔ اس کا جواب علماء اسلامیہ نے یہ دیا ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ وصف نبوت کا وقوع آپ ﷺ کے بعد معدوم ہے۔ مسئلہ نزول عیسیٰ علیہ السلام جو قرآن پاک و احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، مسئلہ ختم نبوت پر اثر انداز نہیں، کیونکہ وہ نبوت محمدی ﷺ سے بہت پہلے ہی سے باعتبار بعثت نبوت سے سرفراز ہیں جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

”والمراد بكونه عليه السلام خاتمهم النقطاع حديث وصف النبوة في احد من الثقلين بعد تخليته عليه السلام بها في هذه النشأة ولا يقدح في ذلك ما اجمعت عليه الامة واستشهرت فيه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوي ونطق به الكتاب على قول و وجوب الايمان به واكفر منكروه كالفلسفة من نزول عيسى عليه السلام آخر الزمان لانه كان نبياً قبل ان يحلى نبينا ﷺ بالنبوة في هذه النشأة“۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیامت کے قریب تشریف آوری منصب نبوت و رسالت پر مامور من اللہ ہونے کی حیثیت سے نہیں ہوگی بلکہ امت محمدیہ کے امام و قائد اور خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے ہوگی۔ اسی لیے اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا جیسا کہ تحفہ شرح منہاج میں ہے:

”و عيسى عليه السلام نبى قبل فلا يرد الاشكال“

حضرت رسول پاک ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام یعنی خیر القرون ہی میں مسلمانہ کذاب نے حضرت رسول پاک ﷺ کی نبوت کے اقرار اور قرآن پاک اور اسلامی احکام وغیرہ پر ایمان رکھتے ہوئے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک جماعت اس کے پیچھے ہو گئی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے باجماع صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس کو مرتد اور واجب القتل جان کر اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اس کو کفر و ارتداد تک پہنچا کر اس عظیم فتنے کا قلع قمع فرما دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک حضرت رسول پاک ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کی



طرف سے نبوت کا دعویٰ چاہے وہ کسی انداز اور کسی تاویل کے ساتھ ہو باجماع صحابہ موجب کفر و ارتداد ہے۔  
ایک حدیث پاک میں حضرت رسول پاک ﷺ نے اپنی امت میں تمیں کذاب و عویداران نبوت کی  
پیشن گوئی فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے:

وانه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لاني  
بعدي (ابوداؤد، کتاب الفتن، عن ثوبان رضي الله عنه)۔

شرح شفا میں ہے کہ ہم ہر اس شخص کو کافر قرار دیں گے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں  
نبوت کا دعویٰ کرے جیسے مسیلمہ اور اسود غنسی یا کوئی آپ ﷺ کے دتیا سے پردہ فرمانے کے بعد نبوت کا دعویٰ  
کرے، کیونکہ دعویٰ نبوت عیسائیوں ہی کی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی تکذیب ہے کیونکہ آپ ﷺ خاتم  
النبیین ہیں: وكذلك نكفر من ادعى نبوة احد بعده فانه خاتم النبيين بنص القرآن  
والحديث فهذا تكذيب الله ورسوله ﷺ كالعيسوية (شرح شفا صفحہ ۷۴)۔

اسی بناء پر فقہاء امت اسلامیہ نے بھی مدعیان نبوت کو کافر قرار دیا ہے جیسا کہ عالمگیری جلد دوم صفحہ  
۲۶۳ میں ہے: ”لو قال انا رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم  
یکفر“ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں بھی اسی طرح ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے  
ہیں:

”من اعتقد و حیا بعد محمد ﷺ کفر باجماع المسلمین“۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۲ میں لکھتے ہیں:

”ودعوى النبوة بعد نبينا ﷺ كفر بالاجماع“

کسی کے دعوائے نبوت پر اگر کوئی اس سے معجزہ طلب کرے اور یہ طلب اس کے اظہار عجز و رسوائی کے  
لیے نہ ہو تو اس کو فقہاء نے کافر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ خلاصۃ الفتویٰ میں:

”ولو ادعى رجل النبوة و طلب رجل المعجزة قال بعضهم يكفر و قال بعضهم ان

كان غرضه اظهار عجزه و افتضاحه لا يكفر“

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں:

”وقد دل كلامه و كلام الله المنزل عليه انه خاتم النبيين و انه مبعوث الى كافة



الناس بل الى الجن والانس ثبت انه آخر الانبياء“۔

حضرت شیخ امام عبدالسلام بن ابراہیم مالکی، اتحاف المرید میں لکھتے ہیں:

”ای ختم ربنا بنبوته جميع الانبياء قال تعالى و خاتم النبيين ويلزم منه ختم المرسلين ايضاً لان ختم الاعم ختم للاخص من غير عكس فلا تبدء نبوة ولا شريعة بعده ﷺ“۔

شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح کفایۃ العوام میں لکھتے ہیں:

”اولهم آدم ثم الآخر منهم بحيث ليس بعده نبی ولا رسول اصلاً محمد بن عبد الله خاتم الانبياء والمرسلين ﷺ وهو النبي الباقي على رسالته وان مات ﷺ الى آخر الزمان وانقطاع الدنيا“۔

حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی نے حدیث پاک کے حوالہ سے حضرت رسول پاک ﷺ کے اسماء مبارکہ میں العاقب ہونا بیان فرمایا ہے جس کے معنی آخری نبی کے ہے:

”وفي السنة انا العاقب لاني بعدى واجمعت الامة على ابقاء هذه الكلام على ظاهره“۔

کتاب وسنت کے منصوصات کے واضح تشریحات فقہاء امت کے واضح ہدایات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت نبی پاک ﷺ نبی آخر الزماں ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ قیامت تک اب کوئی نیا نبی یا کوئی نئی شریعت نہیں آ سکتی۔ ان واضح شواہد کے باوجود اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو ایسا شقی و بد بخت کذاب و تہمت باندھنے والا دجال اور خود بھی گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا اور مرتد، قابل گردن زدنی (اسلامی حکومت میں) و خارج عن الاسلام ہے، جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: ”فقد اخبر الله تعالى في كتابه و رسوله ﷺ في السنة المتواترة عنه انه لاني بعده ليعلموا ان كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب افاك و دجال وضال و مضل“۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

”و كونه ﷺ خاتم النبيين مما نطق به الكتاب و صرحت به السنة و اجمعت عليه

الامة فيكفر مدعى خلافه و يقتل ان اصر“۔



اسی بناء پر عالم اسلام کے تمام علماء حقانین نے مدعیان نبوت کا ذہین کی طرح کاذب مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو مرتد اور خارج عن الاسلام قرار دے دیا ہے۔





# عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادریؒ

ان دنوں فتنہ قادیانیت زور پکڑ رہا ہے، اور اسلام کے نام پر عام مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کو برباد کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے، یہ لوگ مسلمانوں جیسا لباس پہنتے ہیں اور مسلمانوں جیسا نام رکھتے ہیں، لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں قرآن کریم واحادیث شریفہ کی روشنی میں عطا کردہ عقیدہ نہیں رکھتے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے، بلکہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ظلی و بروزئی نبی ہو سکتا ہے (معاذ اللہ) جس کو ”امتی نبی“ کہتے ہیں۔ اسی بنیاد پر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یہ لوگ اس کو نبی مانتے ہیں، جب کہ ختم نبوت ایک ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی فرق آنے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، یہ فرقہ مختلف ممالک میں فتنہ پرور سازشوں میں مصروف ہے، جنوری ۲۰۰۸ء لندن سے پچاس میل دور قادیانیوں کی جانب سے بڑے پیمانہ پر جلسہ مقرر کیا گیا تھا، مسلمانوں کی پرزور مخالفت کی وجہ سے حکومت برطانیہ نے جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دی، اب اس فرقہ کی جانب سے حیدرآباد میں سو سالہ جشن منانے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے، اس وجہ سے ضروری ہے کہ مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ کتاب وسنت، مفسرین، محدثین اور فقہاء امت کی تصریحات کی روشنی میں یہ مضمون سپرد قلم کیا جا رہا ہے۔

## غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے اور کفریات

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مختلف باطل دعوے کئے: دعویٰ مجددیت، محمدییت، مسیحیت عیسیٰ علیہ السلام، عیسویت، بالآخر نبوت کا دعویٰ کیا، (نعوذ باللہ من ذالک) چنانچہ وہ ازالۃ الاہام، حصہ دوم ص ۲۲۱ میں لکھتا ہے: اسی لئے خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی



اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اس نے الہام خداوندی کا نام لے کر (العیاذ باللہ) اپنے باطل دعویٰ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے آپ کو انبیاء کرام کا مثیل قرار دیا اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسر ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے: ”اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء و امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔“ (ازالۃ الالہام، حصہ اول ص ۱۰۵) (نعوذ باللہ من ذلک)

کذاب و دجال غلام احمد قادیانی کے باطل دعویٰ کا جواب دینے کیلئے شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ نے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ”افادۃ الافہام“ تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے اس کا حرفاً حرفاً رد کیا و نیز انوار الحق تصنیف فرمائی، جس کے ذریعہ اس کے باطل نظریات کا دندان شکن جواب دیا اور اس کو دائرۃ اسلام سے خارج قرار دیا، ”افادۃ الافہام“ کی ابتداء میں آپ نے ”مفتاح الاعلام“ کے نام سے ایک فہرست مرتب فرمائی جس میں اس کی ان عبارتوں کو جمع کیا جن سے گمراہی و ضلالت اور کفر و ارتداد واضح ہوتا ہے، اس کے چند اقتباسات ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ یہ آشکار ہو جائے کہ اس کذاب نے اپنے باطل دعویٰ سے اہل اسلام میں کیسی کیسی فتنہ پردازیاں کی ہیں۔

م۔ خلیفہ ہوں خلافت الہی مجھے عطا ہوئی ہے۔ ص ۲۱ ف ۵۱

م۔ مجدد ہوں۔ ف ۵۲

م۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ ف ۵۲

م۔ حارث ہوں جو امام مہدی کی مدد کو نکلے گا۔ ف ۵۲

م۔ مہدی ہوں۔ ف ۵۳، م۔ امام الزمان ہوں۔ ف ۱۲

م۔ امام حسین رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتا ہوں۔ ص ۳۰۲

م۔ امام حسین سے افضل ہوں۔ ف ۵۳

م۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں۔ ع ۱۴

م۔ کرشن جی ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ ف ۵۶

م۔ مثیل آدم و نوح و یوسف و داؤد موسیٰ و ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ ف ۵۳



م۔ ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ۵۳

م۔ بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ ع۔ ۱۲۷

م۔ عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ ف۔ ۵۳

م۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایہ دعویٰ ہے۔ ع۔ ۱۲۸

م۔ قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے۔ ۲۹۷

م۔ میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ ص۔ ۲۳۷

م۔ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ ف۔ ۵۳

م۔ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ ص۔ ۲۸۶

م۔ خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے مبشرا بر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سو وہ رسول

میں ہوں۔ ف۔ ۵۳

م۔ سچی وحی مجھ پر اترتی ہے۔ ف۔ ۵۳

م۔ میرے معجزے انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔ ف۔ ۵۳

م۔ میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں۔ ف۔ ۲۵۱

م۔ میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہیں۔ ف۔ ۲۵۱

م۔ میرا منکر کافر اور مردہ ہے۔ ۵۴

م۔ میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ ف۔ ۵۵

م۔ جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ ف۔ ۵۱

م۔ میرے منکر پر سلام نہ کرنا چاہیے۔ ف۔ ۲۵۱

م۔ میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔

م۔ کل مسلمان جو میرا قرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔ س۔ ۵

م۔ میری جماعت دوسرے سے رخصتہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ س۔ ۵

م۔ میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔ ف۔ ۵۴

م۔ میرے امی پر عذاب نہ ہوگا۔ ص۔ ۲۲



م۔ میرا امتی جنتی ہے۔ ص ۲۲

م۔ ان کے مریدان کو خاتم الانبیاء لکھتے ہیں۔ ص ۳۰۲

م۔ ان کے خاندان کو خاندان رسالت اور ان کی بیوی کو ام المؤمنین لکھتے ہیں۔ ص ۴۱

م۔ الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد میں ہے۔ ف ۵۶

م۔ الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔ ف ۵۶

م۔ خدا مجھ سے قریب ہو کر باتیں کرتا ہے۔ ف ۵۳

م۔ خدا مجھ سے باتیں کرنے کے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ ص ۲۹۸

م۔ خدا مجھ سے ٹھٹھے کرتا ہے۔ ص ۲۹۸

م۔ کن فیکون مجھ کو دیا گیا ہے۔ ف ۵۳

م۔ جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے خدا بھی ناراض

ہے۔ ص ۲۵ (مفتاح الاعلام، ص ۶/۵)

اس قسم کی بہت سی عبارتیں قادیانیوں کی کتابوں میں لکھی ہیں جس سے اسکا دجل و مکر اور نبوت کا دعویٰ کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی، بروزی یا جزوی طور پر آنے والا نہیں، آپ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے، آپ کے بعد نہ نبوت تامہ ہے اور نہ ناقصہ، جب غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ اس کی عبارتوں سے معلوم ہوا، اس کے باوجود قادیانیوں کا کہنا کہ ”اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا“ خلاف واقعہ بات، دروغ گوئی اور حقیقت کا انکار ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بھی آپ کے بعد کسی اور کو کسی اعتبار سے نبی تسلیم کرنا نص قطعی کے خلاف اور کفر و ارتداد ہے۔

فرقہ قادیانی کے جلسہ میں شرکت اور اس سے تعلق رکھنے کا حکم

کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں یہ فرقہ دائرہ اسلام سے خارج، مرتد و بے دین ہے، دراصل نفع قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش ہے، اس فرقہ کے ساتھ تعلقات رکھنا اور اسکے جلسوں میں شریک ہونا عامۃ المسلمین کیلئے ناجائز و حرام ہے، ان کے مذہب کو حق سمجھتے ہوئے ان سے تعلقات رکھنا اور



ان کے جلسوں میں شریک ہونا بجائے خود کفر و ارتداد ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَمَا يَنْسِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ**۔ (سورہ انعام - ۶۸) ترجمہ: اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اور ارشاد خداوندی ہے: **وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَيُمْسِكُمُ النَّارُ**۔ (سورہ صود - ۱۱۳) ترجمہ: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آتش جہنم آچھوئے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے بے دین و بد مذہب فرقہ ہائے باطلہ کی صحبت و تعلقات سے اجتناب کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں روایت ہے: **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ كَذَابُونَ يَاتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا انْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَيَاكُمُ وَيَا هُم لَا يَضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتُونَكُمْ** (صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۰، حدیث نمبر: ۷) ترجمہ: حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: آخری زمانے میں دجال کذاب، فریب دینے والے جھوٹے لوگ آئیں گے تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جسکو نہ تم نے سنا ہے اور نہ تمہارے آباء و اجداد نے، تم ان سے دور رہو! اور انہیں اپنے سے دور رکھو! کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر ڈالیں اور کہیں تمہیں فتنے میں مبتلا نہ کر ڈالیں۔

اور سنن ابن ماجہ شریف، مقدمہ، باب القدر، ص ۱۰، حدیث نمبر: ۸۹ میں حدیث پاک ہے: **وَأَنْ مَرَضُوا فَلَا تُعَوِّدُوهُمْ وَأَنْ مَاتُوا فَلَا تُشْهَدُوهُمْ وَأَنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسْلَمُوا عَلَيْهِمْ**۔ ترجمہ: اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو تم انکی عیادت نہ کرو، اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو، اور اگر ان سے ملاقات ہو جائے تو انہیں سلام مت کرو۔

عقیدہ ختم نبوت نص قطعی سے ثابت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا**۔ ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول اور سب انبیاء کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (سورہ الاحزاب - ۴۰)



قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ فخر موجودات وجہ تخلیق کائنات حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والے نہیں، سلسلہ نبوت و رسالت آپ کی ذات اقدس پر ختم کر دیا گیا، آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال و ناممکن ہے، قصر نبوت میں ایسی کوئی جگہ ہی باقی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی اس کو بڑ کر سکے، رسالت و نبوت آپ ہی پر تمام ہوگئی۔

متواتر المعنی احادیث شریفہ سے ثبوت

کتب صحاح و سنن، معاجم و مسانید میں اس مضمون کی متعدد احادیث شریفہ موجود ہیں جو تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ بخاری شریف ج ۱ کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، ص ۵۰۱ میں حدیث پاک ہے:

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ و اجملہ الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به و یتعجبون له و یقولون ہلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة و انا خاتم النبیین۔ ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک محل تعمیر کیا اور اسے مکمل خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ بنایا سوائے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ کے، لوگ اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے اور کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی ہو تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی آخر نبی ہوں۔

سلسلہ نبوت منقطع ہو چکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظلی و بروزی نبی ماننے والے کا حکم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے متعلق ختم نبوت کا عقیدہ کہ آپ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے جو قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے عبارت النص اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا انکار کرنا یا اس میں کسی قسم کی کوئی تاویل کرنا صریح کفر ہے، اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء والمرسلین کے منصب عظیم پر فائز فرمایا۔

جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۳ میں ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول ولا نبی بعدی۔ ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک رسالت و نبوت بالیقین منقطع ہو چکی ہے میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی رسول۔



اس حدیث مبارک میں لفظ نبی و رسول پر لائے نفی جنس داخل ہوا ہے، اور یہ متفقہ قاعدہ ہے کہ نکرہ جب نفی کے تحت آتا ہے تو عموم کا فائدہ دیتا ہے جس سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طور پر ظلی، بروزی، مثلی، جزوی کسی بھی معنی میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

اس واضح ارشاد کے باوجود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی بھی طور پر ظلی، بروزی، مثلی، جزوی نبی کا ماننا صریح کفر ہے، اگر کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے تو وہ دائرۃ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے۔

سنن ابن ماجہ شریف ابواب الفتن باب فتنة الدجال میں حدیث پاک ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: انا اخر الانبياء والتم اخر الامم۔ ترجمہ: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

انبیاء کرام و رسل عظام کی بعثت مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ہوتی رہی جب کوئی رسول وصال کرتے دوسرے رسول کی بعثت ہو جاتی لیکن حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کے لئے رسول بنا کر بھیجا، صحیح مسلم شریف ج ۱ کتاب المساجد و مواضع الصلوة ص ۱۹۹ میں ارشاد مبارک ہے: وارسلت الى الخلق كافة وختم بي النبون۔ ترجمہ: میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ساری مخلوق کے لئے اور قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کے لئے ہے، جب تک دنیا قائم ہے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی نافذ رہے گی، کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور نہ کسی دوسری شریعت کی حاجت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ کو مکمل کر دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے: اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا۔ ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام دینا۔ (سورۃ المائدہ - ۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

جب حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نبوت مکمل ہو چکی ہے، آپ کی شریعت ہمیشہ کیلئے ہے تو پھر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال و ناممکن ہے، آپ کے بعد نبوت نہیں ہوگی البتہ خلافت ہوگی جیسا کہ صحیح



بخاری شریف ج ۱ کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ص ۴۹۱ میں حدیث مبارک ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء لیکثرون۔ ترجمہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیادت و قیادت انبیاء کیا کرتے تھے، جب کبھی کوئی نبی وصال کرتے ان کے جانشین دوسرے نبی آتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

نیز کنز العمال، باب فضائل الصحابة مفصلاً مرتباً علی ترتیب الحروف، میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: نبی النبوة ولکم الخلافة۔ ترجمہ: میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت ہے۔

اور کنز العمال، کتاب الفصائل من قسم الافعال، الباب الثامن، فضل الحرمین والمسجد الاقصیٰ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔ ترجمہ: میں نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔

عقیدہ ختم نبوت میں تاویل، نصوص قطعہ کے انکار کے مترادف ہے

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اس میں کسی قسم کی تاویل کرنا کہ جس سے کسی جھوٹے دعویدار نبوت کے لئے کوئی امکان پیدا ہو و نیز حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ظلی، بروزی، جزوی کسی طریقہ کی نبوت ماننا اور کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنا، دراصل عقیدہ ختم نبوت سے اعراض، نصوص قطعہ متواترہ کا انکار اور کفر و ارتداد ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کو اپنا نائب مقرر فرمایا تو ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد نبوت کی نفی بھی فرمادی تاکہ اس کے ذریعہ کسی دجال، کذاب، نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کسی اعتبار سے کوئی شق نکالنے کا موقع ہی باقی نہ رہے۔

صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۳ پر حدیث شریف ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا نائب مقرر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: الا ترضی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی۔ ترجمہ: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ میرے لئے ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے تھے، مگر یہ کہ میرے بعد کسی بھی قسم کا



کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام بھی آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی و رسول، صاحب شریعت گذرے وہ اگر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہی ہوتے، نبی یا رسول کی حیثیت سے نہیں اور آپ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوتے، آپ کی اتباع و اطاعت کے سوا ان کے لئے کوئی اور صورت نہ ہوتی، جیسا کہ سنن دارمی، کتاب المقدمة میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حدیث نمبر: ۴۴۳۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَمْرٍاءَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَخُ مِنَ التَّوْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ نَسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَةِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجَّهَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ثَكَلْتُكَ الْفَوَاحِلُ أَمَا تَرَى مَا بَوَّجَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُوْلِهِ رَضِيَنا بِاللّٰهِ رَبِّنا وَبِالاسْلَامِ دِيْنا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيِّنا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيْدهُ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سِوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانْ حَيًّا وَادْرَكَ نَبُوْتِيْ لَا تَبْعَنِيْ .

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک بار عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا نسخہ لا کر عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، عمر رضی اللہ عنہ پڑھنے لگے ادھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا رونے والیاں تم پر رونیں، کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھتے، عمر رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی عرض کرنے لگے، میں اللہ کے غضب سے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمارے نبی ہونے پر راضی ہیں، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے لئے ظاہر ہو جاتے پھر تم انکی پیروی کرنے لگتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو ضرور تم سیدھے راستہ سے گمراہ ہو جاتے، اگر وہ ہوتے اور میرا زمانہ (نبوت) پاتے تو ضرور میری پیروی کرتے۔



حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ عقیدہ ختم نبوت میں شک پیدا کرنے والی مصنف تحذیر الناس کی تحریر کا مفصل رد کرتے ہوئے اس حدیث شریف کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

”اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر ص کے سے صحابی باخلاص کی صرف اتنی حرکت اس قدر ناگوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید و عمرو کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت میں شک ڈالتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی، کیا یہ ایذا رسانی خالی جائیگی ہرگز نہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے: ان الذین يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا (الاحزاب: ۵۷) نسل الله تعالیٰ توفیق الادب وهو ولی التوفیق۔ (انوار احمدی، ص ۵۵)۔

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحیثیت امتی نزول

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامتوں میں ایک علامت یہ بتلائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اپنے زمانہ میں نبی و رسول تھے لیکن جب قیامت کے قریب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں آئیں گے تو آپ کے ایک امتی اور خلیفہ ہوں گے جیسا کہ درمنثور سورۃ النساء کی تفسیر کے ضمن میں بحوالہ طبرانی حدیث پاک ہے وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِي عَنْ ابِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِنَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَلَا رَسُولٌ إِلَّا أَنَّهُ خَلِيفَتِي فِي أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي۔ ترجمہ: بے شک عیسیٰ بن مریم میرے درمیان اور ان کے درمیان نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول مگر وہ میرے بعد میری امت میں میرے نائب و خلیفہ ہوں گے۔

### ہر قسم کے شبہ کا ازالہ

نگاہ نبوت امت میں اٹھنے والے فتنوں کو دیکھ رہی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے شبہ کا ازالہ فرمایا، اور ہر طرح کے وہم کو دفع کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو گے کہ میرے لئے ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے تھے مگر میرے بعد نبوت نہیں۔ (صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے ارشاد فرمایا: اگر موسیٰ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا (سنن دارمی حدیث نمبر ۴۴۳۳)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ و نائب ہوں گے۔ (تفسیر درمنثور سورۃ



(النساء۔)

نصوص قطعہ سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، جس پر آیت قرآنیہ کی عبارت النص اور متواتر احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں۔

اتنی وضاحت کے ساتھ نبوت کی نفی کرنے کے بعد اور پوشیدہ شبہ اور خفی شائبہ کو دفع کرنے کے بعد کوئی نبوت کے اقسام بنا کر اپنے آپ کو ظلی یا بروزی یا جزوی نبی کہے تو اسکے کذاب اور دجال ہونے میں کوئی شک نہیں جو مسلمان اس کی بات مانے اس کی اتباع کرے وہ دائرۃ اسلام سے خارج اور مرتد ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تمیں کے قریب دجال، کذاب ظاہر نہ ہوں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں اٹھنے والے فتنوں سے آگاہ فرمایا اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذابوں اور دجالوں کے بارے میں خبر دی چنانچہ جامع ترمذی شریف ج ۲، ابواب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی ینخرج کذابون ص ۴۵ میں حدیث پاک ہے: انه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلہم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ ترجمہ: میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نیرجیح بخاری شریف ج ۱ کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام ص ۵۰۹ میں حدیث مبارک ہے: ولا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلہم یزعم انه رسول اللہ۔ ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تقریباً تیس دجال، کذاب ظاہر نہ ہوں، ان میں ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

ختم نبوت سے متعلق قادیانی تاویل، فقہاء، مفسرین و محدثین کا تحقیقی جواب

سرکارِ دو عالم باعثِ تخلیق آدم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے خاتم اور آخر ہیں آپ کے بعد کسی طور پر کوئی نبی نہیں، نہ کامل نبی ہے اور نہ ناقص نبی ہے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کوئی نبی ہے اور نہ کوئی مستقل نبی آنے والا ہے، ہر قسم کی نبوت کی نفی فرمادی گئی۔

یہ ایسا متفق علیہ، اساسی و بنیادی مسئلہ ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نکالنے، احتمال پیدا کرنے کی کوئی



گنجائش نہیں ہے، اس عقیدہ پر تمام مفسرین و محدثین، فقہاء و مجتہدین، ائمہٴ اعلام و علماء اسلام کا اجماع و اتفاق رہا ہے، بنظر اختصار یہاں چند اعلام امت کی عبارتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

مدارک التقریل وحقائق التاویل میں آیت ختم نبوت کی تفسیر میں مذکور ہے: لا ینبأ احد بعدہ و عیسیٰ ممن نبیٰ قبلہ و حین ینزل ینزل عاملاً علی شریعة محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانہ بعض امتہ۔ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوں گے، اور عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پہلے والے انبیاء کرام میں سے ہیں اور جب زمین پر اتریں گے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرتے ہوئے اتریں گے گویا وہ آپ کے ایک امتی ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری ج ۱۲، کتاب التفسیر ص ۵۶۶ میں تحریر فرماتے ہیں: ہذہ اکبر نعم اللہ عزوجل علی ہذہ الامۃ حیث اکمل لہم دینہم فلا یحتاجون الی دین غیرہ ولا الی نبی غیر نبیہم ولہذا جعلہ اللہ خاتم الانبیاء وبعثہ الی الانس والجن۔ ترجمہ: یہ اس امت پر اللہ بزرگ و برتر کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہے کہ اس نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل کر دیا تو انہیں کسی دوسرے دین کی حاجت نہیں اور نہ انہیں اپنے نبی کے سوا کسی نبی کی ضرورت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا بنایا اور آپ کو تمام جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف ص ۳۹۳، ۳۹۴ میں تحریر فرماتے ہیں: وکذلک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوة او انہ یصعد الی السماء ویدخل الجنة ویاکل من اثمارها ویعانق الحور العین کلہم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ و اخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ہؤلاء الطوائف کلہا قطعاً اجماعاً سمعاً۔ ترجمہ: اسی طرح جو شخص دعویٰ کرے کہ اس کی جانب وحی کی جاتی ہے اگرچہ وہ نبوت کا دعویدار نہ ہو..... تو یہ سب کافر ہیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خبر دی کہ آپ



صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور تمام لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں اور امت اس کلام کے ظاہری معنی مراد لینے پر متفق ہو چکی ہے اور اس بات پر بھی متفق ہو چکی ہے کہ اس کا مفہوم اور مرادی معنی لینے میں کسی تاویل یا تخصیص کی ضرورت نہیں اس لئے قطعی طور پر کتاب و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں ان فرقوں کے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ میں ہے: اذالم يعرف الرجل ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذا في اليتيمة. ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔

### اہل اسلام کیلئے حضرت شیخ الاسلام کی خیر خواہی

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ احادیث شریفہ کے ذریعہ غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ کا جواب دینے کے بعد رقمطراز ہیں: ”چنانچہ بخاری وغیرہ کی احادیث صحیحہ صاف کہہ رہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال اور کذاب ہے۔“

کیا اب بھی مسلمانوں کو اس باب میں شبہ ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ ان کو نہ ماننے والا کافر اور دوزخی ہے یہ بات صحیح اور مطابق واقع کے ہو سکتی ہے؟ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کا بھی دل پر کچھ اثر نہ ہو تو سوائے اِنَّا لِلّٰہ پڑھنے کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، البتہ اپنے مسلمان بھائیوں سے اتنا تو ضرور کہیں گے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہر وقت پیش نظر رکھیں ورنہ ہر زمانے میں بہکانے والے قسام کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں“ (افادۃ الافہام حصہ اول ص ۲۹۲/۲۹۳)

### شیخ الاسلام کی مسلمانوں کو نصیحت

مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے آگاہ و متنبہ کرتے ہوئے حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ اس سے دور رہنے کی تلقین فرماتے ہیں: ہم اپنے ہم مشربوں سے خیر خواہانہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی تقریروں سے اپنے ایمان کو صدمہ نہ پہنچنے دیں اور قرآن و حدیث کے مقابلے میں کسی کی بات نہ سنیں (افادۃ الافہام حصہ دوم ص ۱۳۲) قادیانی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا جس کی زبردست تردید کرنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کو نصیحت فرما رہے ہیں: مسلمانو! مرزا صاحب



نے تمہارے نبی افضل الانبیاء علیہ وسلم الصلوٰۃ والسلام کو موسیٰ کا مثیل قرار دیا کیا اب بھی کسی اور کا مثیل سننے کا انتظار ہے؟ کیا تمہارے اور تمہارے اسلاف کے کان ایسے ناملائم الفاظ سننے کے آشنا تھے کب تک مرزا صاحب کی ایسی باتیں سنا کرو گے؟ توبہ کرو اگر نجات چاہتے ہو تو ان کی ایک نہ سنو اور اپنے اسلاف کا اتباع کرو۔ (افادۃ الافہام حصہ دوم ص ۴۷)

نبوت کے جھوٹے دعویدار سے معجزہ طلب کرنا والا بھی کافر ہے

اور فقہاء کرام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی نبوت پر معجزہ طلب کرے اور یہ طلب اس کے اظہار معجزہ و رسوائی کے لئے نہ ہو تو یہ طلب کرنے والا بھی کافر قرار پاتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ میں ہے: **و کذا لک لو قال انا رسول الله او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولو انه حين قال هذه المقالة طلب غیر منه المعجزة قيل یکفر الطالب والمتاخر من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزه وافتضاحه لا یکفر۔ ترجمہ:** اسی طرح اگر کوئی کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں جس سے مراد یہ لے کہ میں پیغام پہنچانے والا ہوں، تب بھی وہ کافر ہو جائیگا۔ اور اگر اس کے اس دعویٰ پر کسی نے معجزہ طلب کیا تو وہ بھی کافر ہو جائے گا، اور متاخرین فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر اسکو عاجز کرنے اور رسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ نصوص بالا کی روشنی میں عرب و عجم، شرق و غرب شمال و جنوب کے جملہ علماء اسلام نے بالاتفاق مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کو خارج عن الاسلام اور مرتد قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ و طفیل تمام اہل اسلام کو باطل فرقوں اور بطور خاص فتنہ قادیانیت کی جلسازیوں سے محفوظ و مامون رکھے اور عقیدہ ختم نبوت پر استقامت نصیب فرمائے اور جو سادہ لوح ان کے دام فریب کا شکار ہو کر مرتد ہو چکے ہیں انہیں پھر سے اسلام کی دولت لازوال عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طہ و یس صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم



## ارشاد الرشید

جلالہ العظم حضرت علامہ سید حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله ذي الطول والالاء ، وصلى الله على محمد خاتم الرسل والانبياء وعلى  
اله واصحابه الاتقياء .

”ختم نبوت کے بعد ادعائے نبوت کی حقیقت“

دجل وکذب

خاتم الانبياء (ارواحنا فداه) ﷺ کے مجملہ اوصاف کمال کے ایک وصف ”جوامع الکلم“ بھی ہونا ہے  
”اَوْتِيَتْ جَوَامِعُ الْكَلِمِ“ یعنی آپ کے کلمات طیبہ معانی و مقاہیم کے سمندر اپنے اندر رکھتے ہوئے حقیقت  
کامنہ کے بھی آئینہ دار ہوتے ہیں آں سرور ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے دو وصف بیان  
فرمائے ہیں۔

(۱) دجل (۲) کذب و فریب و دھوکہ دہی جھوٹ و خلاف واقعہ۔

لیکن دوسری صفت سے پہلی صفت زیادہ زہر آلود و خطرناک ہے ، اس لئے کہ اس کے مادہ میں  
”پوشیدگی“ کے معنی مضمر ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ لوگ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اس کے بعد اب خاتم  
الانبياء ﷺ کے بعد ادعائے نبوت کرنے والے اور ان کے پیروؤں کے حالات و مقالات پر غور کیجئے تو  
صاف ظاہر ہوگا کہ ”غیر ظاہر“ اور ”خلاف واقعہ امور“ سے مزین و مذہب ہیں۔ مثلاً خاتم الانبياء ﷺ کے حلقہ  
غلامی میں خود منسلک ہونے کے دعوے سے غیروں کو اپنے حلقہ غلامی میں منسلک کرنا اور اس قول سے کہ میدان



استدلال میں سب سے مقدم قرآن اور اس کے بعد احادیث صحیحہ ہیں، اور ان کی تائید میں اقوال بزرگان کی تائید پیش کی جاتی ہے مگر ان سے اپنی ہی مقصد براری اور مدعا کے حصول پر فریب و سعی نامحود کی جاتی ہے ”کَلِمَةُ حَقٍّ يَرَادُ بِهَا الْبَاطِلُ“ اور پیش کردہ امر حق کو پس پشت ڈال دینے کا اُلٹا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ دلائل پر ”نہایت ٹھنڈے دل اور بے تعصبی کے ساتھ غور فرمایا جائے“ لیکن سچ یہ ہے کہ غصہ اور تعصب کی وجہ سے حقیقت سے بعید افراد پر دہائے ”دجل“ و ”کذب“ کے ان ملمع کار پردوں کو اٹھانے کی ضرورت محض اس لئے ہوئی تاکہ متصف جماعت جس کا دار و مدار دجل و فریب وہی ہے وہ عام مسلمانوں کو بہکا نہ دے۔

چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر ”ہدایۃ الرشید“ نامی ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا گیا تھا جس میں اس قسم کی ساری حقیقتیں بے نقاب کی گئی تھیں لیکن افسوس کہ حق کی جانب مراجعت کی بجائے خلاف حق پر ثبات کا مضمون ”ختم نبوت کی حقیقت“ سے بے حقیقت باتوں کا ثبوت دیا گیا، عین رشد و سرچشمہ ہدایت کی تو شان آخر یہی بتلائی گئی ہے کہ

”يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ“

الحاصل بایں اُمید و توقع کہ شاید بار بار آواز دینے سے غافل ہوشیار اور ناہم بیدار ہو، مقالہ ہذا اس پر سپر و قلم کیا جاتا ہے جس میں مخالفین کے پیدا کردہ اعتراضات و استفسارات کا کافی و شافی جواب ہے۔ خالق خیر و شر سے دعا ہے کہ اس سے ہدایت یافتہ فرقہ کو ثبات و دوام سرفراز فرمائے اور بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھائے۔  
(وَبِاللّٰهِ التَّوَكُّلُ وَبِهِ نَسْتَهْدِي وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَالِمِ الْاَنْبِيَاءِ  
وَالْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)

(خاکسار رشید)



## ختم نبوت کی حقیقت ایمانی نقطہ نظر سے

بعض ”ختم نبوت“ جناب پروفیسر الیاس برنی“ شائع شدہ ٹریکٹ میں بلاشبک و شبہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و اقوال معتبرہ و مستندائہ کرام و اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روشنی میں ختم نبوت کی حقیقت کے متعلق مرزائیت کا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے لیکن ضرورت ”ایمانیت و اسلامیت“ کا نقطہ نظر پیش کئے جانے کی تھی اور چونکہ ایسا نہیں کیا گیا اس لئے مسلمانوں کی جانب سے فطرۃ و قدرۃ اختلاف ہونا چاہئے تھا جو ہوا۔ لیکن افسوس کہ ہر وضاحت کی ”مجبوری“ وہی صدائے بازگشت۔ نقطہ مرزائیت پر آکر ٹکرا رہی ہے:

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الکہف: ۱۰۳)

ترجمہ: ”یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گزری ہوگی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔“

الحمد للہ کہ منکرین کی زبان سے اتنا اقرار (حسب عادت و تحت تقلید پیشوائے خود) آخر ہو کر رہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ”خاتم النبیین“ ہونے کا مسئلہ ”مسلمانوں کی“ ہر جماعت و ہر فرقہ و ہر گروہ میں مسلم ہے۔ کیوں کہ قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ لیکن اس اقرار کے بعد (جس کا مقصد عوام میں اپنے متعلق حسن ظن پیدا کرنے کا پرو پگنڈہ ہے) اپنی اصل حقیقت کا اظہار اس تلخیص و سلفطائیت کی شکل میں کیا گیا ہے ”جیسا کہ اہل علم پر روشن ہے ختم نبوت کا مسئلہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے علماء میں ازمنہ گزشتہ میں مختلف فیہ رہا ہے۔“

ازمنہ گزشتہ میں علماء کا اختلاف غالباً مرزائی نگاہ ژرف سے دیکھا گیا ہے ورنہ اسلامی چشم نوری میں اس مسئلہ میں کسی عالم کا تو کیا معمولی سے معمولی جاہل مسلم کے خلاف کا وقوع نہیں بلکہ وہم و گمان بھی نہیں۔ ہاں اگر علماء سے مراد مسلمہ کذاب، اسود غنسی، محمد خراسانی، سباج، طلیحہ، المقنع، قرمط، مرزا علی، محمد بابا، مرزا حسین علی بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ ہیں تو مسلم اور یوں کہنا چاہئے کہ ”خلاف“ خود خاتم الانبیاء کے زمانہ میں رونما ہوا اس لئے کہ مسلمہ خود خاتم الانبیاء کے عہد بابرکت میں تقسیم نبوت کا دعویٰ کر چکا ہے۔

”بَلَّكَ دَعْوَاهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ“



اس ادعائے اختلاف علماء کے ثبوت میں کسی مستند قابل اعتبار کتاب کا حوالہ نہیں اور بڑی سے بڑی زبردست دلیل خاتم کے مختلف معانی آخر۔ زینت۔ مصدق۔ پشت مبارک پر مہر نبوت کا ہونا اور افضل ہونا بتلائے گئے ہیں، لیکن ایمانی روشنی رکھنے والا انسان ان معانی سے اس نتیجہ پر کبھی نہیں پہنچ سکتا کہ ختم نبوت کے مفہوم میں ازمنہ گزشتہ سے ہی علماء میں اختلاف رہا ہے، مرزائیوں کا فرض ہے (بشرطیکہ انھیں احقاق حق منظور ہو) پہلے یہ ثابت کریں کہ کن علماء کے پاس خاتم کے معنی صرف زینت یا صرف مصدق یا صرف افضل ہی ہیں اور ان کا مقصد اس سے آپ کا آخر الانبیاء ہونا یعنی آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی (بجز انبیاء کذابین) نہیں آئے گا نہیں ہے، اس کے بعد ایک ادنیٰ نکتہ بیان کیا گیا ہے جس کا انکشاف دنیا میں پہلی مرتبہ اہل زبان پر نہیں عجیبوں میں سے خاص مرزائی جماعت کے ایک فرد کو ہوا ہے جو اگر کل عجیبوں کے لئے نہیں تو مرزائی گروہ کے لئے ضرور قابل فخر و مباہات اور اہل زبان فصحاء و بلغائے عرب کے لئے لائق رشک ہے۔ ”وہی ہذہ“ اور خاتم بشر الخاء جب کسی جمع کی طرف مضاف ہو اور وہ محل مدح میں واقع ہو تو پھر اس کے معنی سوائے افضل کے کچھ نہیں ہو سکتے اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں۔ چونکہ یہ کشف ہی کشف ہے، کسی صرف نحو، ادب و لغت، معانی و بیان میں اسے ڈھونڈنا فن میں عبث و بیکار ہے اس لئے کسی چیز کا حوالہ نہیں۔ اور عجب تر بات اس محکم از سنگ دعویٰ بنیاد پر عمارت علت ”اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں“ بے نظیر و بے مثل ہے اور آخر میں ایک آہ سرد پر ”کہ اور“ بعض ”یہ بھی“ کہتے ہیں کہ آپ کے وجود سے نبوت بند ہو گئی اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں“ سانس بند ہو گیا ”ان کی تفصیل آگے ملیں گی“ وہیں جوابات کی تفصیل بھی دیکھ لیجئے۔

### پرو پگنڈہ

پھر وہی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کا پرو پگنڈہ شروع ہوتا ہے جس کے دامن میں وہی اپنی مقصد براری پوشیدہ۔ چنانچہ یہ راگ مرزا صاحب کے اس مصرع سے شروع ہوتا ہے:

”تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے“۔

کاش یہ قدم اپنے مرتبہ تک ہی بڑھتا اور حد سے متجاوز نہ ہوتا مگر نہیں پروفیسر و شاگرد کی گھٹیا تمثیل دیتے ہوئے یہ بالکل صحیح کہا گیا کہ ”جو بادشاہ شاہنشاہ ہو اور سب میں مکرم و ممتاز ہو اس کی رعایا بھی سب سے مکرم و ممتاز ہو جاتی ہے جو پروفیسر طرز تعلیم کا زیادہ واقف ہو اس کے شاگرد بھی دوسرے استادوں کے شاگردوں سے گویا سہقت لے جانے والے ہوتے ہیں“ کاش اس پر عمل ہی کیا جاتا مگر یہاں تو دوسرے استادوں کے



شاگردوں سے گوے سبقت نہیں بلکہ خود استادوں پر گوے سبقت لے جانے کی ادعا ہے، ملاحظہ ہو ”درمبین“ ص ۲۸۷۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بے ☆ من بعرفاں نہ کمتر ز کے  
آنچه داد ست ہر نبی را جام دادا آن جام را مرا تمام

اس سے بڑھ کر یہ کہ غلامی کے دعوے کے ساتھ آقا پر برتری کا زعم رعیت ہونے کا اقرار ساتھ ہی شاہنشاہ پر فوقیت کا خیال ملاحظہ ہو۔ تحفہ گلزار ص ۴۰ اخبار البدر جولائی ۱۹۰۶ء۔ تین ہزار معجزے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ نشانیوں سے خالی نہیں گزرتا۔

لَهُ خَسَفَ الْقَمَرِ الْمُنِيرِ وَإِنَّ لِي غَسَا الْقَمَرَانِ الْمَشْرِقَانِ اتُّكِرُ

”اس کے لئے (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) صرف چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن نشان ہوا اب بھی کیا تو انکار کرے گا۔“ (اعجاز احمدی ص ۷۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند کے گرہن کا نشان مرزا صاحب کا کشف ہے، ”مرزا صاحب کے لئے چاند اور سورج کا گرہن کیا ایمان ہی کو گرہن لگ گیا اور یہ سب سے بڑا نشان ہے جس کا انکار تو کسی سے بھی ممکن نہیں اور قیامت تک جتنے چاند اور سورج کے الگ الگ یا ملکر گرہن ہوں گے وہ سب مرزا صاحب کے ہی نشان ہیں۔“

### وفات مسیح پر استدلال

پھر مرزائی صاحب اس راگ کو دراز اس طرح کرتے ہیں ”اس ذہنیت کو لئے ہوئے ہم نے ہر مشکل سے مشکل مسئلہ کو آسان سے آسان پایا ہے“ (پانا چاہئے) اس کے بعد اپنی ذہنیت کی مثال دی گئی ہے جس میں ذہانت بھی برقی گئی کہ ”اگر ہم نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو اس لئے کہ امت محمدیہ کو بنی اسرائیل کے نبی کا احسان مند ہونا پڑتا ہے“ (ماشاء اللہ) کیا اچھا استدلال وفات سیدنا عیسیٰ بن مریم پر ہے۔ حضرت عیسیٰ اللہ کے نبی ہیں جو بنی اسرائیل کی جانب مبعوث کئے گئے تھے اور جن کی نبوت پر ایمان لانا ہر مسلم کا بھی فرض ہے اب اس کے بعد آئیے ذرا علمی و عقلی حیثیت سے بھی کچھ اس پر نظر کریں۔ اگر احسان مند



ہونا ہی کسی نبی کی وفات کا باعث ہو سکتا ہے تو پھر ہر اُمت یہ کہہ سکتی ہے کہ ہمارا نبی فوت ہی نہیں ہوا اس لئے کہ اس کے بعد ان کو دوسرے نبی کا احسان مند ہونا پڑے گا کم از کم عیسائی تو اسی استدلال سے حیاتِ عیسیٰ پر استدلال کر سکتے ہیں جس کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

۱۔ اور حضرت عیسیٰ کی حیاتِ طیبہ سے اگر مسلمان احسان مند ہوں تو خرابی کی کوئی بات ہے، اور کس طرح ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علومِ مرتبت کو دھکے لگتا ہے“؟ اس لئے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی خدا کے نبی ہیں۔ نفسِ نبوت میں تمام انبیاء مساوی ہیں اگرچہ مدارج میں فرق ہو۔ جب خود خداوندِ عالم حضرت عیسیٰ کو آخر زمانہ میں نازل فرمائے گا تو بندوں کو ان سے انکار کرنے کا کیا حق ہو سکتا ہے؟

۲۔ دوسرے حضرت عیسیٰ کا نزول صرف اس لئے نہیں ہے کہ اُمتِ محمدی کو احسان مند بنائیں بلکہ آپ کے نزول میں مندرجہ ذیل حکمتیں ہیں

(۱) صلیب کا توڑا جانا

(۲) جزیہ کا اٹھا دیا جانا

(۳) اسلام کے سوائے تمام مذاہب کا نیست و نابود ہو جانا

(۴) اور مسیح و چال کا مارا جانا

(۵) پھر تمام روئے زمین میں امن کا پھیل جانا (از حدیث ابی ہریرہ فتح الباری ص ۳۵ ج ۶) اسی

حدیث کی بعض روایتیں یہ بھی ہے۔

(۶) لڑائی کا ختم کر دینا

(۷) اور لوگوں کو مالدار بنادینا اسی کتاب کے اس صفحہ میں حکمت بھی نقل کی گئی ہے کہ

(۸) اول اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر زندہ صحیح سالم اٹھایا اور پھر اس کے اذن سے قربِ قیامت

آپ آسمان سے نزول فرمائیں گے تاکہ یہود بے بہود کا یہ زعم کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کیا مردود ہو جائے اور اپنی آنکھوں سے علانیہ طور پر حضرت مسیح کو آسمان سے زندہ اترتے ہوئے دیکھ لیں۔ بعض علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ

(۹) عیسیٰ علیہ السلام نے جب انجیل میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کی اُمت کے اوصاف



دیکھئے تو خداوند عالم سے یہ دعا فرمائی کہ خداوند! مجھے بھی اُمت محمدیہ سے بناء اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آخری زمانہ تک زندہ رکھا اور قرب قیامت اُمت محمدیہ میں حکم عدل اور دین اسلام کے لئے مجدد کی حیثیت سے آپ کا نزول مقدر فرمایا۔ تیسرے اس آخری حکمت سے تو صاف صاف معلوم ہو گیا کہ اس اُمت میں اس کی وجہ خود حضرت عیسیٰ خداوند عالم کے احسان مند ہوئے نہ یہ کہ آپ سے اُمت احسان مند ہوئی۔

### راز کی بات

یہ تو صرف دکھانے کے دانت ہیں ورنہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا حقیقی راز مرزا صاحب کی مسیحیت کے تحقق سے فتح یابی پیش نظر ہے۔ ملاحظہ ہو پیر و مرشد کا بیان

”اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک ”راز“ کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کو جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں ”پہلو بدل لو“ اور عیسائی پر یہ ثابت کرو کہ درحقیقت مسیح بن مریم علیہا السلام ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں ”فتیاب“ ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے جب تک ان کا خدا فوت نہ ہوگا ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور میرے پر خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح بن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے ”رنگ“ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔“ (انجام آقلم ص ۲۱)

مرزائی نظریہ کے ماتحت تو وہی نظر آئے گا جو معدن شقاوت میں تھا۔ اگر سعید روح کا چین و اطمینان مقصود ہے تو اسلامی نظریہ کے تحت جب قرآن شریف کو دیکھو گے حیات عیسیٰ کے ايقان میں زیادتی اور ایمان میں تازگی پیدا ہوگی۔ بیشک شبہ ”اسی طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ہر عاشق (صادق ولی) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی نقطہ نظر ہوگا کہ اس لقب کے ایسے معنی ہوں گے جو حضور کا کمال و مرتبہ ظاہر کرنے والے ہوں ایسے معنی نہ ہوں گے جو فضیلت و کمال کے منافی ہوں۔ اور وہ معنی اس کے سوا ہو نہیں سکتے کہ آپ کے بعد نبوت بند کردی گئی اور نبوت کی ساری فضیلت و مرتبت اور کُل کمالات ظاہری و باطنی آنحضور ختمی پناہ پر تمام ہو گئے اور اسی وقت خاتم النبیین کا جگمگاتا تاج سارے عالم میں اس شان و شوکت سے روشن و تاباں ہے کہ ساری روشنیاں ماند پڑ گئی ہیں اور حریص و لالچی کا دل و چشم بند پڑا ہے“ اگر آپ سے پہلے کے انبیاء کی طرح آپ پر ہی یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا اور آپ کے اُمتی اُمتی رہ کر انبیائے بنی اسرائیل کا منصب ادا نہ کریں تو پھر اس لقب میں کوئی خوبی و کمال نہیں۔



مرزا کی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے (اور یقیناً معلوم بھی ہو چکا ہے) کہ ہماری غرض و غایت جواب تو کسی طرح نہیں ہے بلکہ تبلیغ حق و دفع منکر ہے اور مرزائیوں کے قریب سے دیکھ کر بلکہ ان کے اور بالخصوص ان کے پیر و مرشد کے جذر قلب میں گھس کر قلم لگایا گیا ہے ”اگر قلب و سمع مختوم اور بصر پردہ دالی نہ ہو تو انشاء اللہ تیر پورے نشانہ پر ہے۔“

تکفیر مرزا بزبان مرزا

رہے مرزا صاحب کے دعوے تو وہ خود اس قدر پریشان و متضاد و متناقض ہیں کہ ایک دوسرے کی تکذیب کے لئے بہت کافی ہیں بطور نمونہ ایک دو نقل کر دیئے جاتے ہیں ملاحظہ ہو ”حماتہ البشری“ ص ۷۹، بھلا مجھ سے یہ ہو سکتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے ”کافر بنوں“ اس کے ساتھ ”چشمہ مسیحی“ ص ۱۴ بھی ملاحظہ ہو اندھے کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے میں کہتا ہوں تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے کفر تمہارے اندر ہے۔ انہی (جو ابھی ابھی مرزا جی کے اندر سے باہر نکلا) نیز ملاحظہ ہو، ”حماتہ البشری“ ص ۲۰۔ خدائے کریم و رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا ہے کہ (لَا نَبِيَّ بَعْدِي) ”یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ اس کے ساتھ استثنا اور مرزا صاحب کی تفسیر ملاحظہ ہو ”ہم نبی ہیں ہاں یہ نبوت تشریحی نہیں جو کتاب کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسی دعوت کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں“ (اخبار بدرد ۱۹۰۸ء) اس کے بعد لیجئے اس کفر کا ادعا اور اس کا مدلل ثبوت یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گا میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام: (قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا..... الخ) یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی (اربعین، ص ۶)

یہ اصول کہ حضرت مسیح کی ”نبوت سلب“ نہ ہوگی بیشک اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اس سے کسی کو بحث بھی نہیں خصوصاً جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی کی نبوت اس کی وفات کے بعد بھی اس سے سلب نہیں ہوتی تو حضرت مسیح کے متعلق جو ابھی زندہ ہیں کیسے یہ عقیدہ رکھا جاسکتا ہے کہ ان کی نبوت سلب ہو جائے گی۔ البتہ یہ بحث کہ مسیح موعود ابن مریم علیہ السلام جب قرب قیامت نزول فرمائیں گے تو آیا آپ اپنے ساتھ ان احکام نبوت کا بھی اجراء فرمائیں گے جو عیسائیوں تک پہنچانے کے لئے آپ کو دیئے گئے تھایا کیا؟ ضرور



ہوگی، لیکن مرزائی صاحب نے حسب عادت خلطِ مبحث کرتے ہوئے نہایت ایقان و اذعان سے امام جلال الدین سیوطیؒ کی عبارت بھی نقل کر دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ ”یہ مسئلہ قدیم سے مسلمانوں کا مسلّمہ چلا آ رہا ہے“ اور ساتھ ہی ”پہلو بدل کر“ سوال اس طرح پیش ہی کر دیا کہ ”یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اس کی پیشین گوئی کا مصداق کون ہے“ مگر یاد رکھنا چاہئے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من اندازِ قدرتِ رامی شناسم  
چلتے ہوئے ذرا اس مسئلہ کی بھی وضاحت کرتے چلیں تاکہ عام براہِ راست اسلام کو معلوم ہو جائے کہ مرزائی مکروہیل رویہ بازی سے کم نہیں۔ یہ ایک منصوص (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول (۳) اجماع امت بلا خوف از سلف تا خلف محقق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (لَا نَبِيَّ بَعْدِي) آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں پھر حضرت عیسیٰ جو اللہ کے نبی ہیں ان کا نزول آنحضرت ﷺ کے بعد کیا معنی رکھتا ہے اور یہی ایک چیز ہے جس کو مرزائی پارٹی حسب مواقع الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام زندہ اٹھائے گئے جو قرب قیامت نازل ہوں گے (جس کی حکمت سابق میں بتائی گئی ہے) اور وفات پانے کے بعد خاتم الانبیاء کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ نزول کے بعد صفت نبوت ان سے سلب نہ ہوگی اور نبوت کی صفت نزول کے بعد کی نہیں بلکہ خاتم الانبیاء کی بعثت سے پہلے کی ہے اس لئے وہ خاتم الانبیاء کے بعد آپ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور دوسروں کو عمل پیرا کرائیں گے۔ اسی طرح دوسری حدیث ملاحظہ ہوا اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔

**مسیح موعود کا حقیقی مصداق**

مسیح موعود کا حقیقی مصداق خود حضرت عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں ”صحیح بخاری کے الفاظ بھی پکار پکار کر یہی کہہ رہے ہیں“ بشرطیکہ سننے والوں کے کان ہونہ یہ کہ:

(وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا) ان کے لئے کان تو ہیں لیکن وہ ان سے سنتے نہیں۔

ملاحظہ ہو الفاظ بخاری (كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمْ "مَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ" وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ) جس کا ترجمہ مرزائی صاحب نے تو اپنے مرزائی نقطہ نظر ہی سے کیا ہے لیکن اگر اس کے لفظی ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جائے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں یا کیا؟

ترجمہ: اس وقت (تمہاری خوشی کا کیا کہنا) جب کہ ”مسیح ابن مریم علیہما السلام“ تم میں اتریں گے اور



تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ اس کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کو بھی ملا لیا جائے جو بخاری اور مسلم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک عنقریب تم میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے درآں حالیکہ وہ فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، لڑائی کو ختم کریں گے، مال کو بہا دیں گے۔ (الحديث)

اس میں دو امور ہیں ایک ”ابن مریم“ دوسرا دوا عطف جو مغارت کا مقتضی ہے، پہلا امر تو ایسا ہے کہ اس کے رہتے ہوئے کوئی باحیا شخص یہ دعوے کر ہی نہیں سکتا کہ میں مسیح موعود ہوں لیکن مرزا صاحب رُکنے والے تھوڑے ہی آدمی ہیں ملاحظہ ہو کہ وہ ”ابن مریم“ کس طرح بنتے ہیں۔ ”میں پہلے مریم بنایا گیا اور مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے ”حاملہ“ ٹھہرا دیا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اور اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا“۔ (کشتی نوح ص ۷۷)

لیجئے مسیح موعود تیار ہو گیا جب ہی تو مرزائی گروہ کہتا ہے کہ ”مسیح موعود اُمت محمدیہ کا فرد ہے“ اور وہ فرد کون جو ابھی تیار ہوا، بہر حال خود مرزا صاحب تو بہت مشکلات کے بعد ”مسیح ابن مریم“ بن گئے لیکن بریں ہم مرزائیوں کو یہ حق نہیں کہ مرزا صاحب کو ”مسیح ابن مریم“ ہونے کا الزام لگا دیں۔ وہ مرزا صاحب کے پاس ”سراسر مفتری اور کذاب ہیں ملاحظہ ہو“ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ (ازالۃ الالہام ص ۷۷)

ہم اگرچہ مرزائیوں کو ”قریب سے دیکھ کر اور ان کے عندیات سے بخوبی واقف ہو کر قلم اٹھائیں“ لیکن وہ یہ کہتے جاتے ہیں کہ صاحبان موصوف کی غرض و عنایت یہ رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح جواب ہو جائے“ محض یہ دیکھا گیا ہے کہ تیر چل جائے اور اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی ہے کہ تیر نشانہ پر بیٹھے۔

اب رہا یہ امر کہ ”وَإِنَّمَا مِنْكُمْ مِنْكُم“ تمہارا امام تم میں سے ہوگا کا کیا مفہوم ہے؟ ملاحظہ ہو امام احمد اور مسلم کی وہ روایت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم اتریں گے اور ان کا امیر حضرت عیسیٰ نلیہ السلام سے کہے گا کہ آئیے ہماری امامت کیجئے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے نہیں تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہیں اور یہ فقط اس اُمت کی بزرگی اور حرمت کے باعث کہیں گے۔



## مرزا جی کا ایمان اور عمل صالح

قرآن کریم نے مرزا صاحب کی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب کی۔ خلافت فی الارض سے نبوت مراد نہیں ہے اور نہ خلافت نبوت کو مستلزم ہے ورنہ خلفاء اربعہ انبیاء ہوتے، نہ انھوں نے کبھی نبوت کا دعویٰ فرمایا اور نہ کوئی مسلمان ان کو نبی سمجھتا ہے، اس آیت کریمہ سے خلافت فی الارض کا وعدہ مستفاد ہوتا ہے لیکن کس کے لئے ان مقدس ہستیوں کے لئے جن میں دو شرط پائی جائیں۔ (۱) ایمان (۲) عمل صالح، ملاحظہ ہو:

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ..... الخ“ (سورۃ النور، آیت ۵۵)

”اس واسطے جن میں یہ دو شرط پائی گئیں وہ خلیفہ ہوئے اور ہیں اور ہوں گے، لیکن مرزا صاحب اس آیت کریمہ کے لحاظ سے خلیفہ بھی نہیں، اس لئے کہ مرزا صاحب میں یہ ہر دو شرط مفقود ہیں چنانچہ پہلی شرط ایمان ہے ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ خداوند عالم کو ایک بلا شریک اس طرح سمجھنا کہ نہ اس کا کوئی ولد ہے نہ والد اور نہ اس کی کوئی زوجہ ہے نہ وہ کسی کا زوج۔ وہ ان تمام امور سے منزہ و مقدس ہے۔ اب آئیے ذرا مرزا صاحب کے ایمان کو اس کی کسوٹی پر رکھیں، تہہ حقیقۃ الوحی کا ص ۴۳، ملاحظہ ہو ”بابوا الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدائے تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے تجھ میں حیض نہیں، بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے بمنزلہ اطفال اللہ کے ہیں“ نیز ملاحظہ ہو ”حقیقۃ الوحی“ ص ۸۶ (اَنْتَ مَبْنٰی بِمَنْزِلَةِ وَلَدِيْ) : تو میرے بیٹے کے برابر ہے، یہاں تک نعوذ باللہ بیٹے مرزا صاحب کے سوا کوئی اور تھے اور مرزا صاحب بیٹے کے برابر تھے اب خود بیٹے بنتے ہیں سنئے (اَسْمَعُ وَلَدِيْ) سن بیٹا (البشری جلد ۱ ص ۴۹) (اَنْتَ مِنْ مَّائِنَا وَهُمْ مِنْ نَّسْلِيْ) : یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی (مٹی) سے یہ (لم يتخذ ولدا) پر ایمان ہوا، اب ”عشرہ کاملہ“ ص ۲۳ میں خود مرزا صاحب نے (لم يتخذ صاحبة) پر اپنا ایمان یوں بیان کیا ہے کہ ”جب میں عورت بن گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے رجولیت کا اظہار فرمایا“ اس کے بعد (وحدہ لا شریک لہ) پر اس طرح (انت منی وانا منک) تو مجھ سے اور میں تجھ سے (حقیقۃ الوحی ص ۷۴) یہ ہے مرزا صاحب کا ایمان مجمل اس پر ایمان منصل اور آپ کے اعمال صالحہ کو قیاس کر لیجئے بے شک ایسی ہی خارج از بشریت ذات کے لئے قرآن نے تصدیق کی ہے اور کسی کو مرزا صاحب کے نبی و مسیح اور اس سے زائد عقل و ادراک سے وراء الوراء ہونے پر شک و شبہ نہ کرنا چاہئے ”ہر کہ



شکِ آرد کا فرگردد۔

### خود ساختہ مسیح کی مسیحیت پر استدلال

اس کے بعد بنائے فاسد علی الفاسد اس آیت سے مرزائی صاحب نے اپنے خود ساختہ مسیح کی خاطر یہ خود ساختہ نتیجہ نکالا کہ ”حضرت موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ آئے اسی طرح آنحضرت کے بعد چودھویں صدی میں مسیح موعود ہوں گے“ جس سے جناب کی تاریخ دانی کا پتہ چل گیا کیوں کہ اصحاب سیر اور مؤرخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق لکھتے ہیں کہ زمانہ موسیٰ سے آپ کے زمانہ تک دو ہزار تین سو برس اور زمانہ مسیح سے چھ سو برس ہوئے اب جبکہ ہم دو ہزار تین سو میں سے چھ سو منہا کرتے ہیں تاکہ معلوم کریں کہ ”موسیٰ کے کتنے صدی بعد حضرت عیسیٰ آئے“ مرزائی صاحب کی تاریخی معلومات کے خلاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں نہیں آئے بلکہ سترہویں صدی میں آئے پس یہی چیز مرزائی صاحب کی طرف سے مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کافی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب اسی صدی میں آتے جیسے حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے بعد آئے تھے تو پھر بھی یہ کوئی قابل استدلال چیز نہ تھی کیوں کہ اب ہم کہیں گے کہ اتنے ہی فاصلہ سے حضرت موسیٰ کے بعد ہر دوس صدی اللہ وعدہ (عیسیٰ) نبی اللہ آیا تھا اس کے نشان قدم پر چلتے ہوئے سرکار کے بعد پھر اتنے ہی فاصلہ سے مرزا صاحب تشریف لائے اور انہوں نے بھی وہی کام کیا جو ہر دوس نے کیا تھا حتیٰ کہ ہر دوس کی طرح حضرت مریم کی عصمت پر آپ نے بھی بہتان لگایا چنانچہ ملاحظہ ہو، ایام الصلح، ص ۶۵، کشتی نوح ص ۱۲

”كذلك قال الذين من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم“ (البقرہ: ۱۱۸)

ان کے پہلے والے بھی ان کی سی باتیں کہے ان کے دل ایک سے ہیں۔

بااں ہمہ چودھویں صدی میں مرزا صاحب کے ساتھ اور بھی بہت سے خود ساختہ مسیح آئے ہیں (چنانچہ مرزا حسین علی بہاء الدین اس صدی کے ہیں جو ۱۸۹۲ء میں فوت ہوئے) کیا یہ سب اس استدلال سے موعود مسیح ہو سکتے ہیں اور آیت:

(وعدہ اللہ الذین آمنوا لیستخلفنہم ..... الا یہ) سے انہیں کی پیش گوئی مقصود ہے؟

(مالکم کیف تحکمون) مرزا یو! تمہیں کیا ہوا کیسے حکم لگا رہے ہو۔

بریں عقل و دانش بہاید گریست



## خاتم بمعنی افضل

”تحقیق کافی“ مرزا اور مرزائی

اس پورے عنوان کا دار و مدار اسی ایک ”ادبی نکتہ“ پر ہے، جس کی طرف گزشتہ عنوان (ختم نبوت کی حقیقت) میں اشارہ کیا گیا تھا، مرزائی نقطہ نظر سے مرزائیوں کی یہ ایک نئی تحقیق ہے جو محققین پر حجت نہیں ہاں اگر یہ تحقیق اسلامی نقطہ نظر سے ہوتی یا کم از کم مرزائی اور الہامی نقطہ نظر سے نہ ہوتی تو حسب ادعاء ”کافی تحقیق“ شمار کی جاسکتی۔ اس سے قطع نظر مرزائیوں کا یہ نقطہ نظر اہل لغت اور اہل زباں کے تحقیقی اقوال سے ٹکرا رہا ہے جس کو مرزائی صاحب یہی محسوس کرتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں اور لکھتے ہیں ”رہا لغت کے لحاظ نہ کہنا کہ خاتم القوم کے معنی آخر قوم کے ہیں ہرگز درست نہیں“ اور کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ مرزائی نظریہ کے خلاف اہل زباں زبان اٹھائیں اور اہل لغت اپنا قلم“ مگر بد قسمتی یہ کہ خود مرزا صاحب بھی دعویٰ نبوت سے پہلے یا بعد انہیں کے ہم خیال اور مرزائیوں کے سخت خلاف ہیں بلکہ یوں کہتے کہ اپنی رائے سے اپنے کو اختلاف ہے ملاحظہ ہو، حملیۃ البشری ص ۹۲۰ کی گزری ہوئی عبارتیں جس میں خاتم الانبیاء کی تفسیر خود سرکار نے کی ہے اور مرزا صاحب نے بھی اسی کو تسلیم کرتے ہوئے ہر قسم کے مدعی نبوت کو کافر کہا ہے، مزید توضیح کے لئے خاتم الانبیاء کی تفسیر انجام آتھم ص ۲۷ میں خود مرزا صاحب کے زبانی ملاحظہ ہوں، حتیٰ کہ کسی زمانہ میں خاتم الانبیاء کی تفسیر من کل الوجوہ منع اجرائے نبوت ہونے پر اس قدر آپ کا ناجائز تشدد تھا کہ نزول مسیح ابن مریم کے منکر ہو گئے تھے اور علی رؤوس الاشہاد اس سختی سے کہتے تھے ”یہ کس قدر جرأت اور ولیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیک کی پیروی کر کے منصوص صریح قرآن کو عہد اچھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے“ (ایام صلح ص ۱۳۶) لیکن افسوس کہ مرزا صاحب پر سے ایک ایسا دور بھی گزرا جس میں ترقی کرتے ہوئے خود اپنے آپ کو آپ نے نبی اور مسیح موعود جتلا یا۔ ع

”بہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا“

مرزا صاحب کی ان عبارتوں کو دیکھنے کے بعد ہر شخص انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ مرزائی صاحب کا یہ نقطہ نظر مرزائی نقطہ نظر سے بھی تحقیقی نہیں بلکہ خود ان کا ذاتی کشف ہے اسی لئے نہ کسی نے اس سے اتفاق کیا اور نہ کبھی اس کی طرف التفات ہوا اگرچہ جماعت مرزائیہ کی طرف سے ”بہ کرات و مرآت“ اتفاق کا مطالبہ ہوتا



رہا۔

## مرزائی اور عیسائی

اس میں کچھ شک نہیں کہ ”مولفین لغت کے عقائد بھی بعض اوقات داخل ہو جاتے ہیں“ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ خاتم کے ”اس قسم کے معنی بیان کرتے وقت“ کون سے مولف لغت کا عقیدہ کس وقت داخل ہوا ہے؟ کیا کوئی صاحب عقل سلیم یہ کہہ سکتا ہے کہ صاحب محیط المحيط ”عیسائی“ اہل زبان نے بھی ص ۵۰۴ و ۵۰۵ میں اپنا عقیدہ داخل کرتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف خاتم القوم کا ترجمہ آخر القوم کر دیا اور پھر وہ بھی اس وقت جب کہ ابھی مرزائیوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اگر اس شخص کے متعلق ایسا وہم ہوا بھی تھا تو بہت ممکن تھا کہ (الکفر ملة واحدة) کی رو سے اور دوسرے غیر مسلم اہل زبان کی طرف رجوع کیا جاتا جو اپنے آپ ہیں کم از کم ”المنجد“ اور ”الفرائد الدریۃ“ سے ہی مدولی جاتی جن کا ”مستند لغات“ ہونا مرزائی صاحب کے پاس بھی مستند ہے۔ یا یہ کہ ان کے مخالفین کے حوالے پیش کئے جاتے جنہوں نے خاتم کا ترجمہ ”افضل“ بتلاتے ہوئے مرزائی صاحب کے ”ادبی نکتہ“ سے ”اتفاق“ کیا ہے۔ اب بھی موقع ہے اور تا قیامت موقع رہے گا کہ اگر استطاعت ہو تو ”حوالہ جات پیش کئے جائیں“ اور ان کے چیلنج کا جواب دیا جائے۔

## مجاورہ عرب کا مطالعہ اور مرزائی صاحب کا مغالطہ

کافی تحقیق اور غور و خوض کے بعد ”بحیثیت مجاورہ اہل زبان مرزائی صاحب اس طرح قلم اٹھاتے ہیں کہ“ ”خاتم الشعراء خاتم المحدثین خاتم الاولیاء خاتم المہاجرین یا خاتم الفقہاء وغیرہ میں خاتم بمعنی افضل آتا ہے“ انتہی۔

ع، چہ دلا و رست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

جس طرح خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین بمعنی مانع نبوت ہیں بالکل اسی طرح خاتم الشعراء وغیرہ میں بھی خاتم کے معنی وہی آخر بمعنی اخیر کے ہیں نہ کہ افضل کے، رہا کسی فقیہ یا محدث کو اس معنی کر کے خاتم کہنا تو یہ مبالغہ ہے۔

جب کوئی انسان کسی فن میں کمال کرتا ہے تو لوگ مبالغہ اسے اس صفت میں خاتم کہہ دیتے ہیں یا یہ کہ ان کی ذہنیت ہی یہی ہوتی ہے کہ یہ اس صفت میں اخیر فرد ہیں مثلاً اس کے بعد کوئی محدث نہ ہو گا یا اس کے بعد کوئی فقیہ نہ ہو گا حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہوتا ہے اور یہ دونوں کی بات اللہ کی ذات سے بعید ہے کہ اپنے نبی



کو مبالغہ یا واقعہ کے خلاف خاتم النبیین کہا ہو ”ومن اصدق من الله قیلاً“: اللہ سے زائد راست گواہ کوئی ہے؟

### مرزائی صاحب کی غلط بیانی خود انہیں کے زبانی

ابتداءً خاتم کے معنی آخر درست نہ ہونے پر خاتم القوم میں مؤلفین لغت سے ”نحن رجال وهم رجال“ کو بیجا استعمال کر کے ناشائستہ مقابلہ کیا گیا لیکن اب بقول شخصے دروغ گور حافظہ نہ باشد لکھا جاتا ہے کہ ”خاتم اور آخر ہر دو کے معنی افضل ہیں“ لیجئے یک نہ شد و شد اگر ایسا ہی تھا تو پھر کس لئے ابھی اہل لغت کا یہ قول کہ خاتم القوم کے معنی آخر القوم کے ہیں تا درست کہا گیا ہے؟ وہاں بھی یہی کیوں نہ کہا گیا کہ یہاں بھی اس کا ترجمہ افضل القوم ہے۔

”انظر كيف كذبوا على انفسهم وضل عنهم ما كانوا يفترون“

دیکھو تو سہی یہ لوگ اپنے اوپر آپ کیسے جھوٹ بولنے لگے اور ان کی افترا پر دازیاں ان سے گئی گزری ہو گئیں۔

شروع شروع مرعوب کرنے کے لئے محاورات عرب پیش کرنے کا زور دیتا گیا لیکن بعد میں پہلو تہی کے ساتھ ایک دہلی آواز اس طرح نکلتی ہے کہ خاتم النبیین نہ محاورہ ہے نہ اصطلاح اس لئے اہل لغت سے یہ توقع کرنا کہ از روئے قواعد لغت بلحاظ محاورہ زبان خاتم النبیین کی تشریح کریں محض ایک سعی لا حاصل ہے اہی۔

اب آئیے ذرا مرزائی صاحب کی ”اس سعی لا حاصل“ کو بھی ایک نظر دیکھیں جو بلحاظ محاورہ زبان خاتم النبیین کی تشریح میں کی گئی ہے۔

### مرزائی اور ان کا استدلال لاثانی

سب سے پہلے جو محاورہ پیش کیا گیا ہے اس کو دیکھتے ہی بے اختیار یہ شعور درزباں ہو جاتا ہے۔

خود کوزہ و خود گوزہ گر و خود گل کوزہ خود برسر آن کوزہ خریدار برآمد

تشریح کی جاتی ہے خاتم النبیین کی پھر اسی لفظ خاتم النبیین اور خاتم الرسل سے ملاحظہ ہو:

طوق الرسالة تاج الرسل وخاتمهم بل زينة لعباد الله كلهم

خاتمہم (خاتم الرسل) کے معنی یہاں بھی مانع اجرائے رسالت و نبوت کے ہی ہیں پھر کیوں کر اس کو خاتم بمعنی



افضل کی دلیل کہہ سکتے ہیں۔ ابن معنوق کا محض ”آنحضرت کی مدح میں“ یہ شعر لکھ دینا اس کے ملتزم نہیں کہ خاتم کے لفظی معنی افضل کے ہوں کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مانع اجرائے نبوت ہونا بھی تو آپ کی مدح سے ہی ہے۔

### خاتم الشعراء اور مرزائی شاعری

دوسرا محاورہ خاتم الشعراء ہے:

فَجَعَلَ الْقَرِيضُ بِخَاتَمِ الشُّعْرَاءِ وَغَدِيرٌ رَوْضَتِهَا حَبِيبُ الطَّائِي

اس کی مزید وضاحت کے لئے ”خاتم بمعنی بند کرنے والا مراد نہیں ہے“ انوری کی ایک رباعی بھی پیش کی گئی ہے۔

ختم سلطانی بروشد من مسکین سخن چوں شجاعت بر علی و بر نبی پیغمبری

اور اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ ”کیا شاعر کے نزدیک خاتم کا یہ منہوم تھا کہ اس کے بعد کوئی شاعر

نہ ہوگا اور بادشاہ غیاث الدین کے بعد کوئی بادشاہ نہ ہوگا؟“

حقیقت تو یہ ہے کہ مرزائیوں کا مذہبی نقطہ نظر ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ: ”لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ“ کو لے

لیں اور ”اَنْتُمْ مُكْدَرِي“ کو چھوڑ دیں۔ اگر مرزائی صاحب اتنی تکلیف اور گوارا فرماتے کہ پوری رباعی کا

مطلب ادا ہو جائے تو دونوں شاعروں کا حقیقی مقصد ہر شخص پر ظاہر ہو جاتا اور پھر یہ سوال نہ اٹھتا کیا شاعر کے

نزدیک ارنخ پیش کردہ محاوروں میں شاعروں کے پاس خاتم بمعنی بند کرنے والا ہی مراد ہے اور یہ مبالغہ ہے

چنانچہ انوری نے اپنے مقصد کو رباعی کے پہلے شعر میں اس طرز سے ادا کیا ہے (جس کو مرزائی صاحب نے چھوا

تک نہیں) کہ

مادر گیتی نزادہ زیر چرخ پسری بادشاہ ہجو غیاث الدین گدا چوں انوری

اس شعر میں شاعرانہ انداز سے (جو مبالغہ سے خالی نہیں) انوری کا مقصد یہی ہے کہ اب تک زمانہ نے

غیاث الدین سا بادشاہ اور انوری سا شاعر پیدا نہ کیا اور ثانی شعر ختم سلطانی ارنخ میں انوری یہ کہنا چاہتے ہیں کہ

”پہلے جس طرح ایسا بادشاہ اور ویسا شاعر نہیں گزرا آئندہ بھی ہو نہیں سکتا“۔ اب مرزائی صاحب بتلائیں کہ کیا

ایسا بادشاہ اور ایسا شاعر ان کے پہلے پیدا نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے اور اس سے بڑھ کر ہوا ہے تو پھر مبالغہ سے قطع

نظر مادر گیتی نزادہ ارنخ کا کیا مطلب؟ عربی شعر میں بھی خاتم الشعراء کا مطلب یہی ہے اور شاعروں کا تخیل ایسا



ہی مبالغہ ہوا کرتا ہے اس لئے تو خدائے قدوس نے ان کی شان یہ بیان فرمائی کہ: ”فَیْ کُلِّ وَاْدٍ یَّهْمُوْنَ..... الخ“ ورنہ شاعروں کے ہر قسم کے کلام کا نفس الامری ہونا ضروری ہوگا پھر تو کیا کہے مرزا صاحب کے گلے میں سو حسین (استغفر اللہ) عیانی طور پر لٹک رہے ہوں گے اور ہر ایک آن کا سیر ایک کر بلا ہوگا اس سے مرزا جی کا مقصود حضرت حسین جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تذلیل نہ ہوگا بلکہ اس کے ساتھ اظہار حقیقت ہوگا۔

کر بلا نیست سیر ہر انم صد حسین ست در گریبا نم (درخشن ص ۲۸۷)  
اور پھر کہیں مرزا صاحب اشرف المخلوقات سے نکل کر پانی بن جائیں، ع ”میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر“ الخ۔ اگر بالفرض مرزائیوں کی خاطر تھوڑی دیر کے واسطے خاتم الشعراء کا لفظی ترجمہ افضل الشعراء تسلیم کر لیں اور ابو تمام یا انوری کو اس معنوں سے خاتم الشعراء کہنے لگیں تو اس سے مرزا صاحب کے دل کو اتنی دیر صدمہ پہنچتے رہنا ہے کیوں کہ اس ترجمہ سے یہ شعراء صف شعراء میں افضل ٹھہرتے ہیں حالانکہ اس صف میں مرزا صاحب بھی نظر آ رہے ہیں جو اس کو پسند کرنے والے نہیں کہ کسی کو کسی چیز میں ان پر فضیلت حاصل ہو حتیٰ کہ ان کو تو خود اور ان کے (دم چھلے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھ رکھے ہیں، (کما ثبت) اس سے قطع نظر انوری اور جاتی ہر دو شخص ایک فن میں کیسے افضل ہو سکتے؟ جبکہ افضل صیغہ اسم تفصیل ہے (کما لا ینحیی علی الطالب فضلا عن العالم)

اہل لغت کی موت پر مرزائی ماتم

یہاں سے صرف مؤلف لسان العرب و تاج العروس کی وفات پر لفظ خاتم کے واسطے ماتم کیا جا رہا ہے، حالانکہ مرزا سیہ جماعت کو چاہئے کہ اس کے واسطے تمام اہل زبان اور اہل لغت پر ایک رونا روئے اس کی کیا خصوصیت کہ ”آج اگر مؤلف لسان العرب یا تاج العروس ہمارے زمانہ میں زندہ ہوتے تو ہم ان سے نہ دریافت کرتے کہ آپ نے خاتم النبیین کے معنی ختم کرنے والے کئے ہیں اس کے لئے اہل زبان کے الخ“ قادیانی حضرات صاف صاف یہ بھی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ آج اگر خاتم الانبیاء ہمارے زمانہ میں زندہ ہوتے تو ان سے دریافت کرتے کہ آپ ہمارے خلاف کیسے زبان اٹھائے ”محاورہ عرب پیش کیجئے“ کیوں آپ ہمارے پیر و مرشد کو نبی ہونے نہیں دیتے ”اس کے لئے کون سی سند آپ کے پاس ہے؟“۔

”خاتم کے زہر کے ساتھ نہیں اگر زہر کے ساتھ یہ لفظ مستعمل ہوتا تو اس میں فاعل خاتم بنتا اور اس کے



معنی ختم کرنے والا ہوتے لیکن آیت میں خاتم کے زیر کے ساتھ واقع ہے ہاوجود اس کے زیر والے معنی کرنا ”مفہوم قرآن کریم کو زیر و زبر کرنا“ ہے کہ جو کسی متقی کی شان نہیں“ مخفی مباد کہ آیت میں ”خاتم ت کے زیر کے ساتھ نہیں“ کہنا اس وقت روا ہوتا جبکہ قرآن صرف عاصمؒ کی روایت کا نام ہوتا حالانکہ ایسا نہیں متواترہ قرأت کا نام قرآن ہے۔ عاصم کی روایت کے سوا جتنے بھی متواترہ روایات ہیں سب میں خاتم التیسین ت کے زیر کے ساتھ آیا ہے حتیٰ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سرکار علیہ السلام سے آیت کو فعل ماضی کے ساتھ ”ولکن نبیا ختم التیسین“ سنا ہے (ازیدارک) یہ وہی روایت ہے جس کے راوی کی شان میں سرکار علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن کو تر و تازہ اس طرح پڑھنا چاہے جس طرح عرش سے ابھی نازل ہوا تو چاہئے کہ ابن مسعود کی طرح پڑھے (اوکما قال) شاید اسی عداوت کی وجہ مرزا جی نے آپ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ ”ابن مسعود ادنیٰ گنوار نہیں تھا“ (از اعجاز احمدی ص ۱۸)

کہ ”آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ آپ خاتم التیسین ہیں ان معنوں میں کہ تمام انبیاء پر حجت ہیں اور آپ ہی سب کے مصدق، پھر اب آپ پر حجت ہونے اور آپ کی تصدیق کرنے کے لئے کسی اور نبی کی کیا ضرورت؟“ ”ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور“ جس کے لئے خدا نے روشنی نہ رکھی ہو اس کے لئے کہیں روشنی نہیں۔

### مرزائی عروج اور تنزل

ہم نے اپنے سابقہ رسالہ (ہدایۃ الرشید) میں خاتم المہاجرین والی حدیث کا مطلب بیان کر دیا تھا کہ یہاں بھی اس کے صحیح معنی آخر مہاجر کے ہی ہیں اسی طرح خاتم التیسین کے معنی بھی آخر نبی کے ہوں گے جو مانع اجرائے نبوت ہو، اور ہجرت سے مراد مکہ کی ہجرت ہے (جیسا کہ البجرة کال اس پر دال ہے) ہمارے اس اصول سے مرزائی صاحب کو اختلاف ہے آپ نے اولین یہ عذر پیش کیا کہ ”الفاظ حدیث اس مفہوم کے متحمل نہیں کیونکہ ان میں کوئی ایسی قید مذکور نہیں“ حالانکہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کی سی حدیث (اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۱۰ میں ہے) شاہد ہے کہ آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یا عجم مکانک الذی انت بہ“ کہ چچا (عباس) اسی جگہ (مکہ میں) رہیں جہاں اب آپ ہیں اور پھر اسی کے اخیر میں ہے کہ اس کے بعد حضرت عباس ہجرت فرمائے اور سرکار کے ساتھ فتح مکہ کے وقت مکہ کو آئے اور ہجرت منقطع ہو گئی۔ سرکار کا ارشاد (مکانک) اور مکہ کا ذکر اس امر پر صریحاً دال ہے کہ یہاں ہجرت سے مراد مکہ کی ہجرت ہے۔ قطع نظر سیاق و



سباق حدیث کے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کا فرمان: ”وانقطعت الهجرة“ اسی کا مؤید ہے ورنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہجرت منقطع ہو جانے کے کیا معنی کیا ”انقطعت الهجرة“ کے معنی بھی افضل المهاجرین کے ہیں؟ اس کو جانے دیجئے اسی حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خود سرکار علیہ السلام کا ارشاد: ”قال الله يختم بك الهجرة كما ختم بي النبوة“ بھی اسی کو ثابت کر رہا ہے کہ آپ کے بعد ہجرت بند ہوگئی اور سرکار کے بعد نبوت، کیونکہ یہاں ”ختم بك الهجرة“ ہے نہ کہ ”خاتم المهاجرین“ پس اس سے ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی مانع اجرائے نبوت کے ہیں اور خاتم المهاجرین کے معنی مانع اجرائے ہجرت کے اور ہجرت سے مراد مکہ کی ہجرت ہے۔ مکہ کی ہجرت کا بند ہونا نہ صرف اس سے بلکہ بخاری جلد ثانی مطبوعہ مطبع مجتبیٰ ص ۶۱۶، ص ۶۱۷ کی متعدد احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے ”ذهب اهل الهجرة بما فيها“ اور ایک روایت میں ہے ”مضت الهجرة لاهلها“ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ”لا هجرة ولكن جهاد“ اور ایک روایت میں ہے کہ ”لا هجرة بعد الفتح“ اسی طرح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”لا هجرة اليوم، فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام“ کیا ان تمام احادیث کے رہتے ہوئے مرزائی حضرات یہی کہتے رہیں گے کہ خاتم المهاجرین کا ترجمہ آخری مهاجرین نہیں بلکہ افضل المهاجرین ہے تاکہ اس سے حدیث کے آخری جملہ خاتم النبیین پر اثر پڑے اور سرکار مانع اجرائے نبوت نہ ہوں؟ ”وما الله بغافل عما تعملون“ اگر بالفرض (بقول مرزائی صاحب) حضرت عباس رضی اللہ عنہ خاتم المهاجرین بمعنی افضل المهاجرین ہو جائیں تو لازم یہ آئے گا کہ جتنے مهاجرین ہیں سب میں آپ ہی افضل ہوں حالانکہ مهاجرین میں خود سرکار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں جو افضل خلق اللہ ہیں آپ پر کسی کو کسی طرح کسی امر میں فضیلت کبھی حاصل نہیں ہو سکتی اگرچہ کہ مرزا جی اپنے آپ کو آپ سے افضل سمجھا کریں اور مرزائی پھر بھی ان کے سربراہ سمجھیں۔ یہاں تک تو مرزائی صاحب کو معراج ہوئی اب آئیے جناب کا ذرا ”تنزل“ بھی دیکھ لیں کہتے ہیں کہ ”بطور تنزل“ تسلیم کر کے اس کے معنی کئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ شریعت لانے والے نبیوں میں آخری فرد ہیں۔ ہجرت میں ال عہدی ہے تو النبیین میں ال عہدی ہے۔ انتہی۔ حیرت اس پر ہوتی ہے کہ مرزائی صاحب یہاں بھی ”بطور تنزل“ اپنے صاحب شریعت مدعی نبوت کی تشریحی نبوت کو باطل کہہ رہے ہیں حالانکہ مرزا جی بطور عروج اسی کے دعوے دار ہیں ملاحظہ ہو ”اربعین“ نمبر ۴، ص ۶ اور یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے الخ“ ”ہجرت“ میں ال عہدی ہوئے اور ہجرت سے مراد مکہ کی ہجرت



ہونے پر کئی حدیثیں قوی قرینہ ہیں بخلاف ”النبیین“ کے کہ یہاں نہ ال عہدی ہو سکتا ہے اور نہ نبوت سے مراد نبوت تشریفی کیونکہ یہاں قول نبوی ”لانیسی بعدی“ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ”النبیین کا ال استغراقی ہونے پر ناطق ہے کہ سرکار شریعت لانے والے اور نہ لانے والے اصلی ظلی میں کلی و مجازی جعلی جزوی فردی اور امتی تمام انبیاء کے ”آخری فرد ہیں“ (چنانچہ ”حلمۃ البشری“ ص ۲۰ میں مرزا جی نے بھی اسی کا اقرار کیا ہے) **الانْبُوتِ مرزا کہ اس کے مستثنیٰ ہونے پر حدیث:**

”سیکون فی امتی کذابون“ الحدیث۔

میری اُمت میں جھوٹے بہ دعوے نبوت آئیں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

صریحاً دال ہے اور پیش گوئی کر رہی ہے کہ مرزا صاحب اور ان کی مثال بہ ادعائے نبوت اُمت محمدی میں تشریف لا کر تخریب دین میں مشغول رہیں گے ”وقد صدق الصادق المصدق“ لیکن افسوس کہ پھر اسی کے متصل خاتم النبیین بمعنی مانع اجرائے نبوت نہ ہونے پر محاورہ ”خاتم الاولیاء“ پیش کیا گیا ہے حالانکہ اس کے معنی بھی مانع اجرائے ولایت کے ہیں باقی رہی یہ بات کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی ولی نہ ہوا؟ بقول مرزائی صاحب ”یقیناً ہزاروں ہوئے“ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا:

”انت یا علی خاتم الاولیاء“

کلام نبوی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ سرکار کا کلام نہیں اس کے متعلق تو یہ ہے کہ:

”لفظ خاتم الاولیاء باطل لا اصل له“

جب یہ سرکار کا کلام نہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ جنہوں نے آپ کو یہ خطاب دیا ہے اس کے کیا معنی کرتے ہیں؟ اس سے موضوع حدیث کے راوی یعنی صاحب تفسیر صافی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی ایسا ہی ایک قول منسوب کرتے ہوئے خاتم الاولیاء کی تفسیر اسی صفحہ میں مرزائی صاحب کے خلاف اس طرح بیان کرتے ہیں:

”وقال امیر المومنین ختم محمد الف نبی ..... الخ“

”کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار نبیوں کو ختم کیا اور میں ایک ہزار وصی کو الخ“

اب مرزائی صاحب بتلائیں کہ یہاں ”ختم محمد الف نبی“ کا ترجمہ کیا ہے کیا یہ تو نہیں کہ



آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک ہزار نبیوں سے افضل ہیں بقیہ انبیاء آپ کے برابر ہیں یا آپ سے افضل؟ لیکن ایسا ہرگز نہیں کیونکہ اس خرابی کے علاوہ یہاں تو (ختم) ہے (خاتم) نہیں جو ”مرزائی نقطہ نظر“ سے بمعنی افضل ہو جب ایسا نہیں تو خاتم الانبیاء و خاتم الاولیاء کا وہی مطلب ہوگا جو پہلے بیان کیا گیا۔ بالہنہ اس منصب کے دعوے دار تو خود مرزا جی ہیں دیکھیں وہ اس کا کیا ترجمہ کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

”اوتیت صفة الافناء والاحیاء انا خاتم الاولیاء لا ولی بعدی الا الذی منی وعلی عہدی“۔

”مجھے مارنے اور جلانے کی صفت عطاء کی گئی (یہاں سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب خدا بھی ہیں۔ العیاذ باللہ) میں خاتم الاولیاء ہوں ”میرے بعد کوئی ولی نہیں“ مگر وہ جو مجھ سے ہو اور میرے عہد پر ہو“ نیز خاتم الاولیاء مسیح موعود ہوں گے (عام ازیں کہ اس کے کچھ معنی ہوں) حضرت علی رضی اللہ عنہ مسیح موعود نہیں نہ ادعا نہ حقیقت پھر مرزائیوں کا حضرت علی کو خاتم الاولیاء کہنا دوسرے الفاظ میں مرزا جی کے دعوے مسیحیت سے انکار کرنا ہے یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ مرزائی آپ کو افضل الاولیاء کہہ رہے ہیں حالانکہ مرزائی نے آپ کو ان رکیک الفاظ سے یاد کیا ہے ملاحظہ ہوا حکم ص ۴ جلد ۴ نمبر ۱۹۱۲ء ایک زندہ ولی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔

”فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون“ سابقہ رسالہ کے ص ۱۱ اور ۱۲ میں بھی یہی تقریر اجمالی طور سے لکھی گئی تھی لیکن چونکہ قادیانی جماعت بار بار انھیں آثار قدیمہ کو پیش کئے جاتی ہے اور اس سے اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ کم از کم خالی الذہن اشخاص جنھوں نے ان کے جوابات نہ دیکھے ہوں دام قادیانیت میں پھنس پڑیں یا یہ کہ

ع کس بشنودیانہ شنودمن گفتگوئے می کنم

اس لئے ہم نے بھی پھر دو پارہ بادل نا خواستہ انھیں جوابات کو مزید توضیح اور زیادتی کے ساتھ تفصیلاً ایک نئے رنگ میں پیش کر دیا تا کہ عامۃ الناس کے پاس ختمی پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت، کہیں ان بے اصل اعتراضات سے تذبذب میں نہ پڑ جائے اور روادار مسلمان خدا نہ خواستہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرزا جی کے دامن سے وابستہ نہ ہو جائیں۔ وباللہ التوفیق۔

ایمان کی بات



مرزائی صاحب یہاں سے یہ اعتراض شروع کرتے ہیں کہ ”آیت ”ختم اللہ علی قلوبہم“ محلِ ذم میں واقع ہوئی ہے اور آیت خاتم النبیین محلِ مدح میں ہے الخ، الفاظ کے اشتراک سے مفہوم کا اشتراک لازم نہیں آتا فعل فاعل کی مناسبت سے جدا جدا مفہوم اور جدا جدا معنی پیدا کرتا ہے مثلاً کہا جائے کہ دل بیٹھ گیا اور بادشاہ تخت پر بیٹھا“۔ الخ۔ انتہی۔

کیا ”دل بیٹھ گیا“ اور ”بادشاہ تخت پر بیٹھا“ ان دو جملوں میں بیٹھنے کے وہ معنی باقی نہیں جو لغوی ہیں؟ اگر یہی حق ہے کہ فعل کے ساتھ فاعل کی مناسبت کا لحاظ ہے تو اس کو بھی ملحوظ رکھیں کہ کفار کے دلوں پر مہر لگانے والا اور سرکار کو خاتم النبیین بنانے والا دونوں جگہ ختم کا فاعل ایک اللہ ہی ہے لہذا فعل ختم سے دونوں آیتوں سے مرزائی اصول کے تحت بھی ایک ہی معنی پیدا ہونا چاہئے (جو بند کرنا ہے) مرزائی صاحب اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اور بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں کہتے ہیں کہ ”بہ الفاظ دیگر وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کافروں کے دلوں پر مہر لگنے کی وجہ سے ایمان ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کی وجہ سے نور نبوت اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں باقی نہیں ہے“۔ انتہی۔ یہ کس نے کہا کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نور نبوت باقی نہیں؟ ہم اور جمیع اہل اسلام تو یہ اپنا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آنکھوں سے پردہ ہو کر بھی زندہ ہیں اور آپ کے نور نبوت کی شعائیں ہر دین دار کے دل کو روشن کر رہی ہیں۔ یہ تو اس عقیدہ کے بالکل خلاف ہے کہ کہیں ”اُمت محمدیہ میں نور نبوت باقی نہیں؟“ ہم تو صرف چاہتے ہیں کہ اس اُمت میں نبوت ”جاری“ نہ یہ کہ نور نبوت ”باقی“ نہیں ایمان کی بات تو یہ ہے کہ درحقیقت یہ خواہش مرزائیوں کی ہے کہ نبوت محمدی کی شمع گل ہو جائے اور مرزاجی کی نبوت کا چاند چمکے اب اس کے ہوتے ہوئے پھر ادعاء کہ ”اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور ہم اس موقع پر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ خدا را احمد یوں کی مخالفت میں آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدفِ اعتراض نہ بنایا جائے جس سے جمیع اہل اسلام کے دل چھلنی ہوں۔ انتہی۔

اب ہم سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ: ”قل اتعلمون اللہ بدینکم واللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض واللہ بکل شیء علیم“: ”کیا تم جانتے ہو اللہ کو اپنی دین داری اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

قادیانی اور نبوت کی ارزانی



اسی سلسلہ میں ”خَتَمَ اللہُ عَلٰی قُلُوبِهِمْ“ سے خاتم النبیین پر استدلال کی صحت بالفرض تسلیم کر کے مرزائی صاحب اپنا ”علمی نقطہ نظر“ یہ بتلاتے ہیں کہ جب کافروں کے دلوں میں نور ایمان داخل نہیں ہو سکتا تو اُمت محمدیہ میں کفر کے بالکل مماثل چیز ہے جسے غیر نبوت کے نام سے تعبیر کریں گے داخل نہیں ہو سکتی“ انہی گویا اُمت محمدیہ کا ہر فرد نبی ہے کیونکہ بقول مرزائی صاحب ”کفر کے بالکل مماثل چیز ہے غیر نبوت“ داخل نہیں ہو سکتی یا یوں کہئے کہ اس اُمت میں مرزائی صاحب کے سوا جو مرزائیوں کے زعم فاسد میں نبی ہیں سب کے سب حتیٰ کہ خود مرزا صاحب بھی ہیں کیونکہ وہ غیر نبی ہیں اور کفر و غیر نبوت مرزائی صاحب کے پاس ایک دوسرے کے ”بالکل مماثل“ ہے۔ ان مقدمات سلفیہ کے بعد جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے اس کو بھی ایک نظر دیکھ لیجئے ”پس اس مسلمہ کے رو سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ نبوت کا دروازہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھلا ہے اور اگر کوئی دروازہ ختم نبوت کی وجہ سے بند ہے تو وہ کفر و الحاد کا ہی ہو سکتا ہے نہ کوئی اور“ انہی پہلی عبارت سے یہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ”غیر نبوت اور کفر بالکل مماثل چیز ہیں۔ لیکن بعد والی عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ غیر نبوت نہیں بلکہ خود نبوت اور کفر بالکل مماثل چیز ہیں گویا (العیاذ باللہ) تمام انبیاء کافر ہیں کیونکہ یہاں مرزائی صاحب کا ادعا ہے کہ ”ختم نبوت کی وجہ سے کفر و الحاد کا دروازہ بند ہے“ طرفہ بریں ”پس اس مسلمہ کی رو سے نبوت کا دروازہ اُمت محمدیہ میں کھلا ہے“ ”قاتلہم اللہ انی یوفکون“۔

### پھر وہی تنزل

یہاں بھی مرزا جی کے منشاء کے خلاف انھیں غیر تشریحی نبی بنانے کے لئے مرزائی صاحب اس طرف ”توجہ“ دلاتے ہیں کہ ”النبیین میں الف لام تخصیصی ہے جیسے کہ یقتلون النبیین میں ہے لہذا خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ شریعت لانے والے انبیاء کو بند کرنے والے ہیں۔ اب کہاں عنوان ”خاتم بمعنی افضل“ جبکہ خاتم کا ترجمہ اس طرح کیا گیا کہ آپ انبیاء کو بند کرنے والے ہیں“ رہی تعریف کی شرط تو وہ اس قابل نہیں کہ اس کی طرف توجہ کی جائے خاتم النبیین کا الف لام تخصیصی نہ ہونے بلکہ استغراقی ہونے پر مرزائی عروج اور تنزل کے عنوان میں کافی بحث ہو چکی ہے باقی رہا یہ کہنا کہ ”یقتلون النبیین میں الف لام تخصیصی ہے“ بالکل اس محل کے مناسب نہیں کیونکہ ہر محل کے لئے ایک خصوصیت ہے اگر ایک جگہ کسی قرب کی وجہ الف لام تخصیصی ہو جائے تو لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ بلا کسی لحاظ کے یہی مراد ہو۔

”واذ اخذ اللہ میثاق النبیین..... الآية“ اور ”ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع



الذین انعم الله علیہم من النبین۔۔۔۔۔ الآیہ“ اور وہ ہر آیت جس میں النبین آیا ہو اس کا الف لام تخصیصی ہونا چاہئے ”چہ خوب“ علاوہ ازیں یہ خود ضروری نہیں کہ بفتح تاء خاتم نہیں الف لام تخصیصی ہو بلکہ جائز ہے کہ استغراقی ہو۔ ایسی صورت میں مرزائی حضرات بے چین ہو کر ضرور ہم سے دریافت کریں گے کہ ”کیا جمیع الانبیاء علیہم السلام کو ان کے دشمنوں نے مار ڈالا؟“ سنئے اس کا جواب ہم نہیں دیتے بلکہ مفسرین متقدمین اور متاخرین سمجھوں نے بھی دیا ہے کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جن کے قتل کا ان کے دشمن نے ارادہ نہ کیا ہو حتیٰ کہ مشرکین مکہ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قتل کرنا چاہتے تھے (یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہم) پس یہاں خداوند تعالیٰ نے ارادہ قتل کو جو قتل کا مقدمہ تھا قتل سے تعبیر کر کے یقتلون النبین فرمایا اور کلام عرب میں یہ چیز شائع و ذائع ہے چنانچہ قسطلانی شارح بخاری کتاب المغازی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ان المراد من قوله خرج ﷺ الی حنین فی رمضان انه قصد الخروج الیها وهو فی رمضان فذكر الخروج واداد القصد بالخروج وهو شائع ذائع فی کلام العرب۔ اسی سلسلہ میں مرزائی صاحب لکھتے ہیں کہ ”آپ خاص قسم کے نبیوں کے بند کرنے والے ہیں نہ کہ نفس نبوت کے“ حالانکہ پیش کردہ حدیث (کما انا خاتم النبین فی النبوة) جس میں نفس نبوت مذکور ہے صاف طور پر مرزائی صاحب کے خلاف گواہی دے رہی ہے کہ آپ سے نفس نبوت بند ہو چکی۔

### ایک اور فیصلہ کن طریق

اس کے بعد مرزائی صاحب (افلا یتدبرون القرآن) کو اپنی شان ثابت کرتے ہوئے آیت خاتم النبین کے متعلق بادعاء خود ایک اور فیصلہ کن طریق ”یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ“ الفاظ ولكن رسول الله وخاتم النبین آیت کا ایک خاص ٹکڑا ہیں لکن حرف استدراک ہے ”پس لفظ لکن نے ہمیں رہبری کی کہ“ الفاظ رسول اللہ و خاتم کسی شبہ کو دور کرنے کے لئے لائے گئے ہیں انتہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی صاحب کے شبہات سے پہلے رسالہ ہذا میں ایک اصول کی وضاحت کر دیں۔ بات یہ ہے کہ اولین اس آیت میں خداوند عالم نے یہ خبر سنائی کہ محمد (ہدایہ روحی) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں یہ سننا ہی تھا کہ شبہ پیدا ہوا اور ہونا بھی چاہئے تھا کہ جسے دل و عزت و آبرو و خویش و اقرباء سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ کیونکہ



مرزا صاحب کے اس قول پر:

آنچه میں بشوم روحی ندا ☆ بخدا پاک دانش زخطا  
ہم چو قرآن منزہ اش دائم ☆ از خطا ہمیں دائم  
(درائشمن ص ۲۸۷)

مؤمنین اس پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اس کے انکار کو عین ایمان سمجھتے ہیں اسی طرح کہیں حدیث میں بھی مرزا جی کو مسیح موعود نہیں کہا گیا تا کہ ان کی صداقت کو رد کرنے (سرکار کی صداقت کو معرض تشکیک میں نہ ڈالا جاسکے بلکہ ان احادیث سے جن میں مسیح موعود کے لئے پیش گوئی کی گئی ہے مرزا جی کی صداقت خود بخود رد ہو جاتی ہے۔) (کما سیاتی)

چور کی داڑھی میں تنکا

بقول ”چور کی داڑھی میں تنکا“ مرزائی صاحب پہلے پہل کہتے ہیں ”ممکن ہے کہ یہ خیال گزرے کہ ”حضرت عیسیٰ آسمان پر اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں اس کے آنے کے بجائے حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود رہیں گے اس کے بعد یہ گل افشاں ملا حظہ ہوں اس شبہ کو دور کرنے کے لئے ایک محکم دلیل، وفات شیخ ناصری کی پیش کردی جاتی ہے (سورہ مائدہ، آخری رکوع) اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقرار فرماتے ہیں کہ تثلیث پرستی کا عقیدہ میری ”زندگی“ میں نہیں پھیلا بلکہ ”میری وفات کے“ بعد پھیلا ہے اور فی زمانہ عیسائیوں کی تثلیث پرستی کھلی کھلی بات ہے اس سے صاف صاف یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت مسیح کی وفات ہو چکی ہے۔“ اتنی۔ (مخلص) وفات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرنے کی خاطر اولاً: کلام اللہ میں زیادہ کی گئی کہ یہ عقیدہ ”میری زندگی“ میں نہیں پھیلا حالانکہ یہ آیت کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ”و کنت علیہم شہیداً مادامت فیہم“ کا ترجمہ تو صرف اتنا ہی ہے کہ میں ان کا نگران تھا جب تک کہ ”میں ان میں تھا“ ثانیاً: ”فلما توفیتنی“ کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے (میری وفات کے بعد) جس سے یہ سمجھ میں آئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں حالانکہ اس کا حقیقی مطلب ہرگز یہ نہیں (کما سیاتی)۔ ثالثاً: فی زمانہ عیسائیوں کے تثلیث پرستی سے یہ غلط نتیجہ نکالا گیا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی“۔ حالانکہ عیسائی آپ کی وفات سے تثلیث پرست ہوئے بلکہ آپ کے ان میں ”موجود نہ ہونے کی“ بناء پر یہ بد عقیدگی پھیلی اگر آپ آسمان پر نہ اٹھائے جاتے اور انھیں میں موجود ہوتے تو یہ خرابی پیدا نہ ہوتی۔



کہتے ہیں کہ ”تونی باب تفاعل سے ہے اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور ذی روح ہے حضرت مسیح موعود ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود نے (یعنی مرزا جی نے) تونی کے معنی سوائے قبض روح کے کچھ اور دکھانے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام مقرر فرمایا ہے۔“ انتہی۔ اگر مرزا صاحب چچی زبان سے وعدہ کئے ہیں اور مرزائی صاحب ان کے اس وعدہ کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تو پھر ایک ہزار روپیہ نذرانہ طلب کرتے ہوئے خود مرزا جی کے قلم سے ”تونی“ کے معنی قبض روح کے سوا ثابت کر دکھاتے ہیں، اس کا اس طرح مرزا صاحب ترجمہ فرماتے ہیں۔

”انی توفیک“ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اس ترجمہ سے ظاہر ہے کہ قبل دعوے مسیحیت خود مرزا جی اس کو تسلیم کر چکے ہیں کہ تونی کے معنی قبض روح کے ہیں۔ عام ازیں کے اس فعل کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی الروح ہو یا نہ ہو۔ اس اقبالی ڈگری کے ملنے کے بعد اور بھی ایسی آیتیں پیش کی جاتی ہیں جس سے ہر ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ ”تونی“ کے حقیقی معنی موت کے نہیں باوجود یہ کہ پیش کردہ شرائط کے ساتھ ہو۔

اللہ يتوفى الأنفس حين موتها والتي لم تمت في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الاخرى إلى أجل مسمى إن في ذلك لآيات لقوم يتفكرون (سورہ زمر آیت ۴۲)

یعنی اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے روحوں کو جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مرے ان کو قبض کرتا ہے وقت نیند کے پس روک لیتا ہے ان کو جن پر موت مقدر کی ہے اور واپس بھیج دیتا ہے دیگر جانوں کو ایک مقرر وقت تک کے لئے بیشک اس کے اندر غور و فکر کرنے والوں کے لئے ضروری نشانیاں ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ تونی بعینہ موت کا نام نہیں بلکہ تونی موت کی کوئی روشنی ہے جو کبھی موت کے ساتھ جمع ہوتی ہے اور کبھی نیند کے ساتھ۔

”هو الذي يتوفاكم بالليل“ یعنی وہ وہی ہے جو تم کو رات میں پورا پورا کھینچ لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی تونی کے معنی موت نہیں بلکہ نیند کے موقع پر اس کا استعمال ہوا ہے۔ اسی واسطے علامہ زحشری نے اساس البلاغہ ص ۳۰۲ ج ۲ میں بتلایا ہے: توفاه استكملة ومن المجاز توفى وتوفاه الله ادر كنه الوفلة“ یعنی تونی کے اصلی معنی پورا پورا لے لینے کے بعد ازاں مجازاً وفات پانا مراد ہو سکتا ہے (ہکذانی تاج العروس شرح قاموس ج ۱۰ ص ۴۹۴) جو اس وقت تک مراد نہیں ہو سکتا جب تک کہ حقیقی معنی مراد ہونا



معدوم نہ ہو جائے۔ یہاں تو ”سونے پر سہاگا حقیقی معنی مراد ہے“ ”ورالفعلک الی“ ”میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں، قوی قرینہ بھی موجود ہے اسی لئے تو فی کی تفسیر میں رفع الیہ مفسرین نے بیان کیا ہے جیسا کہ تفسیر ابوالسعود، تفسیر کبیر، جامع البیان، معالم التنزیل، مدارک، جمل، تفسیر رحمانی، تفسیر بیضاوی، درمنثور، سراج منیر، کتاب الوجیز، تفسیر خازن وغیرہ میں زیر آیت مرقوم ہے۔ نیز اس ”رفع“ کی تفسیر متعدد احادیث میں بھی موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور آپ وہاں زندہ ہیں۔ اُمت محمدی میں قرب قیامت آسمان سے نازل ہوں گے اور شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور کرائیں گے لیکن تعجب ہے کہ اس کے خلاف آپ کو اُمت محمدی کے فرد نہ سمجھ کر نتیجہ نکالا گیا بھی تو ایسا کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ہو چکی تو آنے والا موعود اسی اُمت کا فرد ہے جیسے کہ حدیث میں ہے: ”واصلکم منکم“ حالانکہ مسیح موعود کا اسی اُمت کا فرد ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا باہمی کچھ ربط نہیں رکھتا اور پھر اس حدیث کا مطلب ہرگز یہ نہیں جیسا کہ ابتدائے کتاب میں مذکور ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے مرزا جی کو کوئی فائدہ ہی نہیں کیونکہ وہ اُمتی نہیں تاکہ مسیح موعود ہوں جیسا کہ عقائد محمدیہ ص ۲۲ میں مرزائیوں کا یہ عقیدہ مذکور ہے کہ حضرت اقدس (یعنی مرزا صاحب) کی دو حدیثیں الگ الگ ہیں ایک اُمتی کی دوسری نبی کی اُمتی کی حیثیت سے ابتدائی ہے اور نبی کی شان ”اُمتی“ الخ۔

### خاتم کا خاتمہ

لکھتے ہیں ”گزشتہ دفعہ ہم نے اپنے ٹریکٹ میں ایک قول حضرت علی کا پیش کیا تھا کہتے ہیں کہ یہ قول اختلاف قرأت ظاہر کرنے کے لئے ہے جو انا عرض ہے کہ حضرت علی نے فرمایا تھا کہ خاتم زبر کے ساتھ پڑھا جائے۔ زبر کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ سیوطی نے درمنثور میں اس کو نقل فرمایا۔ جتنے حوالے نقل کئے گئے ہیں وہ سب کے سب معنوں پر روشنی ڈالنے والے ہیں نہ کہ اختلاف قرأت دکھانے کے لئے“ اُمتی۔

جواباً عرض ہے کہ گزشتہ دفعہ ہم نے بھی اپنے رسالہ میں اسی موقع پر بتلایا ہے کہ آپ کا یہ فرمان محض اس واسطے تھا کہ آپ کو خاتم بکسر التاء کی روایت پہنچی ہی نہ تھی جس کو دوسرے صحابہ نے سرکار ﷺ سے سنا تھا بناء پر آپ کو اختلاف قرأت دکھانا مقصود نہیں بلکہ اپنی قرأت دکھانا مقصود ہے جس کی روشنی معنی پر پڑ رہی ہے لہذا یہ اعتراض نہیں پیدا ہو سکتا کہ ”تفسیر درمنثور“ میں جو حوالے نقل کئے گئے ہیں اختلاف قرأت دکھانے کے لئے نہیں“ وہ سب کے سب کیونکہ خاء، تاء، میم کی پوری ترکیب بند کرنے کے معنی پر روشنی ذاتی ہے جیسا کہ



”محیط المحيط“ میں لکھا ہے کہ ختم و ختم دونوں وزن و معنی مساوی ہیں۔ خاتم ہو یا کہ خاتم یا ختم بہر صورت اس سے منع اجرائے نبوت ہی مستقوا ہوتا ہے اسی وجہ سے فراء بغوی نے ”معالم التنزیل“ میں زیر آیت خاتم النبیین لکھا ہے۔ ”وقرأ ابن عامر وعاصم خاتم بفتح التاء“ کے ہیں۔ انتہی۔

ای آخرهم وقرأ الاخرون بكسر التاء على الفاعل لانه ختم به النبيون فهو خاتمهم“ اور اسی وجہ سے آپ کے خاص خلیفہ و شاگرد رشید ”حسن بصریؒ“ کا یہ قول ”وكان آخر من بعث“ درمنثور محولہ مرزائی صاحب میں مندرج ہے۔ پس خاتم بفتح التاء پڑھاؤ کہنے کی یہ وجہ ہرگز نہیں کہ صرف اس صورت میں اس کے معنی آخر نبی کے ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں بچوں کا عقیدہ کہیں خراب نہ ہو جائے“ اگر آپ کا یہی منشاء ہوتا تو ”لانی بعدی“ کی حدیث آپ سے مروی ہی نہ ہوتی۔ اسی سلسلہ میں قادیانی صاحب یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ ”پھر حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ خاتم النبیین کا کہنا کافی تھا (لانی بعدی) کا کہنے کی ضرورت نہ تھی یہ درمنثور میں درج ہے“۔ انتہی۔ پوری حدیث اگر سامنے رکھی جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت شعبہ کے پاس خاتم النبیین کے معنی مانع اجرائے نبوت ہی ہیں جیسا کہ کافی تھا اور ضرورت نہ تھی وہی اس پر وال ہے۔ ضرورت نہ ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں۔ کہیں مرزائی خیال والے اس تاکید سے بیجا فائدہ نہ اٹھالیں ملاحظہ ہو الفاظ حدیث ”قال رجل عند المغيرة..... الخ“ ”یعنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے کہا: ”صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لانی بعدہ“ اس پر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے اتنا کافی تھا کہ کہہ دیتا خاتم الانبیاء کیونکہ ہم لوگ یعنی صحابہ باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ ظاہر ہونے والے ہیں پس اگر وہ ظاہر ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام ہی آپ سے پہلے ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام ہی آپ کے بعد ہوئے“ اس سے قطع نظر ”لانی بعدی“ کے بے ضرورت ہونے کی وجہ اگر یہ ہوتی کہ خاتم النبیین کے معنی مانع اجرائے نبوت نہیں لہذا ”لانی بعدہ“ کو اس سے کچھ تعلق نہیں تو یہ لازم آئے گا کہ سرکار ﷺ کے کلام میں ربط نہیں اب رہا یہ سوال کہ پھر سرکار ﷺ نے بے ضرورت اور خلاف مصلحت تاکید اس طرح کیوں فرمائی؟ جواباً عرض ہے کہ یہاں مصلحت اور ضرورت اسی کی تھی ورنہ مرزائی کہتے کہ ”خاتم“ النبیین اس کے معنی مانع اجرائے نبوت نہیں کیونکہ اس کے بعد لانی بعدی نہیں اسی واسطے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے مع فرمائیں اور حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اس کی ضرورت نہ تھی۔



نبوت کسے کہتے ہیں اور رسالت کیا ہے؟

اس کے بعد نبی اور رسول کی تشریح اس طرح کی جاتی ہے کہ ”نبی کے مفہوم میں وحی پانا اور رسول کے مفہوم میں وحی کو لوگوں تک پہنچانا داخل ہے“ انتہی۔ اس پر لطف یہ کہ کہا جاتا ہے ”اس لئے جو نبی ہو گا وہ رسول ہو گا اور جو رسول ہو گا وہ نبی ضرور ہو گا“ انتہی (ما شاء اللہ) ”عجیب محل ہے“ اور ”عجیب بنیاد“ ابھی ابھی رسول و نبی میں یہ فرق کیا گیا کہ نبی کے لئے وحی پانا کافی ہے اس کا لوگوں تک پہنچانا ضروری نہیں کیونکہ رسول میں اس کی ضرورت ہے مگر اب یہ کہا جاتا ہے کہ اور پھر وہ ”اس لئے“ کے ساتھ کہ دونوں میں کچھ فرق نہیں گویا ایک سطر پہلے کی عبارت قادیانی صاحب کے ذہن میں محفوظ نہ رہی (یا للعجب یا للعجب) حالانکہ دونوں میں فرق کریں یا نہ کریں یہ صورت ”لانی بعدی“ سے بالکل اجرائے نبوت منفی ہے، ہاں اگر حدیث میں لانی کے بجائے لا رسول ہوتا یا قرآن میں خاتم النبیین کے بجائے خاتم الرسل ہوتا اور مرزائی صاحب اپنے پہلے قول پر قائم رہتے ہوئے دونوں میں فرق کرتے تو پھر کچھ زبان ہلانے کی گنجائش بھی تھی کہ آپ مانع اجرائے رسالت ہیں نہ کہ نبوت یہاں تو مرزائی صاحب لکھتے ہیں کہ ”یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ رسول و نبی جدا جدا ہوتے ہیں رسول صاحب شرع جدید ہوتا ہے اور نبی متبع شریعت سابقہ اس لئے متبع نبی نہیں آسکتا ہم تو قرآن پڑھتے ہیں: (لقد آتینا..... الآية) (بقرہ، آیت ۸۲) ”دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور بعد بھیجے رسول پیروی کرنے والے“ انتہی۔

سچ تو یہ ہے کہ ارشاد نبوی سے صاف صاف ظاہر ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا متبع یا غیر متبع کی اس میں کچھ تخصیص نہیں تاکہ بادل نا خواستہ مرزاجی، متبع نبی ہو جائیں اور منع اجرائے نبوت کو نبوت غیر اتباعیہ کے ساتھ خاص کیا جائے۔ بے شک اصطلاح میں رسول صاحب شرع جدید ہوتا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما تفسیر مدارک التنزیل سورہ مریم میں آیت ”واذکر فی المکتب موسیٰ انہ کان مخلصا وکان رسولا نبیا“ کے تحت لکھتے ہیں ”فالرسول الذی..... الخ“ یعنی رسول وہ نبی ہوتا ہے جس کے ساتھ کتاب ہو اور نبی وہ ہوتا ہے جو صرف اللہ کی طرف سے خبر پہنچائے اگرچہ کہ اس کے ساتھ کتاب نہ ہو جیسے یوشع“ دوسرے اصحاب تفاسیر بھی یہی کہہ رہے ہیں، قاضی بیضاوی شافعی بھی اسی آیت کے تحت رسول کے متعلق لکھتے ہیں: ”انہ اخص واعلیٰ“ گویا ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں“ سورہ بقرہ کی آیت کا ترجمہ اپنے منشاء کے موافق کیا گیا ”وقفینا من بعدہ بالرسل“ کا ترجمہ کسی لغت میں یہ نہیں کہ اور بعد بھیجے رسول ”پیروی کرنے والے“ کیونکہ (قفینا) قفا سے مشتق ہے جس کے معنی ”پیچھے“ کے ہیں دراصل قفا گردن کے پچھلے حصہ کو کہتے



ہیں اسی واسطے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اس کا با محاورہ لفظی ترجمہ اس طرح ادا فرماتے ہیں ”اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے اس کے پیچھے رسول اور دیئے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو انج۔ یہ بھی قلم کہ ”موسیٰ کے بعد صاحب شریعت انبیاء نہیں آئے“ کیونکہ ظاہر ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت رسولان خدا ضرور تشریف لائے۔ آیت ”انا انزلنا التوراة فیہا ہدی ونور یحکم بہا النبیون“ (سورۃ المائدہ، آیت ۴۴) میں اس کی طرف ہرگز اشارہ نہیں کہ ”وہ سب تورات پر عمل کرنے والے تھے“ تاکہ رسول کے معنی بدل جائیں اور تبع کو بھی رسول کہہ سکیں کیونکہ ”یحکم بہا النبیون“ کے وہ معنی صحیح نہیں (جو مرزائی صاحب نے بیان کیا ہے) کہ ”اس کے ذریعہ انبیاء فیصلہ کرتے تھے“ بلکہ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ ”تورات کے منزل من اللہ ہونے کا انبیاء حکم کرتے تھے“۔ اسی وجہ سے اسی سورۃ مائدہ میں ارشاد باری موجود ہے:

”ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون“ اگر یہاں (لم حکم) کے وہ معنی کئے جائیں جو مرزائی صاحب نے بتلایا ہے تو اس آیت سے لازم یہ آئے گا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دوسرے منزل من اللہ کتب مثلاً تورات و انجیل کے ذریعہ فیصلہ نہیں کرتے تھے (العیاذ باللہ) کافر ہیں (استغفر اللہ۔ استغفر اللہ) کیونکہ یہ کچھ ضروری نہیں کہ آپ کا ہر فیصلہ قرآن کریم کے مطابق ہونے کے بعد تمام دوسرے کتب سماوی کے بھی مطابق ہو۔ ”یحکم بہا“ اور ”لم یحکم بما“ میں باء استعانت کیلئے نہیں جو یہ ترجمہ کیا جائے بلکہ یہ باء حکم کا صلہ ہے اسی وجہ جس فعل کا حکم کیا جائے اسے محکم ”بہ“ کہتے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے باوجود ان خرابیوں کے یہ تسلیم بھی کر لیں کہ ”حکم“ کے وہی معنی ہیں جو مرزائی صاحب نے بیان کیا اور با استعانت کا ہے تو پھر بھی رسل کے ساتھ ”وہ سب تورات پر عمل کرنے والے تھے“ کہنا بے سند ہے سورۃ بقرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد رسل صاحب شریعت (انبیاء) آنے کا اقرار ہے اور سورہ مائدہ میں تورات کے ذریعہ فیصلہ کرنے والے (غیر تشریحی) انبیاء کے لئے اقرار ہے گویا آپ کے بعد ان دو آیتوں کی رو سے ہر دو قسم کے انبیاء آئے ہاں اگر سورۃ مائدہ میں (یحکم بہا النبیون) کی بجائے (یحکم بہا الرسل) ہوتا تو مرزائی صاحب کا مدعا حاصل ہو سکتا۔ اور یہ طرز منافی فرق ہوتا لہذا تسلیمی صورت میں تو یہی نص قرآنی فرق ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔ پس حقیقت میں قادیانی صاحب کا دونوں میں فرق نہ کرنا یا ایسا فرق کرنا جیسا کہ گزرا یعنی نبی وہ ہے جو وحی پائے اور رسول وہ ہے جو اس کو لوگوں



تک پہنچائے۔“

”ایجاد بندہ ہے“ اس کے لئے ہم سے پوچھا جاتا ہے کہ ”کن نصوص قرآنیہ وحدیثیہ سے یہ استخراج ہے اور بلا اظہار سند ایک بنیاد قائم کرنا اور اس پر محل تعمیر کرنا کہاں تک درست ہے، یہ تمیز اور تعریف اللہ کی پیدا کردہ نہیں معلوم ہوتی۔ بجز اس کے کہ وہ ایجاد بندہ ہو۔“ انتہی۔ ارے انصاف ارے انصاف۔

باجنیں بیہودہ گوئی میتواں گفتن اگر  
ہمتے داری بگو ور ہمتے داری بیار

## فتح کا اعلان

اس پر یہ دعویٰ کہ ”جب کبھی ہم نے کوئی بات کہی وہ آیات قرآنی واحادیث صحیح کی پناہ میں کہی۔“ چنانچہ جن صاحبوں نے ہمارے مضامین پڑھے ہوں گے اس پر روشن ہوا ہوگا کہ جب کبھی قادیانی صاحب نے کوئی آیت پیش کی اس میں کچھ نہ کچھ زیادتی کی گئی بجائے اس کے اپنی رائے قرآنی آیات کے مطابق ہوتی قرآن کو اپنے منشاء کے موافق بنانے کی کوشش کی گئی۔ دنیا جانتی ہے اور علماء کرام محسوس فرماتے ہیں کہ جس قوم کا کلام اللہ کے ساتھ یہ طرز عمل رہا ہو بھلا اس کا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقالات اہل اللہ کے ساتھ کیا حال ہوگا۔ پورے استدالات ٹوٹ جانے کے بعد پھر بھی نصیحت کرنے والوں سے اس طرح خطاب کیا جاتا ہے، کہ ”بجائے ہمیں نصیحت کرنے کے ہمارے استدالات کو توڑنے کا مکر کیا جاتا ہے اب بھی کچھ مضائقہ نہیں اس رسالہ میں جہاں جہاں مطالبات کئے گئے ہیں ان کی تکمیل کر کے اپنی فتح کا اعلان کیا جاسکتا ہے“ انتہی۔

سچ پوچھو تو فتح ہونے کے بعد ہی ہمیں اعلانات فتح کرنا نہیں آتا مرزائی اس میں خوب ماہر ہیں عام ازیں کہ ان کی فتح ہو یا نہ ہو اعلان فتح تو ان کی طرف سے ضرور ہو جاتا ہے جیسا کہ:

## کفر کا فتویٰ

مرزائی صاحب کہتے ہیں ”کہا گیا ہے کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع“ یہ بالکل درست ہے جس طرح حدیث اذا ہلک کسری الخ درست ہے یعنی آنحضرت کا مخالف و مغائر تہی نہیں آسکتا“ انتہی، حالانکہ قاری صاحب کے قول میں نبوت کے بعد نہ تو مغائرہ کی قید ہے اور نہ مخالفہ کی وہ تو ان سب کو علی الاطلاق کافر کہتے ہیں۔ عام ازیں کہ ان کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہو (جیسے مرزا صاحب) یا نہ ہو کیونکہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف نہ ہوں



وہ بھی آخر حقیقت میں آپ کے مخالف ہی ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کے لابی بعدی فرما کر نفی عام کر دینے کے بعد ادعائے نبوت پر بیجا جرأت کی۔ اب رہا حدیث اذا هلك كسرى سے اشتہاد کرنا وہ تو بالکل بیجا ہے کیونکہ مخالف چیز کو موافق سمجھنا بہت بڑی نا سمجھی ہے اس کے لئے اسی رسالہ میں ”دوسری حرکت“ دیکھ لی جائے۔

### آنحضرت ﷺ کے بعد نزول وحی

اس عنوان کے تحت قادیانی صاحب نے ایک حدیث اور ابن حجر بیہمی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے حضرت عیسیٰ بن مریم مسیح موعود کے متعلق اس امر کے ثابت کرنے کی جان توڑ کوششیں کی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ”خدائے تعالیٰ ان پر وحی نازل کرے گا“ اور جو وحی آئے گی وہ جبریل ہی کے ذریعہ سے ہوگی۔ یہ حدیث کہ میرے بعد کوئی وحی نہیں باطل ہے اور یہ جو عام طور پر مشہور ہے کہ جبریل وفات نبوی کے بعد زمین پر نازل نہ ہوں گے اس کی کوئی بنیاد نہیں۔ اتنی۔ حالانکہ کسی نے یہ سوال نہیں اٹھایا تھا کہ کیا حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرف (جب دوبارہ نازل ہوں گے) وحی نازل ہوگی یا نہیں اور یہ وحی کس کے ذریعہ سے ہوگی؟ سوال تو صرف اس قدر تھا کہ ”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نزول وحی بند ہے تو نبوت کیسے جاری رہ سکتی ہے“ مرزا جی اور ان کے امثال کیسے نبی ہو سکتے ہیں؟ اور یہ کوئی پوشیدہ حقیقت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ تو نبوت جاری ہے اور نہ وحی نبوت، اور نہ نزول جبریل، اس میں ہم مسلمان منفرد نہیں بلکہ جس وقت مرزا جی ”دانا“ تھے اور خدا کو ”صادق الوعد“ کہتے تھے وہ بھی یہی سمجھتے تھے بلکہ بیہمی کے خلاف لا وحی بعدی کی حدیث کو بھی صحیح جانتے تھے ملاحظہ ہوا زالہ اوہام ص ۷۷ کہ ہر ایک ”دانا“ سمجھ سکتا ہے کہ اگر ”خدائے تعالیٰ صادق الوعد“ ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ اتنی۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے تو یہاں کچھ بحث ہی نہیں کیونکہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت نہیں ملی۔ آپ اپنی سابقہ نبوت کے ساتھ نازل ہوں گے۔ یہ نبوت کوئی نئی نہ ہوگی۔ آپ کی وحی بھی اسی طرح ہے لہذا آپ کی نبوت اور وحی نبوت دوسروں کے لئے نظیر نہیں ہو سکتی تاکہ اس سے اجرائے نبوت کا دروازہ بند ہو جائے۔ ابن حجر بیہمی کا بھی یہی منشاء ہے وہ اجرائے نبوت کے قائل نہیں ان کے پیش کردہ مقولات اجرائے نبوت اور وحی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ تو صرف نبوت عیسویہ اور وحی عیسوی پر روشنی ڈال رہے ہیں اس سے مرزا جی نبوت کو ثابت کرنے کی فکر کرنا متکلم



کے منشاء کو سر اسر بدل دینا ہے کیونکہ مسیح موعود میں اور مرزا جی میں بون بعید ہے۔

### مسیح موعود کا معیار صداقت

آپ کے جو علامات بیان کئے گئے ہیں وہ مرزا جی کے اس دعوے کو جھٹلا رہے ہیں اس لئے کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا (۱) وہ میانہ قد ہوں گے (۲) ان کا رنگ سرخی اور سفیدی کے درمیان ہوگا (۳) ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے (۴) سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی (۵) صلیب توڑ دیں گے (۶) جزیہ کو اٹھادیں گے (۷) سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے (۸) اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب نیست و نابود کر دے گا (۹) اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا (۱۰) پھر تمام روئے زمین میں ایسا امن ہوگا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے بیل کے ساتھ اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں گے سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے (۱۱) عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷) اس حدیث کی بعض روایتوں میں یہ بھی علامت بیان کی گئی ہے (۱۲) لڑائی کو ختم کر دیں گے (۱۳) مال کو بہادیں گے یہاں تک کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ انہی۔ اسی طرح مرزائی صاحب کی پیش کردہ مسلم و مشکوٰۃ کی حدیث بھی مرزا جی کو مسیح موعود نہیں بننے دیتی کیونکہ خود مرزائی صاحب اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود دجال کو باب بلد مشرقی پر قتل کرے گا“ اور جب اس حالت میں ہوں گے تو خدائے تعالیٰ حضرت موصوف ہر جی کرے گا کہ میں نے اپنے بندوں میں سے..... الخ“۔ انہی۔ اتنی تصریح کے بعد اب مرزائی گروہ بخلف بیان کرے کہ کوئی پیش گوئی مرزا جی کے خلاف نہیں؟ یہاں ایسے تاویلات سے کچھ کام نہیں چلتا کہ اپنے کو کھینچ تان کر اس طرح اس کا مصداق بنائیں گے کہ ”میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا“ تو دوزر و چادریں اس نے پہنی ہوں گی اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی یعنی مراق اور کثرت بول، لیکن یہ کوشش بھی نا تمام ہے کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام (بقول مراقی مرزا) فوت ہو چکے تو پھر آسمان سے کیونکر اتریں گے ان کے عقیدہ کے لحاظ سے تو یوں ہونا چاہئے کہ جب مسیح قادیان میں پیدا ہوگا ”آں کہ“ گفت دیوانہ باور کرد“ کی مثل صادق ہے۔ خلاصہ



یہ کہ مسیح موعود مرزا جی نہیں بلکہ وہ تو آسمان سے نازل ہونے والے ہیں جن کی خصوصیات اور امتیازی علامات متذکرۃ الصدر ہوں گی آپ کا نام نامی عیسیٰ ہے (جیسا کہ مرزائی صاحب کی پیش کردہ حدیث میں بھی مذکور ہے) آپ حضرت مریم کی طرف منسوب ہیں اور ابن مریم کہلاتے ہیں جیسا کہ سورۃ نساء میں ارشاد باری بھی موجود ہے:

”انما المسيح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ و کلمتہ القاها الی مریم و روح منہ“  
(سورۃ النساء آیت ۱۷۱)

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسیح عیسیٰ بن مریم ہیں (نہ کہ غلام احمد بن غلام مرتضیٰ) اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ جس کا القاء مریم کی طرف کیا تھا اور روح اللہ ہیں۔  
اسی طرح سورۃ مریم میں ہے۔

”ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون“  
”وہ ہیں عیسیٰ ابن مریم حق کا وہ قول جس کی بابت شک میں لوگ پڑے ہیں“ (نصرانی کہتے ہیں کہ وہ اللہ ہیں اور قادیانی کہتے ہیں کہ وہ غلام احمد ہیں حالانکہ وہ نہ تو اللہ ہیں اور نہ غلام احمد ہیں بلکہ عیسیٰ بن مریم ہیں)  
قول فیصل

مندرجہ صدر عنوان کے تحت بلا کسی سند کے اس ادعاء کے ساتھ کہ قرآن تو حضرت مسیح ناصری کی وفات مان کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دے کر ”انہم لا یرجعون“ کی رو سے ”فوت شدہ لوگ واپس نہیں آیا کرتے“ لکھتے ہوئے اس مسلمہ کو گزارش کے ساتھ یاد دلانے کے بعد کہ: ”خاتم النبیین بالانی بعدی کے خواہ کچھ معنی لئے جائیں وہ مسیح موعود کی نبوت کے مانع نہیں ہو سکتے“۔ ان تمام آیات بینات کو پسے پشت ڈال کر مرزا جی کو پھر بھی مسیح موعود کہا جاتا ہے اور ان کی صداقت کی نص صریح پھر بھی شکستہ بے بنیاد دلیل بتلائی جاتی ہے کہ ”مسیح موعود کے دعوے پر ان کی زندگی میں ہی تیس سال سے زائد عرصہ گزر گیا حالانکہ اس دعوے کی اصل حقیقت زیر عنوان (مرزائی نبوت کا معیار صداقت بتلانے والے کو انعام) پوری پوری منکشف ہو چکی ہے لیکن آخر میں ایک سچی بات بھی کہی جاتی ہے اور اپنے کو دائرہ اسلام سے اس طرح خارج کیا جاتا ہے کہ ”اہل اسلام عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ آسمان پر ہے وغیرہ“ اب فیصلہ ہو گیا کہ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے لہذا جو کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکے ”آسمان پر نہیں“ مرزا جی مسیح موعود ہیں۔ اہل اسلام سے نہیں پس



کل قادیانی مرزائی صاحب کی زبانی ”قول فیصل“ میں کافر ہیں اہل اسلام نہیں جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے مرزائی صاحب کے رسالہ ”ختم نبوت کی حقیقت“ کا اختتام ص ۵۶ میں دعوت و تبلیغ پر ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے کہ اگر ”مرزائیت“ کی قبولیت نہ ہو تو ”دنیاۓ اسلام میں تہلکہ عظیم برپا ہو جائے گا“ (ارے۔ ارے) اس کے متعلق مرزاجی کو مستند ذات خیال کر کے ان کے شاعرانہ تخیلات سے بھی استناد کیا گیا۔ میں وہ پانی ہوں جو آسمان سے وقت پر۔ (حالانکہ یہ تو وہ اوگالی پانی ہے جو قادیان سے آیا نہ کہ آسمان سے جس میں بہت سارے رودار مؤمنین کا ایمان ڈوبا) میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا  
(حسب عادت مستمرہ جیسا کہ مسلّمہ کے زمانہ سے اب تک آتا رہا) یہ دعوت دینے کے بعد مبارک بادیاں بھی دی گئی ہیں اور نہیں اپنے والوں کے متعلق مرزا صاحب کی زبان سے کہا گیا ہے کہ ”بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے“ کسی نے چمگاڑ سے پوچھا تو دن کو کیوں نہیں نکلتی؟ اس نے کہا کہ ”رات کی روشنی“ مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے ”دن کے اندھیرے“ سے جی گھبراتا ہے۔

رنگین کو کہیں نارنگی ☆ جمے دودھ کو کھویا ☆ چلی کو کہیں گاڑی ☆ یہ سن کر کبیرا رویا  
نیز اس آرزو کا اظہار کیا گیا ہے کہ ”احمدیت خدا کا عین وقت پر لگایا ہوا پودا ہے یہ بڑھے گا اور پھولے گا پھلے گا اور تمام دنیا کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیگا“۔ اُتھی۔

”تِلْكَ اٰمَانِيْهِمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهٰنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ“

رشید

تاریخ اختتام: ۳ محرم ۱۴۵۳ھ



# ہدایۃ الرّشید للغویّ المرید

رشحات قلم: جلالیۃ العلم حضرت سید حبیب اللہ قادری رشید باوشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله وحده ثم الصلوة على من لا نبي بعده . اما بعد بقدر قال الله تعالى في كلامه القديم . ومن اظلم ممن الفترى على الله كذبا وقال او حى الى ولم يوح اليه شئ ومن قال سائر مثل ما انزل الله .

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم (اور) کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا دعویٰ کرے کہ میری طرف وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور (نیز اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا) جو دعویٰ کرے کہ (قرآن) جس (کی نسبت تم کہتے ہو کہ اس) کو اللہ نے اتارا ہے (کہو تو) ایسا ہی میں بھی اتار دوں۔

بتاریخ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۵۲ھ آٹھ صفحات کا ایک رسالہ مجھے ملا، جس کا عنوان ”ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی“ ہے جو باہتمام جناب سکریٹری صاحب دعوت و تبلیغ جماعت مرزا سیّد حیدر آباد کن طبع ہوا تھا۔ رسالہ مذکور میں جناب مولوی الیاس برنی صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ کی اس تقریر پر اعتراض کرنے کی ناکام سعی کی گئی ہے جو ختم نبوت کے متعلق شاہی عاشور خانہ میں ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۵۲ھ کو ہوئی تھی، نیز اس میں اہل اسلام کے اس عقیدہ کے خلاف دلائل سقطیہ سے بہت کام لیا گیا ہے تاکہ بے علم مسلمانوں کو آسانی کے ساتھ محمدی حلقہ سے نکال کر باغی غلاموں کے حلقہ بگوش کرے، لیکن مرزائی جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ ”الحق یعلو ولا یعلیٰ“ آخر الانبیاء کے دامن سے وابستہ جو غیر کے دامن میں لالچی اور دنیوی زخارف کی وجہ سے آگئے ہیں دیر تک نہیں رہ سکتے۔ عالی جناب مولوی الیاس برنی صاحب نے اپنی اس تقریر میں ختم



کے تحقیقی معنی بیان فرماتے ہوئے بہت ساری قرآنی آیتوں سے استدلال فرما کر اکثر یہ قاعدہ بیان فرمایا تھا کہ اکثر انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی اولاد نبی ہوئی ہے اور سردارِ دعو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی اولاد زینہ بچپن ہی میں اس لئے وصال فرمائی کہ اگر وہ زندہ رہتی اور نعمت نبوت سے سرفراز نہ ہوتی تو آپ کی شان پاک ان انبیاء علیہم السلام کی شان سے کم ہو جاتی، جن کی اولاد نبی ہوئی تھی۔ اسی راز کی بناء پر ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ سے ما قبل کے جملہ ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم“ کا تعلق اور ربط صحیح ہو سکتا ہے ورنہ اس کا کیا مطلب ہوگا کہ ”رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔“

”لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں“۔ ابھی اور یہ کچھ فاضل مقرر کی تفسیر بالرائی نہیں بلکہ اکثر مفسرین نے اس کی صراحت فرمادی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مقرب صحابی جن کے متعلق ”خبر ہذہ الامۃ“ (اس امت کا زبردست عالم) کہا گیا ہے یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے بھی مذکورہ تقریر کی خاصی تائید ہوتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خداوند عالم فرما رہا ہے (لولم اختتم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا) اگر میں میرے ”محبوب“ سے نبیوں کو بند کیا نہ ہوتا تو یقیناً اس کو ایک ایسا بیٹا سرفراز کرتا جو اس کے بعد نبی ہوتا۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ (ان اللہ لما حکم ان لابی بعدہ لم یعطہ ولذا ذکر ا یصیر نبیا) یعنی جب اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ فرما چکا کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہو نہیں سکتا تو آپ کو ایسی مرد اولاد نہیں دیا جو نبی ہو سکے۔ یعنی آپ کی زینہ اولاد بالغ ہونے سے پہلے ہی داعی اجل کو لبیک کہی اور اسی کی طرف خود آخر انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا کہ (لو کان ابراہیم حیالکان نبیا) یعنی اگر (میرا لڑکا) ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا، لیکن وہ زندہ نہیں رکھے گئے۔ کیوں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا (لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا، مرزائی صاحب نے اپنی ذکاوت کا ثبوت دیتے ہوئے جناب مولوی صاحب موصوف کے بیان کردہ اکثر یہ قاعدہ کو کلیہ سمجھ کر اور جمیع انبیاء علیہم السلام کی اولاد کے لئے نبوت ضرورت فرض کر کے رسالہ کے صفحہ (۲) میں تحریر فرمایا ہے۔

”ایک قرآن خواں طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ بہت سے انبیاء ایسے ہیں جن کی اولاد نبی نہیں ہوئی۔ مثلاً حضرت لوط و یحییٰ و عیسیٰ و نوح علیہم السلام جس میں سے حضرت نوح کا بیٹا نہ صرف نبی نہ ہوا بلکہ معمولی درجہ



کامومن بھی نہ ہوا۔ جس کی وجہ سے وہ عذاب سے بچ جاتا۔ اٹھی۔ جناب پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں یہ کب بیان کیا تھا کہ جمیع انبیاء علیہم السلام کی اولاد نبی ہوئی تھی اور اگر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بڑی ہوتی اور نبی نہ ہوتی تو آپ کی شان ان سے کم ہو جاتی، بلکہ تقریر کا حاصل تو یہ تھا کہ انبیاء سابق کی اولاد نبی ہوئی ہے۔

اگرچہ بعض کی اولاد نبی نہ ہوئی اس پر اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نہ رہتی اور نبی نہ ہوتی تو آپ کی اعلیٰ شان ان انبیاء کرام کی شان سے کم ہو جاتی جن کی اولاد نبی ہوئی تھی۔ اگرچہ کہ ان انبیاء سے کم نہ ہوتی جن کی اولاد نہ ہوئی یا اولاد ہوئی اور نبی نہ ہوئی، حالاں کہ تمام مسلمان اس پر متفق ہیں کہ آپ سب سے برتر اور آپ کی شان سب کی شان سے اعلیٰ و بالا ہے۔ طرفہ بریں تردید میں چار مثالیں پیش کی گئیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی داخل ہیں حالانکہ یہ ہر دو حضرات نہ صاحب زوجہ تھے نہ صاحب اولاد، پھر کہاں سے ان کی اولاد نبی ہوتی۔ تردید میں اور ایک مثال پیش کی گئی ہے ذرا اس کا حال بھی سنئے۔

”پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون نبی اور ان کے خلیفہ ہوئے لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرزند نہ تھے۔“ اٹھی

محترم مقرر نے تقریر میں یہ کب بیان کیا تھا کہ نبی ہونے کے لئے نبی کی اولاد میں ہونا شرط ہے بلکہ تقریر میں صرف اتنا ثابت کیا گیا کہ اکثر انبیاء کی اولاد نبی ہوئی تھی، کیا یہ کہنا کہ انبیاء کی اولاد میں نبوت آئی ہے غیر اولاد نبی کی نبوت کے منافی ہے؟ العجب ثم العجب۔ مرزائی صاحب نے اپنے تردیدی رسالہ میں فاضل مقرر کی باصواب تقریر پر اتنا ہی بے اصل اعتراض کر کے ختم نبوت کے خلاف چند شہادتیں پیش کی ہیں جن میں سے ہر ایک کو انشاء اللہ صحیح روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ (رب اشرح لی صدوری ویسولی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی) اولین مرزائی صاحب نے اجرائے نبوت پر اس طرح استدلال کیا ہے کہ آیۃ کریمہ یا قوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا کے تحت نبوت نعمت ہے و آیۃ کریمہ کنتم خیر امة اخرجت للناس الخ کے ماتحت یہ اُمت خیر اُمت ہے اس لئے یہ نبوت جیسی نعمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے۔ اگر نبوت پلگ یا طغیانی یا ہیبت ناک زلزلہ ہوتی تو اس کے بند کئے جانے پر جتنا بھی زور صرف کیا جاتا بجا ہوتا۔ اٹھی



اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ نبوتِ نعمت ہے اور یہ اُمت بہ شہادت قرآنی خیر اُمت ہے لیکن کیا آنحضرت جیسی ہستی اس اُمتِ مرحومہ میں نعمت کاملہ بن کر تشریف فرما ہونے اور اتمامِ نعمت ہو جانے کے بعد جیسا کہ ارشاد باری ہے (اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي) آج ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تم پر تمام کر دیا، جرأت کے ساتھ یہ کہنا کیا کفرانِ نعمت نہیں کہ ہم نبوت جیسی نعمت سے محروم اور ”اذ جعل فيكم انبياء“ سے بہرہ ور نہیں۔ (وما قدرنا الله حق قدره) کیا اللہ کی دی ہوئی ایسی بڑی نعمت کی ناشکری پلگ، طغیانی، ہیبت زلزہ سے کچھ کم ہو سکتی ہے؟ حقیقت اگر پوچھو تو پلگ اور طغیانی و زلزہ اس کے بالمقابل کوئی اہمیت نہیں رکھتا، کیونکہ ایسی بڑی ناشکری کا اثر ہمیشہ رہے گا اور یہ حوادث تو عارضی ہیں۔

اس تسلیمی جواب کے بعد مرزائی صاحب سے یہ سوال کرنا ہرگز بے جا نہ ہوگا کہ پیش کردہ آیت کی ابتدا بمقام اذ کروا الایۃ سے ہوئی ہے یا آپ نے کسی مصلحت کے تحت اس کے ابتدائی حصہ کو معرضِ ذکر میں نہیں لایا؟ سنئے سورہ مائدہ کا چوتھا رکوع اس طرح شروع ہوتا ہے۔ واذ قال موسى لقومه يقوم اذكروا نعمت الله عليكم اذ جعل فيكم انبياء وجعلكم ملوكا واتكم مالم يؤت احدا من العلمين۔ ترجمہ: اور (اے پیغمبر بنو اسرائیل کو ایک واقعہ بھی یاد دلاؤ کہ) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو! اللہ نے جو تم پر احسانات کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم ہی میں (بہترے) پیغمبر بنائے اور تم کو بادشاہ (بھی) بنایا اور تم کو وہ نعمتیں دیں جو دنیا جہاں کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔ اس پوری آیت کو تلاوت کر لینے کے بعد ناظرین معلوم کر لئے ہوں گے کہ اذ جعل فيكم انبياء (اللہ نے تم میں پیغمبر بنائے) کی مخاطب بنو اسرائیل اور قوم موسیٰ ہے، اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہر وہ نعمت جو موسیٰ کی قوم کو عطاء کی گئی تھی اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا انعام اللہ پر فرض ہے نہ واجب، اگر ایسا ہی ہے تو مرزائی صاحب ہماری غذا سے مستغنی ہوں گے اور صاحب موصوف پر من و سلوئی ضرور نازل ہو رہا ہوگا اور بزعیم صاحب موصوف ارشاد باری حکلیۃ عن موسیٰ (واتکم مالم یوت احدا من العلمین) (اور اے قوم موسیٰ تم کو وہ نعمتیں دیں جو دنیا جہاں کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیں) العیاذ باللہ کاذب ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں مرزائی صاحب، نبوت کو نعمت مان چکے ہیں اور مرزائی صاحب کے مقتدا یعنی جناب مرزا غلام احمد صاحب نے نعمتوں کا خاتمہ حضور پر نور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم



پر ہو جانے کو مندرجہ ذیل بیت میں بیان کر دیا ہے۔

تمت علیہ صفات کل مزیة . ختمت بہ نعماء کل زمان . مرزا صاحب فرما رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر فضیلت کے صفات تمام ہو چکے اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ سے ختم ہو چکیں۔ نیز مستدلہ دوسری آیت ”کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر“۔

بہ بانگ دہل ہم کو اس کی صدا دے رہی ہے کہ مسلمانو! تم بہترین اُمت ہو (نہ کہ نبی) تمہارا کام (صرف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، تمہارے نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اچھی چیزیں تمہیں بتلائی ہیں لوگوں کو ان کا حکم کرو اور جو بُری چیزیں ہیں اُن کو اُن سے روکو۔ اس کے بعد مرزائی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ”ختم بمعنی بند کوئی خوبی کی بات نہیں مثلاً سراج الدین ظفر پادشاہ پر سلطنت مغلیہ کا خاتمہ ہونا بیان کیا جائے تو شاہ موصوف کی اس میں برتری ثابت ہوگی یا منقصد؟ چائے غور“۔ انتہی

خاتم النبیین کا ختم بمعنی بند ہونے میں نہ صرف خوبی بلکہ بہت بڑی خوبی ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے فاضل و فضائل کا دار و مدار آپ کے آخر الانبیاء ہونے ہی میں ہے۔ جن کے دلوں میں آنحضرت (ارواحنا فداه) کے ساتھ بغض و عناد ہے وہ آپ کو آخر الانبیاء نہیں مانتے، جس طرح کہ یہود و نصاریٰ باوجود بالیقین آپ کو نبی جاننے کے انکار نبوت کیا کرتے تھے، آپ کے آخر الانبیاء ہونے کا ہی سبب ہے کہ قرآن پاک سارے دینی و دنیوی تعلیموں پر جامع و حاوی نازل کیا گیا ہے جو بالکل آخری کتاب ہے اور یہی وجہ ہے کہ دین اسلام سارے ادیان سابقہ کا نسخہ ہوا اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم کے پیغمبر بنا کر مبعوث فرمائے گئے، اگر آپ آخر الانبیاء نہ ہوتے تو اور انبیاء کی طرح مخصوص اُمتوں کی طرف ہی مبعوث کئے جاتے، جس طرح اب کسی دین کی حاجت ہے اور نہ کسی کتاب کی ضرورت۔ بالکل اسی طرح اب کسی قسم کے کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں، ملاحظہ ہو ارشاد باری (الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً) آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کر لیا ہے۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی اور نعمت ہو سکتی ہے جو دی جانے والی ہو؟ رہی یہ بات کہ آئندہ تا قیامت قیامت اوامرو نواہی اور تبلیغ اسلام کا کیا ذریعہ تو اس کے لئے اسی کتاب میں موجود ہے جو خود اپنے متعلق ”لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین“ کہہ



رہی ہے (کوئی تر و خشک ایسی چیز نہیں جو کتاب اللہ میں نہ ہو) ہاں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں اس کے متعلق کیا ارشاد ہوا ہے، ملاحظہ ہو، ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون (آل عمران رکوع ۱۱) ترجمہ: اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائے اور اچھے کام (کرنے) کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور (آخرت میں) ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔ ”وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون“ (سورہ توبہ رکوع ۱۵) ترجمہ: اور (یہ بھی) مناسب نہیں کہ مسلمان سب کے سب (اپنے اپنے گھروں سے) نکل کھڑے ہوں (اور مدینہ میں آئیں) ایسا کیوں نہ کیا کہ ان کی ہر ایک جماعت میں سے کچھ لوگ (اپنے گھروں سے) نکلے ہوتے جو دین کی سمجھ پیدا کرتے اور جب (سیکھ سمجھ کر) اپنی قوم میں واپس جاتے تو ان کو (نا فرمانی خدا سے) ڈراتے تاکہ وہ لوگ (بھی بُرے کاموں سے) بچیں۔ ان آیات مبارکہ کی صحیح شرح احادیث شریف میں ملاحظہ کیجئے جو اس بارے میں دس بارہ نہیں بلکہ بے شمار موجود ہیں۔ ان آیات و احادیث کے رہتے ہوئے پھر اس دعویٰ کو کہ آنحضرت آخر الانبیاء نہیں، آپ کے بعد اور انبیاء بھی مبعوث ہوتے رہیں گے کھلی گمراہی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں، بہر حال مطلق ختم کے معنی بند کرنے کے ہیں البتہ ہر جگہ بھلائی اور خوبی کا ہونا کوئی ضروری نہیں اور نہ اس کا کسی کو دعویٰ، خاتمہ کی بھلائی و بُرائی کردار و اعمال پر ہے ملاحظہ ہو حدیث شریف ”انما الاعمال بالخوانیم“ یعنی اعمال کا دار و مدار خاتموں پر ہے اگر اعمال بھلے ہوں تو خاتمہ بھی بھلا ہوگا اور اگر اعمال بُرے ہوں تو خاتمہ بھی بُرا ہوگا، خود ہماری زبان میں اس کا اس طرح استعمال موجود ہے، اگر کسی نے اپنی غفلت و عیش پرستی کی وجہ سلطنت ہاتھ سے کھو بیٹھا اور اپنی خاندانی حکومت کا خاتمہ کر دیا تو اس قسم کا خاتمہ یقیناً بُرا ہے۔ لیکن اس سے یہ کیسے لازم آجائے گا کہ ہر جگہ خاتمہ بمعنی بند کرنا بُرا ہے جیسا کہ مرزائی صاحب کا ادعا ہے جو عوام کی گمراہی کے لئے اس پیرایہ میں پیش کیا گیا، اگر یہی سچ ہے تو پھر زنا کاری و شراب خواری، جوے بازی اور تمام دنیا کی بد کاریوں کا خاتمہ کر دیا گیا یعنی ان کو یکفخت بند کر دیا گیا میں کوئی خوبی و بھلائی نہ ہوگی۔ اہل باطل کی علامت ہی یہ ہے کہ حق کو باطل سچ کو جھوٹ کرنے کے لئے اس قسم کے لفظی اشتراک سے عوام کو راہِ راست سے بھٹکانا چاہتے ہیں (یریدون لیطفثوا نور اللہ بالفواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون) اس کے بعد مرزائی صاحب بیان کرتے ہیں کہ



”ہم پانچ وقت نمازوں میں بڑی شد و مد والحاخ وزاری کے ”اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم“ کی دعا مانگتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں منعم علیہ گروہ کا راستہ دکھایا جائے منعم علیہم گروہ کون ہے قرآن خود اس کی تفسیر فرماتا ہے۔ ”ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً (نساء رکوع ۹) جو اطاعت کریں گے اللہ اور اس کے رسول کی پس وہ ان لوگوں میں شامل ہو جائیں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو نبی صدیق شہید اور صالح ہیں اور یہ ان کے اچھے ساتھی ہوں گے۔ اس آیت میں مع سے مراد من ہے جیسے اس دعا میں ہے وتوفنا مع الابرار (آل عمران رکوع ۳) یعنی مار ہمیں نیکو کار بننا کر“ انتہی۔

اس میں شک نہیں کہ منعم علیہ گروہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کا ہے۔ لیکن اگر مع معنی من (سے) بھی لے لیا جائے تو دیکھنا یہ چاہئے کہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں میں شامل ہونے کا مطلب کیا ہوگا۔ کیا یہ مطلب ہے کہ وہ جس طرح نبی ہیں یہ بھی نبی ہو جائیں گے یا یہ کہ نبی تو نہ ہوں گے مگر ان کی فضیلت اور مراتب پائیں گے؟ پہلے معنی کے لحاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا اور رسول خدا کی اطاعت کرنے والے سب کے سب انبیاء بھی ہیں اور صدیق بھی، شہداء بھی ہیں اور صالحین بھی۔ تو اس طرح گویا زمانہ نبوت سے اب تک کروڑوں انبیاء ہو چکے اور پھر لطف یہ کہ سب کے سب شہداء اور قیامت تک خدا اور رسول خدا کی اطاعت کرنے والے انبیاء ہوں گے اور سب کے سب شہداء اور اس وقت اسلامی دنیا میں ہزاروں نہیں سینکڑوں تو ضرور خدا اور رسول خدا کی اطاعت کرنے والے ہوں گے جو سب کے سب انبیاء ہیں اور ساتھ ہی ساتھ شہداء بھی۔ سبحان اللہ کیا قرآن کی ترجمانی و قرآن دانی ہے۔ اس طرح کلام اللہ کے ساتھ تسخر و استہزاء کیا جا رہا ہے۔ ورنہ ہر سمجھ دار سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت کے معنی انبیاء بن جانا ہیں یا خدا اور رسول خدا کی اطاعت سے ان کی معیت و رفاقت حاصل کرنا ہے۔ جس کو خود آخر میں وحسن اولئک رفیقاً سے مصرح کیا گیا ہے، حاصل یہ کہ نبیوں اور شہیدوں میں شامل ہونے کے معنی یہی ہیں ”جو کوئی اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل پیرا ہوں وہ نبی نہ ہوں گے نہ اصلی نہ ظلی بلکہ اُمت مرحومہ میں ہونے کی وجہ سے نبیوں کی فضیلت پائیں گے اور ”مع الذین انعم اللہ علیہم“ میں جو لفظ مع ہے اگر اس کے وضعی معنی (ساتھ) لے لئے جائیں اور من (سے) کے معنی نہ لئے جائیں (جیسا کہ مرزائی صاحب نے بیان کیا ہے) تو پھر زبان ہلانے کی بھی گنجائش باقی نہیں۔ کیونکہ نبیوں کے ساتھ رہنا نبی ہونے کے مستلزم نہیں بلکہ نبی ہونے



کے متانی ہے اور مع بمعنی ساتھ لینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے وضعی معنی سے گریز کر کے من (سے) کے معنی لینا اس وقت صحیح ہوتا جب کہ یہاں اس کے وضعی معنی نہ جتے ہوں اور اکثر بلکہ تمام مفسرین نے مع بمعنی ساتھ لیا ہے اور مرزائی صاحب کا توفنا مع الابرار کے مع سے استشہاد نا جائز ہے۔ کیوں کہ مع ہر جگہ من کے معنی میں آنا ضروری نہیں بلکہ جائز بھی نہیں، ہر ایک محل کے لئے ایک خصوصیت ہے اگر قول باری امع اللہ اللہ آخر "میں مع کے معنی من کے ہوں تو سارا مطلب فوت ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس کے کوئی معنی نہیں" کیا خدا سے کوئی دوسرا خدا ہے" بلکہ مطلب تو اس وقت نکلے گا جبکہ یہ معنی ہوں "کیا خدا کے ساتھ کوئی اور خدا ہے"۔ نیز توفنا مع الابرار کا مع بمعنی من (سے) ہونا بھی کوئی ضروری امر نہیں بلکہ وہ اپنے وضعی معنی (ساتھ) کے ساتھ بہت ہی عمدگی سے مطلب ادا کر سکتا ہے، اس صورت میں اس آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ اے خدا تو ہمیں ایسی حالت میں دنیا سے اٹھا کہ ہم اچھے لوگوں کی صحبت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ چنانچہ تمام اصحاب تفاسیر نے اسی تاویل کو ترجیح دیتے ہوئے ابتداء میں مع الابرار کے معنی مخصوص صین بصحبہم بیان کیا ہے جو اس بات کو بتلا رہے ہیں کہ مع اپنے وضعی معنی میں مستعمل ہے، اس کے بعد آیت مذکورہ کے دوسرے معنی معدودین فی زمورتہم بھی بیان کیا ہے، جو اس امر کی طرف مشیر ہیں کہ مع بمعنی من (سے) ہے۔ کذا فی حقایق التاویل و تفسیر بیضاوی و تفسیر صافی وغیرہا من التفاسیر۔ اس کے بعد مرزائی صاحب نے خاتم النبیین کی تفسیر بیان کی ہے۔

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین" کی صحیح تفسیر مختصر طور پر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ "اطمئن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة" (کنز العمال جلد ۸ ص ۱۷۸) اے چچا (عباس) آپ مطمئن رہیں آپ اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں خاتم النبیین ہوں۔

"انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء" (تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیین) یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں اور اے علی تم خاتم الاولیاء ہو۔ کیا حضرت عباس پر ہجرت اور حضرت علی پر ولایت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ اب ہجرت اور ولایت بند ہو گئی۔

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے جو اپنے منصب و مرتبہ سے زیادہ واقف ہو۔"

انہی



احادیث مذکورہ سے ختم کے معنی خلاف عقیدہ اہل اسلام ثابت ہونا تو ایک بڑی بات ہے بلکہ نظر غائر سے اگر ان کا مطالعہ کیا جائے تو بالیقین یہ معلوم ہو جائے گا کہ خاتم النبیین کے صحیح معنی آخر النبیین اور خاتم المہاجرین کے معنی بھی آخر المہاجرین کے ہیں۔ اب رہا یہ کہ حضرت عباس کو خاتم المہاجرین بمعنی آخر المہاجرین کس لئے کہا گیا حالانکہ قیامت تک ہجرت ختم ہونے والی نہیں، اس کی وضاحت سے پہلے ہجرت کے لغوی معنی بیان کر دینا مناسب ہے۔ ہجرت کے لغوی معنی اپنا شہر چھوڑ دینے کے ہیں، چنانچہ المصباح المنیر جلد ۲ ص ۵۲ فصل الہاء مع الجیم وما یثلاثها میں مذکور ہے۔ ”الہجرة بالكسرة مفارقة بلد الى غیره فان كانت قرابة لله فہی الہجرة الشرعیة“ (ہجرت بکسر الہاء کے معنی (اپنا) شہر چھوڑ کر دوسری طرف چلے جانے کے ہیں۔ اگر شہر کو چھوڑ دینا اللہ سے قربت حاصل کرنے کے لئے ہو تو وہ شرعی ہجرت ہے) حضرت عباسؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم المہاجرین فی الہجرة اس لئے فرمایا کہ آپ مکہ چھوڑنے والوں کے آخر ہیں۔ مکہ کی خصوصیت اس سے ثابت ہوتی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر ہجرت ہوئی ہے تو مکہ ہی سے ہوئی ہے۔ چنانچہ ”الہجرة“ کا الف لام عہدی اسی خصوصیت کی طرف مشیر ہے۔ کل مورخین اس پر متفق ہیں کہ مہاجرین مکہ کے خاتم اور آخر حضرت عباسؓ ہیں اور آپ پر مکہ کی ہجرت بند ہو گئی۔ کیوں کہ آپ کی ہجرت کے بعد مکہ فتح ہوا اور تاقیام قیامت مسلمانوں کے قبضہ سے جانے والا نہیں اور نہ مکہ مکرمہ سے کسی اور جگہ ہجرت کی ضرورت ہوگی بلکہ اقطاع عالم سے اسی کی طرف مسلمانوں کو ہجرت کرنا پڑے گا کیوں کہ مکہ مکرمہ تاقیامت دارالاسلام رہے گا۔ پس ظاہر ہے کہ ختم ہجرت کے معنی اقطاع ہجرت کے ہیں، اگر اس کے معنی کوئی اور ہوتے تو خاتم النبیین کے معنی بھی کچھ اور ہو کر آخر النبیین کے نہ ہوتے (دیکھئے: الجزء الثالث من اسد الغابة فی معرفۃ الصحابة، مطبوعہ مصر ص ۱۱۰) ”عن سهل ابن سعدی قال استاذن العباس بن عبد المطلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الہجرة فقال له یاعم مکانک الذی انت بہ فان اللہ تعالیٰ ینتہم بک الہجرة کما ختم بی النبوة ثم ہاجر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشہد معہ فتح مکة وانقطعت الہجرة“ ترجمہ: سهل بن سعد ساعدی سے مروی ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (مکہ) چھوڑنے کی اجازت طلب کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اے چچا جہاں ہیں وہیں (مکہ میں) رہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بعد ہجرت (مکہ) کو بند کر دے گا، جیسا کہ میرے بعد نبوت کو ختم کر دیا ہے۔



اس کے بعد حضرت عباس مکہ چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ) تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کے وقت (مکہ کو) تشریف لے گئے اور ہجرت منقطع و بند ہو گئی۔ یعنی مکہ مسلمانوں کی ریاست ہو جانے سے اس کا چھوڑ دینا بند ہو گیا۔ حاصل یہ کہ ختم کے معنی منقطع کرنے اور بند کرنے کے ہی ہیں۔ پس جس طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں ہر قسم کے مہاجرین کو بند کرنے والے ہیں عام ازیں کہ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ جانے والے ہوں یا حبشہ یا طائف اسی طرح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر قسم کے نبی کے آخر ہیں، عام ازیں کہ اصلی ہو یا ظلی، کامل ہو یا ناقص یا اور کوئی۔ اب اس کے بعد خدا را انصاف سے غور کیجئے کہ آپ کا مطلب اس سے ثابت ہو یا آپ کی پیش کردہ نظیر آپ ہی کے خلاف گواہی دے رہی ہے۔ (ومن لم يجعل الله له نورا فلما له من نور)

دوسری ختم ولایت کی وہ حدیث جس سے ختم نبوت کے معنی بدل دیئے جا رہے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم الانبیاء کے معنی وہی آخر الانبیاء کے ہیں، اب رہی یہ بات کہ اگر خاتم الانبیاء میں خاتم کے معنی آخر کے لئے جائیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق خاتم الاولیاء کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ولایت ابھی بند نہیں ہوئی۔

اس کا حقیقی جواب دینے سے پیشتر ناظرین کو معلوم کرایا جاتا ہے کہ مرزائی صاحب کی پیش کردہ حدیث جناب مرزا صاحب بانی فرقہ مرزائیہ کے قول کے معارض ہے، کیونکہ مرزا صاحب خود کو خاتم الاولیاء کہتے ہیں اور پیش کردہ حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خاتم الاولیاء ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کا وہ قول یہ ہے: ”اعطيت صفة الافناء والاحياء انا خاتم الاولياء لاولي بعدى الا الذي هو مني وعلى عهدى“۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب نے مرزائی صاحب پر حجت قائم کرتے ہوئے خاتم النبیین کے معنی وہی ”آخر النبیین“ بتلایا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے قول میں خاتم الاولیاء کی تفسیر لاولی بعدی سے کی ہے۔ اب تو مرزائی صاحب کو تسلیم کرنا ہوگا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں اور آنحضرت آخر الانبیاء ہیں۔ حدیث ”وانت يا علي خاتم الاولياء“ کا حقیقی جواب وہی ہے جو خاتمہ مجمع البحار (جس کا حوالہ خود مرزائی صاحب نے بھی ایک جگہ دیا ہے) جلد ۳ ص ۵۱۸ مطبوعہ مطبع نولکشور سطر ۱۲ میں مرقوم ہے کہ ”لفظ خاتم الاولیاء باطل لا اصل له“ یعنی خاتم الاولیاء کا لفظ باطل ہے، اس کی کوئی اصلیت نہیں، موضوع ہے، کلام نبوی سے نہیں اور تفسیر صافی میں حضرت علیؑ کے متعلق خاتم الاولیاء مذکور ہونے کی وجہ یہ ہے



کہ صاحب تفسیر ملا حسن اہل تشیع سے ہے۔ چنانچہ تفسیر کا خطبہ خود اس کا پتہ دے رہا ہے جس میں ازواج مطہرات و صحابہ کرام کا اصرار کر نہیں۔ ملاحظہ ہو عبارت خطبہ ”وصل اللہ علی محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین وعلی التسعة من ولد الحسین“ یعنی اے اللہ تو رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمہ و حسن و حسین پر اور حسین کی اولاد پر جو باقی نورہ گئے ہیں۔ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون آپ کے مرتبہ و منصب سے واقف ہوگا، اسی لئے آپ نے فرمایا کہ ”لانیسی بعدی ولا رسول بعدی“۔ یہاں مرزائی صاحب پھر کیوں اس کے قائل نہیں ہوتے کہ خاتم الانبیاء اپنے مرتبہ سے خوب واقف ہیں۔ مرزائی صاحب اس عنوان کے تحت ”بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجرائے نبوت کے متعلق اکابرین امت کے عقائد“ رقم طراز ہیں کہ

”أم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانیسی بعدہ۔ یہ تو کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے، مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (مکملہ مجمع البحار)

اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لانیسی بعدہ کہنے سے منع فرماتی ہیں، ممانعت کی وجہ دریافت کی جاتی ہے تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی آئندہ آنے والی حدیث کی روشنی میں اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام قرب قیامت تشریف لانے والے ہیں۔ جب وہ تشریف لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا آنا ثابت ہوا۔ لہذا ایا لکلیہ لانیسی بعدہ (آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا) کہنا اس لغزش و غلطی میں پڑ جانے کا باعث تھا کہ کہیں ایسا خیال نہ ہو (جیسا کہ مرزائی جماعت کا زعم ہے) کہ عیسیٰ کا نزول نہ ہوگا، اگرچہ وہ آنے کے بعد نبی نہیں بنائے جائیں گے، کیوں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر ہی نبوت سے سرفراز کئے گئے ہیں اور نزول کے بعد بھی سابقہ صفت نبوت سے متصف رہیں گے۔ لیکن شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہوں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ و مغیرہ بن شعبہ لانیسی بعدہ کہنے سے اس لئے روکتے ہیں کہ لا حرف لفی جنس نبی نکرہ پر داخل ہوا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب نکرہ لفی کے تحت واقع ہو تو حکم کی نفی میں عموم پایا جائے گا۔ ایسی حالت میں لانیسی بعدہ کے معنی یہی ہوں گے کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ عام ازیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ہی نبوت سے سرفراز ہوا اور قرب قیامت نزول کرے جیسے حضرت عیسیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت عائشہ صدیقہ و مغیرہ



بن شعبہ کا منشاء اب غالباً صاف ہو گیا ہوگا کہ نبوت تشریحی کی نفی صحیح ہے، غیر تشریحی کی نفی بالکل صحیح نہیں، کیوں کہ آئندہ حضرت عیسیٰ نبوت غیر تشریحی کے ساتھ نزول فرمانے والے ہیں یعنی تشریحی و ناسخ دین محمدی نہیں بلکہ غیر تشریحی اور آپ کے امتی ہو کر حاصل کلام یہ کہ لانی بعدہ سے حضرت عیسیٰ کا قرب قیامت آسمان سے نازل ہونا منہجی ہوتا تھا۔ اس وجہ سے حضرت عائشہ و مغیرہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک لانی بعدہ نہ کہنے میں امر مذکور کا احتیاط ہے۔ اس سے مرزائی جماعت کا یہ استدلال کہ ہم بھی نبوت غیر تشریحی کے ساتھ خاتم النبیین کے بعد نبی ہو سکتے ہیں۔ بدلتہ باطل ہے کیوں کہ غیر تشریحی نبی بھی سوائے حضرت عیسیٰ و ادریس و خضر و الیاس علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ان کی حیثیت اور ہے یہ آنحضرت کے بعد نبی نہیں بنائے گئے اور نبوت بہ ہمہ وجوہ خاتم النبیین کے بعد کسی کو سرفراز نہیں کی جاسکتی۔ جیسا کہ ارشاد نبوی لانی بعدی ولا رسول بعدی (میرے بعد کسی قسم کا نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول) سے صاف ظاہر ہے، اسی مضمون کو حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ میں بطریق نظم و نثر بیان فرمایا ہے نثر میں چوں کہ بہت تفصیل و طوالت ہے اس لئے نظم کے چند ابیات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کے ترجمے نثر کا پتہ بھی چل جائے گا؟ الا ان ختم الاولیاء رسول - ولیس له فی العالمین عدیل - هو الروح و ابن الروح و الامم مریم - و هذا مقام ما الیہ سبیل - فینزل فینا مقسطا حکما بنا - و ما کان من حکم له فی نزول - خبردار آخر الاولیاء (عیسیٰ) رسول ہیں اور تمام عالم میں ان کا کوئی مماثل نہیں اور وہ روح اللہ ہیں جو روح کے بیٹے ہیں، جن کی ماں کا نام مریم ہے اور اس (غیر تشریحی نبوت کے ساتھ ظہور بھی) ایک ایسا مقام ہے کہ اس کی طرف (سوائے عیسیٰ کے) کسی کو راستہ نہیں (وجود تو ایک بڑی بات ہے) پس وہ ہم میں اس حالت میں نزول فرمائیں گے کہ ہمارے حاکم اور عادل ہوں گے اور جو نبوت کا حکم پہلے رکھتے تھے ان سے جاتا رہے گا، یعنی اب ولی اور خاتم الاولیاء بن کر آئیں گے اور شریعت عیسوی کے احکام نہیں چلائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل پیرا رہیں گے اور کرائیں گے۔

اس پوری وضاحت کو سامنے رکھنے کے بعد اب ذرا ان الفاظ پر غور کیجئے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانی بعدہ حضرت صدیقہ کا مقصد صاف یہی ہے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو، کیوں کہ خاتم الانبیاء کے معنی خود آخر انبیاء کے ہیں۔ جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، پھر اس کے بعد



لانی بعدہ کے اضافہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس سے کوئی مزید فائدہ نہیں بلکہ سننے والا اس دھوکہ میں پڑ جائے گا کہ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی جو خبر دی گئی تھی، وہ غلط ہے۔ کیوں کہ وہ تو نبی ہیں اور یہاں لانی بعدہ خاتم الانبیاء کے بعد تاکید الایا گیا ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کا وہم بھی نہ ہوا ہوگا کہ لانی بعدہ کہنے کی ممانعت سے چودھویں صدی میں ایک ایسا طبقہ بھی پیدا ہوگا جو ختم نبوت کے خلاف استدلال کرے گا۔ یہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس ارشاد کے متعلق جو کچھ لکھا ہے کچھ اپنا عندیہ نہیں بلکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ ہیں جن کو سکریٹری صاحب جماعت مرزا سیہ نے ”رسول کریم کے ایک خاص صحابی کی شہادت“ کے زیر عنوان اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ وہ ان کے دعویٰ کے صریحاً مخالف ہیں، ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ”حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء کنا نتحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان خرج فقد کان قبلہ و بعدہ“۔ واقعہ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے کہا صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لانی بعدہ۔ اس پر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے اتنا کافی تھا کہ کہہ دیتا خاتم الانبیاء۔ کیوں کہ ہم لوگ یعنی صحابہ باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہونے والے ہیں، پس اگر وہ ظاہر ہوئے تو عیسیٰ ہی آپ سے پہلے ہوئے اور عیسیٰ ہی آپ کے بعد ہوئے، خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سواء اور کوئی کسی کے پاس نہیں ہو سکتے۔ علاوہ ازیں کہ خاتم النبیۃ یا بکسر التاء جیسا کہ آئندہ اس کی تشریح کی جائے گی، یہی وجہ ہے کہ عبد الرزاق و عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے قول باری ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کے خلق روایت کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”آخر نبی“ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قال رسول اللہ ﷺ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں (مشلی و مثل النبیین کمثل رجل بنی دارا فاتمها الابنة واحدة فجئت انا فاتممت تلک الابنة) کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی گھر بنایا اور اس کو پورا کیا مگر ایک اینٹ کم رکھا تھا، پس میں اس اینٹ سے گھر کو مکمل کر دیا، یعنی خدائے تعالیٰ نبوت کی عمارت کو نبیوں کی اینٹوں سے قائم کیا مگر ایک اینٹ اٹھا رکھا تھا۔ جب میں آیا تو اس اینٹ کی تکمیل ہو گئی اور عمارت نبوت کی تعمیر بند ہو گئی اور اسی مضمون کے قریب حضرت جابر و ابی بن کعب و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے جو صحاح کی مشہور ترین کتابوں میں مروی ہے



اس کے بعد اور ایک حدیث ملاحظہ ہو جس میں خاتم النبیین نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو متوجہ فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ یا اباذر اول نبی من بنی اسرائیل موسیٰ آخرہم عیسیٰ اول النبیین آدم و آخرہم نسیک۔ یعنی اے اباذر بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی موسیٰ ہیں اور ان کے آخری نبی عیسیٰ اور انبیاء کے پہلے نبی آدم ہے اور آخری نبی تمہارے یعنی محمد۔ بعد ازاں مرزائی صاحب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”آپ وہی ہیں جن سے مخاطب ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لانیسی بعدی اور اس لئے آپ کی شہادت خاص اہمیت رکھتی ہے کیوں کہ اگر آپ نے بھی خاتم النبیین کے کچھ اور معنی سمجھتے ہیں تو ضرور ہے کہ لانیسی بعدی کے معنی بہ ہمہ وجوہ آخری نبی کرنے والوں سے شملی ہوئی ہے کیوں کہ اس کا مخاطب ہی اس کے اور معنی کہتا ہے۔ حضرت علی کی شہادت ابن الانباری نے مصاحف میں ابی عبد الرحمن بن سلمیٰ سے لکھی ہے، وہ کہتے ہیں کنت اقرء الخ یعنی میں حسن حسین کو پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پڑھاتے وقت میرے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو خاتم النبیین تاء کے زیر سے پڑھاؤ۔ اٹھی۔

ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فرمان کہ خاتم تے کے زیر سے پڑھاؤ، اس امر پر ہرگز دال نہیں کرتا لانیسی بعدی کے معنی بہ ہمہ وجوہ آخری نبی کرنا غلط ہے بلکہ اگر خاتم تے کے زیر سے پڑھا جائے تو بھی خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں، کیوں کہ خاء و تاء و میم کی ترکیب آخر ہونے اور بند کرنے کے معنی پر دال ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ایک ایسے کو حکم بنائیں جس کو مسلمانوں سے کچھ تعلق ہے۔ نہ آپ سے، محیط محیط جزء اول ص ۵۰۴ و ص ۵۰۵ کا مطالعہ کریں، جس کا مؤلف معلم بطرس الجانی انگریز ہے، وہ لکھتا ہے الخاتم والخاتم الخاتم و آخر القوم ج خواتم (خاتم بکسر التاء و فتح التاء کے معنی خاتم اور آخر قوم کے ہیں ان کی جمع خواتم آتی ہے) اور ختم کے متعلق لکھتا ہے (وعند الشعراء مقطع القصيدة) کہ شعراء ختم قصیدہ کے مقطع کو کہتے ہیں۔ یہ مسلم ہے کہ ع و بضدھا تبیین الاشياء یعنی ہر چیز کی شناخت اس کی ضد کو معلوم کر لینے کے بعد حاصل ہو جاتی ہے۔ صاحب محیط ختم کا ضد فتح (کھولنا بتلاتے ہوئے بیان کیا ہے کہ) (واختتم الشئ نقیض الفتح) اختتم الشئ (شئ کو بند کیا کہنا) افصح الشئ (شئ کو کھولا کہنے) کے نقیض و خلاف ہے اور ابتدا لکھتا ہے کہ (وهو قریب من الکتب لفظا لئلا فقهما فی التاء



والمیم و کذالک توافقهما فی المعنی لان الختم علی الشئی یستلزم کتم مافیہا . وفی سورۃ یس الیوم نختم علی افواہہم ای نمنعہا من الکلام) ختم اور کتم (چھپانا) دونوں کا وزن ایک ہے اور معنی بھی اس لئے ایک ہیں کہ کسی چیز کو بند کر دینا اس کے اندرونی چیزوں کو چھپا دینے کے مستلزم ہے اور سورہ یس میں جو الیوم نختم علی افواہہم آیا ہے اس کے معنی یہی ہیں کہ ہم سووں کو کلام کرنے سے روک دیں گے اور بند کر دیں گے خواتیم کے متعلق لکھا ہے کہ (والخواتیم) عند اہل الجفر الحروف السبعة المنفصلة ای التی لا توصل بما بعدها فی الكتابة وہی اذ ذر زولا) علم جفر جاننے والوں کے پاس خواتیم ان سات حروف منفصلہ کو کہتے ہیں جو لکھنے میں اپنے مابعد سے ملائے نہیں جاتے جو وہ اذ ذر زولا ہیں اور اسی کے متعلق کتاب اللہ کے سورہ مطففین کی ایک آیت کو اور پیش کیا ہے وہی ہذہ یسقون من ریح مختوم ختامہ مسک وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون - ترجمہ: ان کو شراب خالص سر بند پلائی جائے گی جس کی (بوتل کی) مہر مشک کی ہوگی اور ریس و حرص کرنے والوں کو چاہئے کہ اسی کی ریس کریں انتہی۔ اور اسی وجہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ (جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خاص شاگرد و خلیفہ ہیں اور جن کا علم آپ ہی کا علم ہے اور جن کے متعلق محدثین کا خیال ہے کہ ان کی وہ مرسل احادیث جو باوجود تابعی ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں مرفوعہ احادیث کا حکم رکھتے ہیں کیوں کہ حسن رضی اللہ عنہ خوارج کے خوف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واسطہ بیان نہ کر کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ غرض کہ آپ کی ہر روایت حضرت علی کی روایت ہے۔)

خاتم النبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”ختم اللہ النبین بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وکان آخر من بعث“ (تفسیر درمنثور زیر آیت خاتم النبیین) یعنی خدائے تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نبیوں کو بند کر دیا اور آپ ان انبیاء علیہم السلام کے آخر ہیں جو مخلوق کی طرف بھیجے گئے۔ اس روایت کو عبد بن حمید نے بیان کیا ہے، اگر خاتم کے معنی تے کے زبر سے بدل جاتے اور بالفرض آخر کے نہ ہوتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مذہب ختم نبوت کے خلاف ہوتا تو حضرت حسن خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اپنے مشفق پیر و استاد یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اتنی تاکید کے (جیسا کہ مرزائی صاحب کا زعم ہے) خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہ فرماتے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاتم بکسر التاء پڑھانے سے ابو عبد الرحمن رضی اللہ



عنه کو پھر کیوں روکے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممانعت کی وجہ صرف یہی تھی کہ آپ کو کسرتاء کی روایت نہیں پہنچی جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی تھی۔ کسرتاء سے روکنے کی یہ وجہ ہرگز نہیں ہو سکتی کہ صرف اس صورت میں اس کے معنی آخری نبی کے ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں، بچوں کا عقیدہ کہیں خراب نہ ہو جائے، یہ تو مرزائی صاحب کے محض ذاتی مکاشفات ہیں۔ کاتب قدرت نے اک لکھ کر بس کیا۔ ان رقیوں نے اسے نقطہ لگا کر دس کیا۔ ابھی ابھی مرزائی صاحب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے لابی بعدہ کہنے کی نفی کر رہے تھے اور ابھی خاتم النبیین بفتح التاء کی وجہ لابی بعدی کے معنی بدل کر اس کو صحیح کرنے کی فکر میں ہیں حالانکہ خاتم النبیین بفتح التاء پڑھنے سے بھی اس کے معنی آخر النبیین کے رہیں گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خطاب فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لابی بعدی فرمایا تھا۔ اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کے ساتھ ملانے کے بعد مطلب یہی نکلے گا کہ میرے بعد عیسیٰ کے سوائے جو غیر تشریحی نبوت کے ساتھ نازل ہونے والے ہیں کوئی دوسرا نبی بہ ہمہ وجوہ نہیں آ سکتا۔ میر صاحب نہ مرزا صاحب، شیخ صاحب نہ سید صاحب، تشریحی نہ غیر تشریحی، اصلی نہ ظلی، جعلی نہ غیر جعلی اور کلی نہ جزئی اور لابی بعدی کے یہی معنی صحیح ہیں، کیوں کہ اگر خاتم النبیین کے معنی تے کے زبر کے ساتھ ہونے کی صورت میں آخر النبیین کے نہ ہوتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبوت بہ ہمہ وجوہ بند ہونے کے خلاف ہوتے تو لابی بعدی کے معنی بہ ہمہ وجوہ آخری نبی بیان کرنا غلط ہوتا و لیس کذا لک واللازم باطل فالملزوم کذا لک لتفکر وتدبر ولا تکن من الغافلین۔ عدم ختم نبوت کی شہادت میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت بھی درج کی گئی ہے۔

لو عاش ابراہیم الخ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہوتے اور اگر اسی طرح عمر نبی ہو جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں سے ہوتے جس طرح عیسیٰ اور خضر اور الیاس علیہم السلام آپ کی اتباع میں سے ہیں۔ پس یہ بات خاتم النبیین کے مخالف نہیں ہے کیوں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کے دین کو منسوخ کر دے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

قبل اس کے کہ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا حل بیان کیا جائے۔ ختم نبوت کے متعلق ان کا کیا عقیدہ ہے اور ان کے خیال میں خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں ظاہر کر دینا نسب ہے، شرح فقہ اکبر



مطبوعہ مجتہدائی ص ۳۷ میں قاری صاحب تحریر فرماتے ہیں وفی قوله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين ايماء الى ماورد في بعض احاديث الاسراء جعلتك اول النبيين خلقا و اخرهم بعثا كعمار واه البزاز عن ابي هريرة رضي الله عنه يعني قول باري ولكن رسول الله وخاتم النبيين میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے جو معراج کی بعض حدیثوں میں مذکور ہے کہ میں نے تم کو (اے محمد) خلق و پیدائش کے اعتبار سے سب سے پہلا نبی اور مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی بنایا۔ جیسا کہ اسی معراج کی حدیث کو بزاز نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اسی کتاب کے ص ۱۴۱ میں آیت ”شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا والذى اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسى وعيسى“ کے تحت قاری صاحب کی یہ عبارت بھی موجود ہے۔ لہذا بنوح علیہ السلام لانہ اول المرسلين ثم نبينا صلى الله عليه وسلم لانہ خاتم النبيين ثم ذکر ما بينهما من الثلاثة اللہ تعالیٰ نے آیت میں اولاً حضرت نوح کا اس لئے ذکر فرمایا کہ آپ تمام رسولوں کے اگلے ہیں اس کے بعد والذى اوحينا اليك سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ کیوں کہ آپ تمام انبیاء میں آخری نبی ہیں اس کے بعد ان تین انبیاء (ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ) کا ذکر کیا گیا جو حضرت نوح و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہیں۔ ارباب عقل سلیم ان ہر دو عبارتوں پر نظر ڈالتے ہی ضرور معلوم کر لئے ہوں گے کہ حضرت قاری علیہ الرحمہ کے پاس خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں کیوں کہ پہلی عبارت میں آخر کا لفظ صریح موجود ہے اور ثانی میں بلا نظیر دقیق ظاہر ہے کہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اول المرسلین لکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسلین نہیں بلکہ خاتم النبیین لکھ کر کوئی خفیف سا شبہ بھی باقی نہ رکھا کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی کسی قسم کا ہوگا۔

البتہ اگر اس کا اُلٹا بیان کئے جوتے تو بہت ممکن تھا کہ مرزائی جماعت فوراً اس امر کا دعویٰ کر بیٹھتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا علی قاریؒ نے خاتم المرسلین لکھا ہے۔ اگر قاری صاحب کے پاس ختم نبوت تحقیقی بات ہوتی تو بجائے خاتم المرسلین کے خاتم النبیین لکھتے جوتے، مزید برآں خاتم النبیین اول المرسلین کے مقابل میں ہے اور اول کا مقابل آخر ہوتا ہے۔ کما لا يخفى بناء بریں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہوں گے۔ حضرت ملا قاری علیہ الرحمہ کی زبان سے خاتم النبیین کی تفسیر بیان کر دینے کے بعد اس مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ان کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کے ص ۲۰۲ میں حضرت قاری صاحب رحمۃ



اللہ علیہ منکرین ختم نبوت کے کفر پر اجماع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔

اب آئیے اس کے بعد آپ کی پیش کردہ عبارت کے متعلق بھی کچھ روشنی ڈالی جائے، قاری صاحب کا یہ کلام حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا۔ اگر (میرا لڑکا) ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا (کے تحت واقع ہے۔ قاری صاحب علیہ الرحمہ نے اس حدیث کے متعلق اپنی کتاب موضوعات کبیر میں فرمایا ہے کہ امام نووی شارح مسلم اور ابن عبد البر دونوں نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ کیوں کہ یہ حدیث آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین کے مخالف ہوتی ہے اس لئے کہ حدیث کا مطلب تو یہ ہے ”اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے“ حالانکہ کتاب اللہ کی مندرجہ بالا عبارت کا مضمون ہمارا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں قاری صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ کلام نبوی سے ہے۔ اس حدیث کا مضمون ماکان محمد الایہ کے خلاف نہیں اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ آخری نبی نہیں۔ کیوں کہ ایک حدیث میں آیا ہے اگر موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میری اتباع کے کوئی چارہ کار نہ تھا، اس حدیث کا اس حدیث کی روشنی میں مطالعہ کرنے کے بعد ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء کے آخر ہیں جو تشریحی اور تاریخ ملت محمدی ہیں اور ان انبیاء کے آخر نہیں جو آپ کے اتباع ہوں، ایسی صورت میں حدیث و کلام اللہ کے مابین تعارض نہ ہوگا۔ انتہی مرزائی صاحب قاری صاحب کی اپنے عقیدہ کے مضر عبارت کو مفید سمجھ کر یا مضر کو مفید بنانے کی کوشش میں یہاں پیش کر کے مدی ہوئے ہیں کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نبوت غیر تشریحی کے ختم نہ ہونے پر شاہد اور اس بات کے قائل ہیں کہ امت مرحومہ میں نبوت آ سکتی ہے، حالانکہ قاری صاحب مرزائی صاحب کی پیش کردہ عبارت میں اشارۃً فرما چکے ہیں کہ آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر تشریحی کا ثبوت بھی خاص خاص ہستیوں کے لئے خاص حالات میں ہے اور یہ نبوت غیر تشریحی عیسیٰ، خضر و الیاس علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے آگے نہیں بڑھ سکتی، اگر بڑھتی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتی بشرطیکہ نبوت باقی رہتی اور حضرت ابراہیم بن خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتی۔ بشرطیکہ وہ زندہ رہتے، ان کے سوا اس میں دوسروں کا حصہ نہیں، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ مخفی مباد کہ قاری صاحب نے تعلیقی و فرضی صورت (اگر ابراہیم زندہ رہتے یا



اگر نبوت باقی رہتی (کو نفس الامری و واقعی مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر انبیاء تشریفی تحریر فرمایا ہے مگر حقیقت میں فرضی چیز کو واقعی ماننا کوئی ضروری نہیں جیسا کہ حضرت حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ حدیث اور آیت میں اس وقت خلاف ہوتا جب کہ حدیث میں واقعی چیز کا ذکر ہوتا (از موضوعات کبیر) اب اس کے بعد ذرا عربی ادبی حیثیت سے بھی اس پر کلام ہو جائے تو ہدایت کا بہت کچھ سامان ہو جائے گا اور حق یہ ہے کہ عربی عبارت کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے قواعد عربی کو پیش نظر رکھنا ایک صحیح ترین معنی تک رسائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کی ابتداء لو کان سے ہوئی ہے لہذا پہلے کلمہ لو کے معنی کی تشریح ضروری ہے۔ حضرت سعد الدین تفتازانی مختصر المعانی مطبوعہ، مطبع قیومی ص ۷۷ میں متن کی شرح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ”ولو للشرط ای لتعلیق حصول مضمون الجزاء بحصول مضمون الشرط فرضاً فی الماضي مع القطع بانتفاء الشرط“۔ یعنی کلمہ لو مضمون جزا کو (جو یہاں لکان نبینا) (البتہ نبی ہوتا ہے) مضمون شرط کے (جو یہاں لو عاش ابراہیم) (اگر ابراہیم زندہ رہتا ہے) زمانہ گزشتہ میں فرضی حصول کے ساتھ معلق کرنے کے لئے آتا ہے اور اس میں شرط کے منقشی ہونے پر یقین ہوتا ہے۔ کلمہ فرضاً کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی طور سے آخر الانبیاء ہونے میں کسی قسم کا تامل پیدا نہ ہو اور اس کی نظیر قرآن پاک میں ملاحظہ کیجئے ”لو کان فیہما آلہة الا اللہ لفسدتا“ اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان میں فساد پڑتا۔ معنی لو کے لحاظ سے چوں کہ کوئی معبود نہیں اس لئے فساد بھی نہیں، مرزائیوں کی طرف اگر کئی خدا کے ماننے والے اپنے دعوے کے ثبوت میں اس آیت کو پیش کریں تو کیا کئی خدا کا وجود لازم آئے گا۔ جس طرح اس آیت سے کئی خدا کے ماننے والے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اس آیت کو پیش کریں تو کیا کئی خدا کا وجود لازم آجائے گا جس طرح اس آیت سے کئی خدا کا ثبوت بہم نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح احادیث سے آپ کے بعد نبوت کا ثبوت غیر ممکن ہے۔ لہذا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریفی و غیر تشریفی سب انبیاء کے آخر ہوں گے اور قاری صاحب نے حضرت خضر و عیسیٰ والیاس علیہم السلام کو جو غیر تشریفی نبی لکھا ہے اس کے معنی یہی ہیں کہ ان کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے پہلے سے ہے اب تو یہ امتی کی حیثیت رکھتے ہیں اگر آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث کے بعد ان کو نبوت ملتی تو آپ کا آخری نبی ہونا صحیح نہ ہوتا چنانچہ اسی مضمون کی صراحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ



نے شرح فقہ اکبر ص ۴۷ میں کی ہے۔ ”وافضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر الصديق“ کی شرح میں فرماتے ہیں ”ای بعد وجوده لانه خاتم النبيين حال شهوده واما عيسى فقد وجد قبله وان كان يقع نزله بعده“ یعنی جب حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں تو یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ جب حضرت عیسیٰ آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونے والے ہیں تو پھر آنحضرت کے بعد حضرت عیسیٰ افضل ہوئے یا حضرت ابوبکر صدیقؓ اس کے جواب میں قاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام صاحب کی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل کہنے سے آنحضرت کے وجود کے بعد افضل کہنا ہے اور ایسی صورت میں اعتراض وارد نہ ہوگا کیوں کہ آپ اپنے وجود کے وقت خاتم النبیین ہو گئے لہذا آپ کے وجود کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا نہ کہ وجود کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آپ کے وجود کے بعد ہونے والا ہے اور وجود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ہو چکا ہے، پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے افضل ہو جائیں گے جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وجود ہوگا، خلاصہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پہلے ہے اگرچہ کہ نزول بعد ہو اور ان کی نبوت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پہلے ہے۔ لہذا جب وہ نازل ہوں گے تو اپنی اسی نبوت کے ساتھ نازل ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے تھی، اگر نئی نبوت غیر تشریحی کے ساتھ نازل ہوتے تو آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا اجراء لازم آتا۔“

رسالہ ”ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی“ کے صفحہ (۷) میں یہ عبارت موجود ہے:

”حضرت محی الدین بن عربی کی شہادت۔ محی الدین ابن عربی جو صوفیاء میں شیخ اکبر کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں لکھتے ہیں النبوة التي انقطعت الخ (فتوحات مکیہ) ترجمہ۔ وہ نبوت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اب نہیں مل سکتی وہ تشریحی نبوت ہے اور اب کوئی نبوت ایک حکم بھی آپ کی شریعت میں زیادہ نہیں کرے گی اور یہی معنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی ہے پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں۔ کوئی نبی میرے بعد ایسی شریعت پر نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف ہو۔ بلکہ جب ہوگا میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔“ انہی

مرزائی جماعت کی خصوصیت یہ ہے کہ استشہاد میں جب کسی عالم کی عبارت نقل کرتی ہے تو پوری



عبارت کو ہاتھ تک نہیں لگاتی اور صرف درمیانی انھیں الفاظ کو نقل کر دیا جاتا ہے جہاں سے اپنے مقصود کا کچھ تعلق ہوتا ہے اور یہی بد باطنی و گمراہی کی دلیل ہے۔ شیخ امام الصوفیہ اور شیخ اکبر ہیں، صوفیاء کے کلام کا مطالعہ اگر سرسری نظر سے کیا جائے تو بہت قوی امید ہے کہ کفر کا نہیں تو زندقہ کا سلوک ضرور طے ہو جائے گا۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ شیخ ختم نبوت غیر تشریحی کے کس لئے اور کس کے لئے قائل نہیں، شیخ کی مندرجہ ذیل عبارت کے مطالعہ سے فوراً اس کا عقدہ حل ہو جاتا ہے، شیخ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں "ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوة لان نبوة تشریح بعدہ وان کان بعدہ مثل عیسیٰ من اولی العزم من الرسل وخواص الانبیاء ولكن زال حکمہ من هذا المقام" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا، آپ کے بعد تشریحی نبوت (جو ملت محمدی کو منسوخ کرے) نہیں ہو سکتی اگرچہ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول اور خاص خاص انبیاء (مثلاً خضر والیاس) ہیں لیکن ان کا حکم (خاتم الانبیاء کی وجہ سے) نبوت کے مقام سے زائل ہو گیا ہے، شیخ کا منشاء یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت تشریحی ختم ہو گئی اور نبوت غیر تشریحی صرف حضرت عیسیٰ جیسوں کے لئے ثابت ہے اور یہ وہ انبیاء ہیں جو خاتم الانبیاء سے پہلے نبوت سے سرفراز ہو چکے ہیں اور آپ کے بعد اپنی نبوت سابقہ پر رہیں گے لیکن یہ نبوت کا حکم اپنے ساتھ نہیں رکھتے بلکہ ان کی حیثیت امتی کی سی ہے، شیخ دوسری جگہ بھی نظم میں اسی مضمون کو نہایت روشن اسلوب سے ادا فرما چکے ہیں جس کے کچھ ابیات پہلے بھی پیش کئے گئے تھے۔ مزید ایک بیت ملاحظہ فرمائیے: "هو الروح وابن الروح والام مریم . وهذا مقام مالاہ سبیل" وہ (عیسیٰ) روح اللہ ہیں جو روح کے بیٹے ہیں اور جن کی ماں کا نام مریم ہے اور خاتم الانبیاء کے بعد آسمان سے نازل ہو کر نبوت غیر تشریحی کے ساتھ متصف رہنا ایک ایسا مقام ہے جس کی طرف سوائے ان کے کسی کو راستہ نہیں۔ اب ذرا انصاف سے کہئے کہ کیا آخر الانبیاء کی بعثت کے بعد آپ کی امت میں قیامت تک نبوت غیر تشریحی کا بھی اجراء صحیح ہو سکتا ہے، اگر مرزائی گروہ شیخ کی ظاہرہ عبارت سے اپنا مقصود ثابت کرنا چاہتا ہے اور شیخ کی ایک عبارت کو دوسری عبارت کے ساتھ ملانے کے بار اٹھانے بغیر اس ثبوت کے درپے ہے کہ قیامت تک امت محمدی میں نبوت غیر تشریحی جاری ہے تو شیخ نے نظم میں جو حضرت عیسیٰ کو ابن الروح کہا ہے اس کے ظاہری معنی کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں (ونعالی اللہ عن ذالک) اپنے بڑے مقتدا کے ان کلمات کفریہ سے کنارہ کش ہونا پڑے گا جن کو وہ اپنی زبان درازی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں استعمال کیا ہے۔ (کھاو پیو زاهد نہ عابد



زانی شرابی) نعوذ باللہ منها۔ ہذا ینبغی تحقیق المقام و توضیح المرام۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب کی ادعا مرزائی صاحب کے استشہاد کے خلاف گواہی دے رہی ہے کیونکہ مرزا صاحب نے اربعین ۳۶-۶۷ میں کھلے الفاظ سے بیان کر دیا ہے کہ نبوت تشریحی ابھی تک ختم نہیں ہوئی ملاحظہ ہواصل عبارت۔

”میں خدا کا رسول ہوں صاحب شریعت نبی ہوں۔“

اس کے بعد اسی صفحہ (۷۷) میں ”حضرت امام عبدالوہاب شعرانی کی شہادت“ کی سرخی کے تحت مرزائی صاحب قلم فرمایا ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں۔ وان مطلق النبوة لم یرتفع الخ “مطلق نبوت نہیں ختم ہوئی بلکہ صرف نبوت تشریحی ختم ہوئی ہے۔ (ایوانیت والجاہر جلد ۲ ص ۲۷) انتہی

امام عبدالوہاب شعرانی کی پوری عبارت نقل نہیں کی گئی جس سے ان کا اصلی منشاء ظاہر ہو سکے اور حقیقت بے نقاب ہو کر مرزائی صاحب کی دیانت کا پردہ چاک کرے۔ ناظرین کرام پوری عبارت کو تحقیقی نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ امام کا منشاء یہی ہے کہ اُمت محمدی میں اگرچہ وہ کمالات صدقہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہیں جو انبیاء سابق میں تھے لیکن باوجود ان کمالات کے اُمت محمدی میں اسم نبوت کا اطلاق کسی صورت سے نہیں ہو سکتا۔ (جیسا کہ مرزائیوں کا زعم ہے) دیکھئے پیش کردہ نقل کے مکملہ کو فرماتے ہیں۔ اما لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لانی بعدی ولا رسول بعدی ای ماتم من یشرع بعدی شریعة خاصة فہو مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لانی بعدی ولا رسول بعدی ای ماتم من یشرع بعدی شریعة خاصة فہو مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ہلک کسری فلا کسری بعده و اذا ہلک قیصر فلا قیصر بعده ولم یکن کسری و قیصر الاملک الروم والفرس و ما زال الملک فی الروم ولكن ارتفع هذا الاسم فقط مع وجود الملک فیہم وسمی ملکہم باسم آخر غیر ذالک، انتہی یعنی جب یہ اعتراض حضرت عبدالوہاب پر وارد ہونے لگا کہ آپ تو یہ فرماتے ہیں ”فقط نبوت تشریحی ختم ہوئی ہے نبوت غیر تشریحی ختم نہیں ہوئی“ حالاں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرے بعد کسی قسم کا نبی ہے نہ رسول“ تو اس اعتراض کو اٹھانے کے لئے امام تحریر فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت کے ارشاد کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد ایسا نبی نہیں جو شریعت خاصہ کو لے کر آئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ”اذا ہلک کسری فلا



کسری بعدہ و اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده“ کے معنی یہ ہیں کہ جب کسری مر جائے تو کسری کے نام کے ساتھ یاد کیا جانے والا کوئی نہیں اور جب قيصر مر جائے تو قيصر کے نام کے ساتھ یاد کیا جانے والا کوئی نہیں۔ شیخ کہہ رہے ہیں کہ حدیث میں نام کے ساتھ یاد کئے جانے کی خصوصیت اس وجہ ہم کو بڑھانا پڑا کہ کسری شاہ فارس کو اور قيصر شاہ روم کو کہتے ہیں اور کسری و قيصر کے بعد روم و فارس میں پادشاہ ضرور ہوئے ہیں مگر قيصر و کسری کے ساتھ ان کو نہیں پکارا جاتا تھا، نام صرف جاتا رہا قيصر و کسری کی بجائے شاہ روم و فارس دوسرے نام کے ساتھ یاد کیا جانے لگا۔ اہلی۔

حضرت عبدالوہاب کی اس پوری تقریر سے روشن ہو گیا ہوگا کہ مرزائی جماعت اُمت محمدی میں ایک دوسرے کو جو نبوت کے نام سے یاد کیا کرتی ہے اس کی یہ ضلالت ہے اگرچہ کہ اس اُمت مرحومہ میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں اور آئندہ بھی گزرے گے جو انبیاء کے کمالات اپنے میں رکھتے تھے اور رکھیں گے لیکن وہ نبی نہیں ہوں گے اور نہ ان کو نبی کہا جائے گا۔ جس طرح کہ شاہ روم فارس تو ہوں گے لیکن ان کو قيصر و کسری نہ کہا جائے گا۔ نیز ختم نبوت کو شرعی کے ساتھ خاص کرنے کی اس لئے حضرت عبدالوہاب کو ضرورت محسوس ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام اُمت محمدی میں صفت نبوت کے ساتھ متصف رہیں گے۔ اس کی تفصیل بارہا اوپر گزر چکی ہے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں۔“ مرزائی صاحب عنوان ”حضرت مجدد الف ثانی کی شہادت“ کے تحت لکھتے ہیں کہ:

مجدد الف ثانی فرماتے ہیں پس حصول کمالات الخ (جلد اول مکتوبات) ترجمہ پس خاتم الرسل کی بعثت کے بعد کمالات نبوت کا حصول تابعون کے لئے اتباع اور ورثہ کے طریق پر خاتمیت کے منافی نہیں۔ پس تو اس میں شک کرنے والا نہ بن۔ اہلی

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اسی مکتوب میں پیش کردہ عبارت کے کچھ پہلے نبوت کے معنی قرب الہی بتلاتے ہوئے اس امر کا اقرار کر چکے ہیں کہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم اس منصب نبوت کے خاتم اور آخر ہیں، ملاحظہ ہواصلی عبارت ”ایں قرب بالاصالۃ نصیب انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وایں منصب مخصوص بایں بزرگواران علیہم الصلوٰۃ والبرکات و خاتم ایں منصب سید البشر است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام“ عبارت کے دیکھنے سے نہ صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں بلکہ صراحت سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ نفس نبوت کے خاتم ہیں۔ جس کی تفسیر قرب الہی سے لی گئی اور خاتم الرسل کے باعث کے بعد اُمتیوں کے لئے



کمالات نبوت کا حاصل ہونا اس لئے آپ کی خاتمیت کے منافی نہیں کہ نبوت جو صرف انبیاء کا حصہ ہے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو چکا۔ آپ کے بعد کمالات نبوت جو آپ کی امت کے بعض افراد کو عطا کئے جائیں گے وہ بھی آپ ہی کے فیوض و برکات سے ہیں جس کا نام نبوت نہیں بلکہ ولایت ہے۔ جس کے مختلف مدارج ہیں۔ قطیبت غوثیت وغیرہ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے کمالات نبوت قیامت تک ختم ہونے والے نہیں اور یہ منافی خاتمیت اور آخریت نبوت نہیں۔ اسی بناء پر کہ کہیں مرزائی خیالات والوں کو کمالات نبوت کے حصول سے حصول نبوت کا وہم نہ ہو جائے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں ”ولا تکن من الممترین“ (تو اس میں شک کرنے والا نہ بن) فرمایا اور اگر مجدد صاحب کا خیال مرزائی صاحب کے زعم کے موافق ہوتا تو بزرگ موصوف اپنے مجددیت کے بجائے نبوت کا کیوں دعویٰ نہ کرتے اور نبی ہی مشہور ہوتے ”بعد ازاں مرزائی صاحب اپنے رسالہ ”ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی“ کے آخری صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت مرزا مظہر جان جانا کی شہادت، مرزا مظہر جان جانا فرماتے ہیں: ”بیچ کمال غیر از نبوت بالا اضافہ ختم تکریدیدہ الخ یعنی کوئی فیضان سوائے نبوت بلا واسطہ کے بند نہیں ہوا اور مبداء فیاض سے بخل و دریغ ممکن ہی نہیں۔ (مقامات مظہری ص ۸۸)

یہاں ایک ایسی غیر معروف کتاب سے استشہاد کیا گیا ہے جس کا داخلہ حیدرآباد کے بڑے سے بڑے کتب خانوں کی فہرست میں نہیں تاکہ ہم پیش کردہ عبارت کے ماقبل و مابعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرزائی صاحب کو اس کا مطلب خود حضرت مرزا مظہر صاحب کے الفاظ سے سمجھاتے کیوں کہ مرزائی صاحب کی ہمیشہ سے عادت رہی ہے کہ ماقبل و مابعد کے مضمون کو اڑا دیا کرتے ہیں، ہاں اتنا ضرور ہے کہ حضرت مرزا مظہر صاحب کے دیگر تصانیف مرزائی صاحب کے خلاف شہادت دے رہے ہیں، خود حضرت موصوف نے نبی کے معنی کو ایسی عبارت سے مظاہر فرمایا ہے کہ جس کے کھلے الفاظ ہم کو معلوم کر رہے ہیں، کہ نبی اسی سالک کو کہتے ہیں جو نورانی و ظلمانی کل پردوں کو چاک کر دینے کے بعد شیونات و صفات باری کے تجلیات سے آگے بڑھ کر خالص ذات کی تجلی سے مشرف ہو اور یہ سالک نبی اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ زمانہ نبوت بھی باقی ہو یعنی آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی بعثت نہ ہوئی ہو، ملاحظہ ہوا اصل عبارت ”پس سالک اگر خرق حجب ظلمانی و نورانی تمام ہاٹے کردہ و از تجلیات، صفات و شیونات گزشتہ بہ تجلی ذات بحت مشرف شدہ و زبان نبوت باقی



است نبی میگردو“ (کلمات طیبات مطبوعہ مطبع العلوم: ص ۷۷ فصل دوم مکتوب سوم از مکاتیب حضرت مرزا مظہر جان جاناں) اور اسی طرح مکتوب دوم جواب شبہ دوم میں یہ تحریر فرماتے ہیں: ”و حق اینست کہ بنا بر بعد زمان نبوت و قریت قیاست ضعف تمام در امور ظاہر و باطن راہ یافتہ است“ (یعنی اب کوئی شخص بھی گناہ سے اس لئے محفوظ نہیں رہ سکتا کہ اہل کمال کے آثار ظاہری میں: اہل اخلاص دریا اور ارباب حق و باطل شریک ہیں) ”اور حق تو یہ ہے کہ زمانہ نبوت کی بعدیت اور اس کے ختم ہو جانے اور قیامت قریب ہونے کی بناء پر امور ظاہری و باطنی میں ضعف اور خرابی عظیم کو راستہ مل گیا ہے۔“ مکتوب چہارم، ص ۲۸ میں اس دعویٰ کے تحت کہ ہندوستان میں بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ: ”مشہور است کہ پیش از بعثت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم دو ہر قوم پیغمبرے مبعوث شدہ و اطاعت و انقیاد ہماں پیغمبر بر آں قوم واجب بودہ نہ اتباع قوم دیگر و بعد ظہور پیغمبر ما کہ خاتم المرسلین است صلی اللہ علیہ وسلم و مبعوث است بقا قہ نام و دین او ناسخ ادیان است شرقا و غربا احدی راتا انقراض زمان مجال عدم انقیاد دے نمادہ“ یعنی مشہور ہے کہ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیجا گیا اور اس قوم پر اس پیغمبر کی طاعت ضروری تھی نہ کہ دوسری قوم کی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد جو آخری پیغمبر اور جمیع مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں اور جن کا دین مشرقی مغربی تمام ادیان کو میٹ دینے والا ہے کسی میں تاختم دنیا و زمانہ آپ کے عدم اطاعت کی طاقت نہیں۔“ حضرت مرزا صاحب موصوف کی پیش کردہ عبارت کا مفہوم بعینہ حضرت مجدد الف ثانی کا مضمون ہے، چنانچہ مرزائی صاحب نے حضرت مرزا مظہر صاحب کی جس عبارت کو پیش کیا ہے وہی عبارت مکتوب دوم جواب شبہ اول ص ۱۶ میں درج ہے، ہاں اتنا فرق ہے کہ مرزائی صاحب نے نقل میں نبوت بالاضافہ لکھا ہے اور اس مکتوب مرزا مظہر صاحب میں نبوت بالاصالتہ ہے۔ اس عبارت کے تحت حضرت مرزا صاحب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تحریر فرماتے ہیں: ”و مراد از ظہور آثار کمال اگر استقامت است کہ فوق کرامت است پس اس معنی خدا از قویای اس طریقہ بقوت ظاہرے گرد و وضعفارا اعتبار سے نیست و اگر مقصود از آثار صدور خرق عادات و مکاشفات است کہ منظور عوام است پس اس مقدمات یا جماع صوفیہ نہ از شرائط ولایت اند نہ از لوازم آں“ یعنی کمال کے آثار ظاہر ہونے سے مراد اگر استقامت ہے جس کا درجہ کرامت سے اونچا ہے تو یہ (استقامت کے) معنی اس طریقہ (خلفاء حضرت سرہند) کے زبردست لوگوں سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور کمزوروں کا کوئی اعتبار نہیں اور اگر آثار کمال سے مقصود مکاشفات اور خرق عادات کا صادر ہونا ہے۔ جو عام لوگوں کے پیش



نظر ہے تو یہ مقدمات (یعنی مکاشفات و خرق عادات) تمام صوفیوں کے اتفاق سے نہ تو ولی ہونے کے لئے شرط ہیں اور نہ لازم۔ حضرت جان جانان رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر نے تو مسئلہ ختم نبوت کو اور بھی واضح کر دیا، کیوں کہ حضرت مجدد کے کلام سے منہوم ہوتا تھا کہ امت مرحومہ میں نبوت تو نہیں لیکن نبوت کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں اور حضرت مرزا مظہر جان جانان کمالات نبوت کے حصول کے بجائے آثار کمالات کا ظہور ممکن ہے تحریر فرمائے ہیں۔ اسی جواب شبہ کے اخیر میں حضرت مرزا مظہر صاحبؒ نے مرزائی صفت لوگوں کو مذہب نہ ہونے کے لئے فلاح کن من الممترین (پس تو اس میں شک کرنے والا نہ بن) بھی تحریر فرمایا ہے۔ جس طرح کے حضرت مجدد نے بیان فرمایا تھا۔ مرزائی صاحب کی پیش کردہ عبارت کے دیکھنے سے حضرت جان جانان کا منشاء یہی معلوم ہوتا ہے کہ نفس و اصل نبوت کے سوا باقی کمالات نبوت یعنی کرامات مع انواعہا (جو نفس و اصل نبوت نہیں ہیں) میں سے کوئی شئی بند نہیں ہوئی۔ اگر نفس و اصل نبوت کے ساتھ دیگر اور فیوض الہی بھی بند ہونا تسلیم کیا جائے تو مبداء فیاض یعنی واجب تعالیٰ سے بخل و دریغ لازم آتا، حالانکہ مبداء فیاض سے بخل و دریغ غیر ممکن ہے۔ حضرت مرزا جان جانان تو صاف الفاظ میں صراحت فرما رہے ہیں کہ اصل نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور دیگر کمالات بند نہیں ہوئے ہیں اور مرزائی لوگ مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق محض اپنی مقصد براری و حصول غرض کے لئے مرزا مظہر جان جانان کے مضمون کو ان کے منشاء کے خلاف ثابت کرنا چاہتے، لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ جو لوگ خالق کے کلام کو اپنے منشاء کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہوں تو ان کو مخلوق کے کلام بدلنے میں کیا امر مانع ہے۔ (فاما الذین فی قلوبہم ذیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاويله) لیکن حیرت اس پر ہے کہ مضمون و روع گورا حافظہ باشد چند صفحات کے قبل جس امر کا انکار مرزائی صاحب کے قلم سے نکل چکا ہے مرزا مظہر صاحب کی عبارت میں ختم کا ترجمہ: ”بند کرنا“ (آخر نکل ہی گئی جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا) اس کے بعد مرزائی صاحب نے جناب مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کو شہادت میں پیش کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

”حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی شہادت۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“ (تحذیر الناس) انتہی۔ مولوی قاسم نانوتوی صاحب کا کوئی ذاتی اجتہاد مرزائی جماعت کے عقیدہ کے موافق ہو بھی جائے تو وہ



قرآن و حدیث اور اتباعِ اُمت کے بالمقابل ہمارے لئے حجت نہیں۔

اب مرزائی صاحب اپنے رسالہ (ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی) کو حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اشعار صرف نقل کر کے ختم فرما دیتے ہیں۔

فکر کن در راہ تکیو خدمتے      تانبوۃ یابی اندر امتے  
چوں از و نور نبی آید یدید      او نبی وقت خویش است اے مرید  
مکسل از پیغمبر ایام خویش      تکیہ کم کن بر فن و بر کام خویش  
اے مرا چوں مصطفیٰ من چوں عمر      از برای خدمت بندم کمر۔ انتہی

مرزائی صاحب نے مثنوی شریف کا ترجمہ تک نہیں کیا تا کہ عوام کے سامنے اس کا راز نہ کھل جائے اور وہ دیکھتے ہی سمجھ جائیں کہ حضرت مولانا رومی جیسا بزرگ بھی مرزائیوں کا شاہد ہے۔ لیکن شاید مرزائی صاحب کو دوسرے شعر میں نور نبی نظر نہیں آیا اور آخر چاہتے ہیں کہ جتنے صاحب دل شعراء بزرگ با کرامت گزرے ہیں، جیسے شیخ سعدی و حافظ و مولانا رومی وغیرہ ان حضرات کی نثر و نظم در حقیقت آیات الہی اور بیشتر احادیث نبویہ کا ترجمہ ہے، جن اشعار کو پیش کیا گیا ہے وہ بھی ایک حدیث ہی کا ترجمہ ہے اور وہ حدیث ”العالم فی قومہ کالنبی فی امة“ ہے جس کو مولانا نے نہایت بلیغانہ طریقہ سے ادا فرماتے ہوئے آخر میں ”اے مرا چوں مصطفیٰ من چوں عمر“ سے صریح الفاظ میں مفہوم کا اظہار فرمایا، اب ذرا ان اشعار کا صرف مطلب ملاحظہ ہو تا کہ ناظرین اوراق کو مولانا کا عندیہ ظاہر ہو جائے۔ ”(اے مخاطب) اچھے راستہ میں کچھ نہ کچھ خدمت کرنے کی فکر کر، تا کہ تجھ کو ایک گروہ میں نبوت (جیسا مرتبہ) مل جائے۔ مرزائی جماعت کے استدلال کا دار و مدار اسی مصرع ثانی پر زیادہ ہے، مرزائی صرف نبوت کا لفظ دیکھ کر پکارا اٹھے کہ ہر وہ شخص جو اچھے راستہ میں خدمت کرنے کی فکر کرے حقیقی معنی میں نبی ہو سکتا ہے، مگر حقیقت الامر اس کے خلاف ہے، علم بدیع کے مطالعہ سے جو علم بلاغت کا ایک جز ہے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ”تانبوۃ یابی اندر امتے“ میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کا ثبوت ہے کیوں کہ اس میں استعارہ ترشیحی ہے، استعارہ ترشیحی کہتے ہیں۔ مشبہ بہ کے لوازمات کو مشبہ کے ساتھ ذکر کرنا۔ چنانچہ اگر زید کو شیر کہیں تو شیر کا لازمہ مثلاً پنجوں کا بھی اس کے ساتھ ذکر کریں۔ کتاب اللہ بھی ایسے استعاروں سے بھری پڑی ہے، ملاحظہ ہو قول باری: ”ان الذین اشکروا الضلالة بالهدی فما ربحت تجارتهم“۔ اس حدیث میں اولاً ”فصح الفصحاء“ نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی



اختیار کرنے کو بیع و شراء سے تعبیر فرمایا، گویا یہ مبادلہ تجارت ہے، اس کے بعد اس مبادلہ کے ساتھ ربیع (تجارتی فائدہ) ذکر کرتے ہوئے جو تجارت کا لازمہ فرمایا کہ بیشک جن لوگوں نے خدا کا کہا نہ مان کر ہدایت کو ٹھن و قیمت بنا کر گمراہی خرید لی ان لوگوں کو تجارتی فائدہ نہ مل سکا۔ اسی منہج پر مولانا روٹی نے بھی اولاً گروہ اور جماعت کو اُمت مصطلحہ کے ساتھ تشبیہ دے کر اُمت مصطلحہ کے لازمہ کو جو نبوت ہے گروہ کے لئے ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ اچھے راستہ میں کچھ نہ کچھ خدمت کرنے کی فکر کرتا کہ تجھ کو ایک گروہ میں نبوت مل جائے۔ اگر مرزائی جماعت نبوت سے اس کے حقیقی معنی مراد لیتی ہے تو ارشاد باری میں تجارتی فائدہ کو ہدایت چھوڑ کر گمراہی اختیار کرنے والوں کے لئے بھی ثابت کرے یعنی فسادِ ربح و تجارتِ تھم کے معنی یہ ہیں کہ گمراہوں کو کوئی تجارتی فائدہ حاصل نہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بھلا کہیں گمراہیوں کو تجارتی فائدہ حاصل ہو بھی سکتا تھا۔ جب کہ وہ تجارتی نہیں، ایسی حالت واجبِ تعالیٰ ایک بے معنی خبر کیسے دے سکتا ہے کہ گمراہوں کو تجارتی فائدہ حاصل نہ ہوا، ایسی مہمل خبریں تو مرزا صاحب کی طرح کا باطل خدا ہی دے سکتا ہے، جو اپنے کو رسول و نبی کہتے کہتے خواب میں خدادیکھے اور بیدار ہونے کے بعد اس کی تصدیق بھی کرے۔ تعجب کی بات ہے کہ کس زودی سے مدارج طے ہو رہے، اُمتی سے نبی بنے نبی سے خدا اس کے بعد حضرت مولانا روٹی فرماتے ہیں کہ جب اس سے یعنی شیخ و عالم سے نور نبی ظاہر ہو جائے تو اے مرید وہ اپنے وقت کا نبی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عالم اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں، عالم کو نبی کے ساتھ تشبیہ دینے سے اس کا نبی ہی ہو جانا ہرگز لازم نہیں آتا جیسا کہ مرزائی جماعت کا زعم ہے۔ کیا اگر زید کو شیر کہا جائے تو اس کے لئے ان بچوں اور دم کی بھی ضرورت ہے جو شیر کے لئے ضروری ہیں؟ اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں (اے مخاطب) تو اپنے زمانہ کے ایسے پیغمبر صفت سے تعلق مت توڑ اور ہمیشہ اس کی خدمت میں رہ اور اپنے علم و فن مطلوب و مقصود پر پھروسہ کم رکھ۔ آخر میں مولانا اپنے پیر کو خطاب کر کے فرماتے ہیں۔ اے وہ جو میرے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہے اور میں تیرے بالمقابل عمر کی طرح ہوں۔ تیری خدمت کے لئے کمر باندھ کر تیار ہو چکا ہوں، حضرت مولانا کی اس بیت نے تو کھلے الفاظ میں ہمیں معلوم کرادیا کہ پہلے کی بیتوں میں اگرچہ کلمہ تشبیہ چوں (مانند) مذکور نہیں لیکن وہاں بھی یہی مراد ہے اور نبی وقت و پیغمبر زمانہ بننے کے معنی نبی اور پیغمبر کی طرح بننا ہے۔ مرزائی جماعت کے پیش کردہ ان تمام شہادتوں کی حقیقت کا انکشاف ہو جانے کے بعد دنیا کے ایک سب سے بڑے امام و پیشوا کی جس کی تہلیل و اتباع کو سینکڑوں نہیں ہزاروں اپنے لئے موجب



نجات و باعث سعادت و فخر سمجھتے ہیں۔ جس نے ایک فرزند اسلام کے تحفظ اسلام کے متعلق اس شدت سے تاکید فرمائی کہ حیرت ہوتی ہے فرماتا ہے کہ اگر کسی مسلم میں ۹۹ کفر کی علامات ہوں اور اسلام کی تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی جسارت نہ کی جائے۔ لیکن وہی ہستی آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شک و شبہ بحث و کلام کرنے کے متعلق کیا ارشاد فرماتی ہے ملاحظہ ہو: ”حضرت موفی الدین شمس الایمہ کی مناقب امام اعظم رضی اللہ عنہ میں بیان فرماتے ہیں، کہ حضرت امام صاحب کا خاتمیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ ارشاد ہے۔“ جو شخص خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی دعویٰ نبوت ہو اور دوسرا اس سے دلیل مانگے تو دونوں کافر ہیں، مدعی کا کفر تو ظاہر ہے اور طالب دلیل کے لئے کافر ہو جائے گا کہ اس نے آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو ختم نبوت کے شرف سے ممتاز نہیں نبوت کا امکان سمجھا ”آخر ہم بانی مذہب قادیانی (جس نے بتدریج کیا سے کیا بنتے ہیں نبوت کے دعویٰ کا ذبہ سے آتش فتنہ کو ہوا دی ہے) کی اس شہادت جبریہ کو اس کے اذنا ب و تابعین کی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں، جس کے دست و قلم کو اس ذات نے اس شہادت کے لئے جنبش دی جس نے فرعون جیسے سرکش کی زبان کو اخیر وقت متحرک کر دیا (حتیٰ اذا ادركه الغرق قال آمنت انه لا اله الا الله آمنت به بنو اسرائيل و انا من المسلمين) اور قیامت میں منکرین کے منہ پر ختم و مہر لگا دے گا اور اعضاء سے گواہی لے گا۔ مرزا صاحب کا قلم جنبش کرتا ہوا ساری مرزائی جماعت پر حجت قائم کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

ہر نبوت را بروشد اختتام۔ (از سراج منیر مصنفہ مرزا صاحب)

نبوت بہ ہمہ وجوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد نہ خود غلام احمد نبی ہو سکتے ہیں اور نہ ان کے حقیقی پر (وقل اعملوا فیسری اللہ عملکم و رسولہ و المؤمنون) ہاں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ ابھی نبوت کا ذبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا اور انبیاء کذاب علیہم ما علیہم آنحضرت کے بعد آ سکتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ عن ثوبان انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لانی بعدی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح مروی ہے۔

نبوت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم و تمام ہو جانا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو سلف سے لے کر خلف تک نے بلا تاویل تسلیم کر لیا اور اسلام کے اصول سے ایک اصل ہے۔ جس کا اثبات قرآن پاک کی آیتوں اور احادیث شریفوں و علماء امت و بزرگان ملت کے اقوال سے کھلے ہوئے الفاظ میں متحقق ہے، جس میں شک و شبہ



بحث و کلام کی ذرہ برابر گنجائش نہیں، قیاس و خبر واحد سے اس کا اثبات نہیں کیا گیا کہ اس کا انکار کیا جائے یا تاویل کر لی جائے، بلکہ نصِ قرآنی اس پر شاہد ہے، جس میں نہ کسی قسم کی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ جس کا کسی طرح انکار ہو سکتا ہے۔ (وما یجحد بایاتنا الا الکفرون) چوں کہ سردار کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم قرون خیر سے جتنا بعد و دوری ہوتی جائے گی اسی مناسبت سے فتنے برپا ہوتے رہیں گے، انھیں فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ انکارِ حتمِ نبوت ہے، لیکن چوں کہ حکیم مطلق نے اپنے دین و کتاب کی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا (انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون) اور خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذمہ لے رکھا ہے کہ آپ کا ذکر سارے عالم میں تاقیامت بلند کر کے رہے گا (ورفعنا لک ذکرک) اور یہ کہ باوجود انکارِ منکرینِ روشنی نبوت کو پھیلا کر رہے گا (واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون) ہر ایسے فتنہ کے فرو کرنے اور فرعون و دجال صفت انسان نما سرکش درندوں کی سرکوبی کیلئے موسیٰ و عیسیٰ صفت جلالی و جمالی بزرگوں کو پیدا کر دیتا ہے۔ ”لکل فرعون موسیٰ و لکل دجال عیسیٰ“۔

چنانچہ تردید قادیانیت میں اب تک مدلل مضامین نکل چکے ہیں اور مزید اس پر توجہ کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی لیکن ہمہ اس قسم کے گمراہ کن دعایوں (پروپگنڈوں) سے باز رہنے کی مرزائی جماعت کو توفیق نہیں ہوئی، اس لئے طرح طرح کے روپ میں اغراض ذاتی کے پیش نظر دبی ہوئی آگ کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔ ناظرینِ کرام! مرزائی جماعت کی جانب سے حال ہی میں چوں کہ خاتم النبیین کے خلاف مضمون کی اشاعت سے اپنے مقصد براری کی ناکام کوشش کی گئی اور اس میں حق پر پردہ ڈالنے اور بے علم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے آیات و احادیث اور علماء اُمت، بزرگانِ ملت کے انہی اقوال کو پیش کیا گیا جنہیں بظاہر وہ اپنے مقصدِ باطل کی تائید نکالنے کی سعی مذموم کی ہے اور ہر جگہ اگلی اور پچھلی عبارتوں کو دیدہ و دانستہ حق پر پردہ ڈالنے کے لئے حذف کر دیا جا کر اپنی ناحق کوشی و حق پوشی کا ثبوت بہم پہنچایا ہے اس لئے پردہ کو چاک کرنے کے لئے بندہ کو باوجود اپنی طالب علمی کے قلم اٹھانے کی ضرورت ہوئی تاکہ مرزائیوں کا اس آئینہ میں حقیقی خدو خال نظر آئے اور مسلمانانِ عالم کو معلوم ہو جائے کہ اس پردہ کے پیچھے کن کن مقاصد کی تکمیل کی جا رہی ہے۔ حضرات! اگر مرزائیوں کے زعمِ فاسد کی بناء پر بالفرض نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے اور تمام آیاتِ الہی و احادیثِ نبوی اور سلف و خلف کے عقائد سے تھوڑی دیر کے لئے چشم پوشی بھی کی جائے تو یہ دیکھنا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے اربعہ و دیگر صحابہ اور پھر اولوالعزم تابعین ”ائمہ ہدیٰ“ اولیاءِ کرام جیسے حضرت غوثِ اعظمؒ، خواجہ اجمیریؒ، جنید بغدادیؒ نے کیوں نبوت کا ادا نہیں کیا جن کے اندر فیوض و کمالات نبویہ بدرجہ اتم موجود تھے



اور جنہوں نے نبوت کا حقیقی کام ”اصلاح“ جس عہدگی سے انجام دیا اس کی شہادت آج سارے عالم میں پرچم اسلام کے لہرانے سے ظاہر ہے لیکن ان میں سے کسی نے کسی قسم کی نبوت کا بھی اعلان وادعا نہیں کیا اور نہ لوگوں میں اب تک نبی سے مشہور ہیں۔ حالانکہ نبوت کوئی چھپانے کی چیز نہ تھی پھر ان کے بعد کون ایسا شخص ہے جس کے اندر ان کا عشر عشر بھی موجود ہو اور وہ کیسے نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور حق یہ ہے کہ ومن یضلل اللہ فلا ہادی له وما علینا الا البلاغ . والسلام علی من اتبع الهدی .

تاریخ اختتام ۵ جمادی الآخری ۱۳۵۳ھ

خاکپائے خلق اللہ

سید محمد حبیب اللہ

المعروف بہ رشید بادشاہ

طالب علم جماعت مولوی فاضل مدرسہ نظامیہ عثمانیہ

ساکن درگاہ شریف، کشن ہارن



## قادیانیت

### اسلام کے خلاف زبردست سازش

از: مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی خلیل احمد مدظلہ

تاریخ بتاتی ہے کہ مختلف ادوار میں مختلف نظریات وجود میں آئے اور اپنے عقائد ظاہر کئے ان میں سے اکثر کا وجود بھی ختم ہو گیا لیکن کتابوں میں ان کا تذکرہ ملتا ہے، کچھ نظریات باقی رہے جبکہ اہل حق اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہے، جہاں کہیں دین کے خلاف کوئی فتنہ اٹھا اس کے سد باب کے لئے بھرپور کوشش کی جس کا ثبوت مختلف مناظرے اور اثبات حق و ابطال باطل کے لئے تصنیف کردہ کتابوں سے ملتا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان انکار ختم نبوت کا فتنہ ابتداءً اسلام ہی سے درپیش رہا ہے۔

خود حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے۔ مسیلمہ کذاب، اسود عسی اور طلحہ بن خویلد نے دعویٰ نبوت کیا، حتیٰ کہ ایک عورت سجاح بنت رباع بھی نبوت کی دعویٰ دار بن گئی اور مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی۔ اسود عسی جب دعویٰ نبوت کیا تو حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فیروز دیلمی ؓ کو چند سواروں کے ساتھ اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ کے وصال سے ایک روز قبل اس کا قتل ہوا۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت صدیق اکبر ؓ کے عہد خلافت میں وحشی بن حرب نے جہنم رسید کیا، سجاح اپنے شوہر مسیلمہ کے قتل کے بعد بھاگ کھڑی ہوئی۔ ایسے ہی جھوٹے مدعیان نبوت میں ہمارے ملک ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام بھی شامل ہے۔ درحقیقت انگریز جب ہندوستان پر قبضہ کئے تو ان کی پالیسی رہی کہ یہاں کے باشندوں کو آپس میں مذہبی بنیاد پر لڑایا جائے چنانچہ قادیانی تحریک اسی کا نتیجہ ہے۔ آج بھی اس تحریک کا مرکز اسرائیل میں ہے۔ مسلمانان عالم کو اس تحریک سے جس قدر نقصان پہنچا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ کیونکہ عوام باریکیوں سے واقف نہیں ہوتے ان کے سامنے جب



کوئی قرآن و حدیث لے کر آ جاتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان بتا کر جال ڈالتا ہے تو بھولے بھالے عوام قرآن و حدیث کے نام پر دھوکہ کھا جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کے ہم خیال وہم مزاج بن جاتے ہیں۔ چنانچہ تحریک قادیانیت میں حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بظاہر خاتم النبیین ماننے کا اقرار کیا جاتا ہے۔ عوام اس مسئلہ کو اس حد تک خوب جانتے ہیں کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اور یہ لوگ بھی اسی کا اقرار کر رہے ہیں لیکن ان کی تاویلات اور تشریحات بالکلیہ طور پر ختم نبوت کے خلاف ہیں۔ ان حقائق کو علماء ہی جان سکتے ہیں کیونکہ قادیانیت کی بنیاد ہی ”انکار ختم نبوت“ ہے جو کہ صریحاً کفر ہے۔

قادیانی تحریک روز اول سے مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار کا باعث ہے۔ جتنے لوگ اس تحریک میں شریک ہوئے وہ پہلے مسلمان ہی تھے لیکن ان کو گمراہ کیا گیا اور اس باطل عقیدہ کی طرف مائل کیا گیا۔ غیر مسلموں کو متاثر کر کے قادیانی تحریک میں شریک نہیں کیا گیا۔ یہ خود واضح ثبوت ہے کہ اس تحریک نے مسلمانوں میں کیسی پھوٹ ڈالی اور کفر کا کیسے بیج بویا، انگریز تو اس ملک سے جا چکے لیکن ان کی سازشیں ختم نہیں ہوئیں۔ آج بھی یہودیت اور عیسائیت اسلام دشمن سازشوں میں مصروف ہیں اور قادیانی تحریک کو ان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ قادیانی تحریک کا ایک مستقل ٹی وی چینل ہے ان کا لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع ہوتا ہے اور مفت تقسیم ہوتا ہے۔ بعض وقت ان کی کتابیں اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ اس میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا جاتا، صرف اسلام کا نام لیا جاتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان بتا کر کتاب شائع کی جاتی ہے۔ جب لوگ مصنف کے انداز بیان سے متاثر ہو جاتے ہیں تب کہیں جا کر یہ اپنا فساد ظاہر کرتے ہیں اس وقت ورنگل اور محبوب نگر کے علاقوں میں یہ تحریک زور پکڑی ہوئی ہے، مختلف دیہات و قصبات میں غیر محسوس طریقہ سے دینی تعلیم کے نام سے ایک قادیانی معلم کا تقرر کر دیتے ہیں۔ مسجد میں امامت کا موقع ہو تو اپنا امام مقرر کر دیتے ہیں تاکہ آہستہ آہستہ مقامی لوگوں کو ان کے ذریعہ متاثر کیا جائے۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کی شاطرانہ چال کو سمجھیں اور اپنے دین و ایمان کی سلامتی کا راستہ اختیار کریں۔ ورنہ ذرا سی غفلت سے دین برباد ہو جائے گا اور آخرت کا دائمی نقصان اٹھانا پڑے گا۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کی مختلف جماعتوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے جدوجہد کریں، ہمارے اسلاف کی کوششوں کا ثمرہ ہم کو مل رہا ہے کہ آج ہم دین کی صداقت اور حقانیت کو جان رہے ہیں اور اس پر قائم ہیں۔ اسی طرح آنے والی نسلوں کی حفاظت کے لئے ہم کو



بھی جدوجہد کرنی چاہئے۔ اسلاف کی جدوجہد کی تفصیلات کو بیان کرنا مشکل ہے۔ اس کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ یہاں اختصار کے ساتھ ردِ قادیانیت اور اس باطل فتنہ کی سرکوبی کے لئے شیخ الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا حافظ محمد انوار اللہ فاروقیؒ نے جو کوششیں کی ہیں اس کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ حضرت علیہ الرحمہ کی کوششوں سے دکن کا علاقہ بڑی حد تک اس فتنہ سے محفوظ رہا۔ قادیانیوں سے متعلق پاکستان میں ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس کے ذمہ یہ کام کیا گیا کہ مکمل تحقیقات کر کے ان کے متعلق شرعی حکم کی رپورٹ دیں۔ اس کمیٹی کے سامنے جو مواد تھا اس کا بیشتر حصہ حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی تصانیف پر مشتمل تھا جس سے اس کمیٹی کو کافی مدد ملی۔ حضرت علیہ الرحمہ نہایت سنجیدہ و مدلل قلم رکھتے ہیں اور آپ کو اپنے مطلب سے تعلق رہتا یعنی احقاقِ حق و ابطالِ باطل، آپ کا قلم تقہیمی اور استدلالی انداز کا حامل ہوتا جس سے مخالفین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اسلام کے اندر اپنے اپنے اختلافات کی وجہ سے کئی جماعتیں اور فرقے بن گئے اور ہر ایک نے اپنا علیحدہ نشان اور نام قائم کر لیا لیکن آپس میں اختلاف کثیر کے باوجود بھی فرقے ختمِ نبوت کے مسئلہ پر متفق ہیں نیز اس بات پر بھی اتفاق رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ خواہ کسی نوعیت اور کسی جہت سے ہو کفر ہے اور اس کے قائل اسلام سے خارج ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ختمِ نبوت کے مسئلہ میں علماء نے بے پناہ خدمات انجام دیں۔ بعض علماء نے تو جھوٹے مدعیانِ نبوت کے ابطال میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور تادمِ زیست ان کی تردید میں سرگرم رہے۔ حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ حافظ محمد انوار اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو درس و تدریس، سلوک و ارشاد، تعلیم و تربیت، انتظام و اصلاح قوم کی عظیم ذمہ داریاں متعلق تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کی تکمیل کرتے ہوئے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے فریضہ کو بھی بحسن و خوبی انجام دیا اور امت مسلمہ کو ہمیشہ گمراہ عقائد سے آگاہ کرتے اور ان سے بچاتے رہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”من رای منکر ا فلیغیرہ بیدہ و ان لم یستطع علیہ فلیسانہ و ان لم یستطع علیہ فلیقلہ“ (جو کوئی منکر کو دیکھے تو اس کو قوت و طاقت سے روکے۔ اس پر قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اس پر بھی قدرت نہ ہو تو اپنے دل سے روکے یعنی کم از کم اپنے دل میں اس کو برا سمجھے۔) بناء علیہ حضرت شیخ الاسلام نے شاہانِ وقت آصفیاء سادس و آصفیاء سابع کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ وہ کبھی دینِ حق سے



انحراف و اعراض نہ کر پائے۔ مسلمہ حقیقت ہے کہ بادشاہ وقت کا صحیح العقیدہ ہونا اور دین حق کا پابند ہونا کئی قتنوں کے دروازے بند کرتا ہے۔

دکن میں مختلف فرقے ظاہر ہوتے رہے۔ قادیانی فتنہ بھی شروع ہوا لیکن حکومت آصفیہ کے قیام تک یہ فتنہ کبھی سر نہ اٹھا سکا اور اہل دکن کو پریشان نہ کر سکا۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہی یہ فتنہ زور پکڑا۔ حکومت میں رفتہ رفتہ کمزوری بھی اس کے پھیلاؤ کا سبب بنی۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے مذہب حق کے اثبات اور باطل سے عوام کی حفاظت کیلئے منجانب حکومت و اعظمتین کا تقرر فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ اہل دکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات تک اپنے ایمان کے متعلق مطمئن تھے۔ انہیں کسی قسم کا خوف و خطر نہ تھا۔ حضرت کی ان خدمات کا شاہ وقت آصف سادس نے بھی اعتراف کیا۔ 12 رجب المرجب 1336 ہجری کو یعنی حضرت کے وصال کے تقریباً بیڑھ ماہ بعد فرمان جاری ہوا۔

”مولوی محمد انوار اللہ خاں فضیلت جنگ بہادر اس ملک کے مشائخ عظام میں سے ایک عالم باعمل اور فاضل اجل تھے۔ اپنے تقدس و تورع و ایثار نفسی و غیرہ خوبیوں کی وجہ سے عامۃ المسلمین کی نظروں میں بڑی وقعت رکھتے تھے۔ وہ والد محترم کے اور میرے نیز میرے دونوں بچوں کے استاد بھی تھے اور ترویج علوم دینیہ کے لئے مدرسہ نظامیہ قائم کیا تھا جہاں اکثر ممالک بعیدہ سے طالبان علوم دینیہ آ کر فیوض معارف و عوارف سے متمتع ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب کو میں نے اپنی تحت نشینی کے بعد ناظم امور مذہبی اور صدر الصدور مقرر کیا تھا اور منظر جنگ کا انتقال ہونے پر معین المہام امور مذہبی کے عہدہ جلیلہ پر مامور کیا اور اگر وہ تکمیل کو پہنچ جائیں تو یہ سررشتہ خاطر خواہ ترقی کر سکے گا بلحاظ ان فیوضات کے مولوی صاحب کی وفات سے ملک و قوم کو نقصان عظیم پہونچا اور مجھ کو نہ صرف ان وجوہ سے بلکہ تلمذ خاص تعلق کے باعث مولوی صاحب مرحوم کی جدائی کا سخت افسوس ہے۔“

حضرت شیخ الاسلام نے نہ صرف انتظامی و اصلاحی طریقہ سے ان باطل فرقوں کا تدارک کیا بلکہ ان کے خلاف قلمی جہاد سے بھی کام لیا۔ ہر ایک کی حقیقت بیان کی۔ ان کے ماخذات و استدالات بیان کئے۔ اس کے بعد ان کا رد کیا۔ فرقہ قادیانی کی تردید میں دو کتابیں افادۃ الافہام (دو حصے) اور انوار الحق تصنیف کیں۔ ان کے مجموعی صفحات تقریباً ایک ہزار ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کس عرق ریزی سے حضرت نے اس فتنہ کا جواب دیا ہے۔ حضرت کا استدلال معقول ہوتا ہے مخالفین پر کبھی لعن طعن کی زبان اختیار نہیں فرماتے بلکہ



ارشاد خداوندی 'ادفع بالتي هي احسن' پر عمل فرماتے ہیں۔ چنانچہ انوار الحق صفحہ 15 میں تحریر فرماتے ہیں۔  
 ”علماء ربانی وہ ہیں جو اپنے عیوب کی تفتیش کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرتے رہتے ہیں اور حتی الوسع دوسرے کے عیوب پر نگاہ نہیں ڈالتے اور اگر امر بالمعروف کی ضرورت سمجھتے ہیں تو ایسے ملائم اور دلنشین طریقے سے کرتے ہیں جس کا اثر ظاہر ہو۔ عموماً تعلیم الہی امر بالمعروف کے بارے میں یہی رہی ہے کہ نہایت نرمی اور سہولت سے کام لیا جائے باوجود یہ کہ اثر دہائے خونخوار کو حضرت موسیٰ کی مدد کے لئے ساتھ دیا گیا تھا مگر ارشاد یہی ہوا کہ فرعون کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگو کی جائے۔ لکھا قال تعالیٰ ”فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى“ طائیت 44۔ یعنی کہو اس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ ”ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم و ما يلقها الا الذين صبروا وما يلقها الا ذو حظ عظيم“ فصلت آیہ 35۔ ترجمہ: جواب میں کہئے اس سے بہتر پھر جو آپ دیکھو تو جس میں آپ میں دشمنی تھی وہ ایسا ہوگا جیسے دوست دار ناٹے والا اور یہ بات ملتی ہے ان ہی کو جو صبر کرتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اس کو جس کی قسمت بڑی ہے۔“ انتہی۔ اسی وجہ سے ہر شخص امر بالمعروف کا اہل نہیں سمجھا گیا کیونکہ امر بالمعروف میں عیوب پر مطلع کرنا ہوتا ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جس کا عیب ظاہر کریں وہ دشمن ہو جائے گا جس سے مخالفت اور جھگڑا پیدا ہونے کا سخت اندیشہ ہے جو ممنوع ہے۔“

اس لئے حضرت نے اپنی تصنیفات میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و تحریرات کو نقل کیا۔ مختلف اوقات میں اس کے متضاد دعووں کو ظاہر کیا۔ اس بات کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا کہ مرزا ابتداء میں کن خیالات کا ذکر کرتے تھے اور اپنی ابتدائی تصنیف میں مسلمانوں کو اپنی جانب مائل کرنے کے لئے کیسے کیسے طریقے اور حربے اختیار کئے اور جب مسلمانوں میں خیر خواہ اور ہمدرد کی حیثیت سے شہرت حاصل کر لئے اور مسلمانوں کو اپنی جانب مائل ہوتے ہوئے دیکھا تو پھر کس طرح اپنے آپ کو کبھی مہدی، کبھی عیسیٰ اور کبھی مثل کے طور پر پیش کرنے لگے۔ چنانچہ مرزا صاحب کی کتاب ”براہین احمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ والنبوۃ الحمد للہ“ شائع ہوئی تو عوام بلکہ علماء نے بھی اس کی تردید نہیں کی کیونکہ اس میں جا بجا اہل اسلام کے عقائد اور خیالات ظاہر کئے گئے اور اپنا مسلک مسلمانوں کی طرح بیان کیا جیسا کہ صفحہ 215 میں تحریر ہے۔ ”وہی رسالت بجمہت عدم ضرورت منقطع ہے۔“ اور صفحہ 110 میں لکھتے ہیں کہ ”قرآن کا محرف اور مبدل ہونا محال ہے کیونکہ لاکھوں مسلمان اس کے حافظ ہیں۔ ہزار ہا اس کی تفسیریں ہیں۔ پانچ وقت اس کی آیتیں نمازوں میں پڑھی



جاتی ہیں“ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھتے ہیں ”پس ثابت ہوا کہ آنحضرت حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔“ (افادۃ الالہام حصہ اول صفحہ 11)

اس کتاب میں مرزا صاحب آریہ سماج اور برہموسماج کے خلاف خوب لکھا کیونکہ یہ الہام و نبوت کے منکر ہیں بظاہر ان کی تردید اور شد و مد سے ان کی مخالفت معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں ایسے زہر بھی ملا دیئے گئے جس کو عام نگاہ محسوس نہیں کر پاتی۔ علماء حق بین ہی اس فریب کاری کو دیکھ سکے۔ اس کی جانب حضرت شیخ الاسلام افادۃ الالہام حصہ اول صفحہ 12 میں آگاہ فرماتے ہوئے غلام احمد قادیانی کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ ”کیا سرمایہ خدا کا خرچ ہو گیا یا اس کے منہ پر مہر لگ گئی یا الہام بھیجنے سے عاجز ہو گیا۔“ اس عبارت سے مرزا اپنے مطلب کی طرف آہستہ آہستہ قدم بڑھا رہے ہیں اور آگے کئے جانے والے دعویٰ نبوت کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں اور اس کیلئے درپردہ اس طرح کوشش کر رہے ہیں۔ افادۃ الالہام حصہ اول صفحہ 11 میں حوالہ نقل ہے۔ ”بعد محبت نبی اللہ کے انسان ان نوروں سے بقدر استعداد خود حصہ پالیتا ہے۔“ الغرض مرزا صاحب شروع میں ہنود اور نیچریوں سے اور عیسائیوں سے مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے اصلی روپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے مرزا صاحب کے کئی اقوال پیش کئے ہیں جن سے عام مسلمانوں کو دھوکہ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کبھی دین حق کے خلاف نہیں جاسکتے چنانچہ شیخ الاسلام افادۃ الالہام جلد اول کے شروع میں ”مرزا صاحب کے دھوکہ دینے والے اقرار و اقوال“ کا باب قائم کیا اور ان اقوال کی تفصیل بیان کی۔ چنانچہ مرزا صاحب کا قول ہے۔ ”فلسفی قانون قدرت سے اوپر اور ایک قانون قدرت ہے۔ نیچریوں کو خدا اور رسول کے قول کی عظمت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں۔ بجز خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ہادی و مقتدی نہیں۔ محبت حضرت کی ضروری ہے۔ وحی رسالت منقطع ہے۔ قرآن کے خلاف الہام کفر ہے۔ نیا الہام شریعت کا نازل ہونا محال ہے۔ مسیح علیہ السلام دنیا میں اتریں گے اور گمراہی کو نیست و نابود کر دیں گے۔“ اس لئے علماء نے مرزا صاحب کی تردید کی جانب توجہ نہیں کی لیکن جب حقیقت کھل کر سامنے آگئی تو زور و شور سے اس جانب متوجہ ہو گئے کہ ان کی تصنیف ازالۃ الاوہام جو تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور دیگر تصانیف کا مدلل جواب دیئے۔

شیخ الاسلام نے اپنی کتابوں میں واضح کیا کہ مرزا صاحب درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے اور خبیث باطنی کو چھپاتے رہے۔ بزم خود جب یہ سمجھ گئے کہ ماحول تیار ہو گیا تو اپنے کو نبی رسول مہدی اور کرشن جی ہونے کا



دعویٰ کیا۔ کبھی یہ لکھتے ہیں کہ ”میں تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں“ صفحہ 287 پر لکھتے ہیں کہ ”میں رسول اللہ ہوں نیادین لایا ہوں۔ صدیق اکبرؑ سے بلکہ بعض انبیاء سے افضل ہوں۔“ کبھی اپنے آپ کو حارث (جو امام مہدی کی تائید کے لئے نکلے گا) بتاتے ہیں اور کبھی مہدی ظاہر کرتے ہیں۔ کبھی اپنے آپ کو عیسیٰؑ بتاتے ہیں اور کبھی عیسیٰؑ کا کشمیر میں مدفون ہونا بتاتے ہیں۔ اپنے آپ کو مرد ہونا ظاہر کرتے ہیں اور کبھی حیض آنا بیان کرتے ہیں۔ الغرض متضاد دعوے منتشر فکر کا عجوبہ نظر آتے ہیں۔ کبھی قرآن کو قطعی حتمی کتاب مانتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں ”عیسیٰ اب جو ان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔“ (افادۃ الافہام حصہ دوم صفحہ 17)۔ کبھی لکھتے ہیں کہ ”الہام ہوا آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔“

مرزا صاحب کو چوں کہ دعویٰ نبوت تھا۔ اس کے لئے مختلف حیل اختیار کئے۔ معجزات کے لئے ایک نئی راہ نکالی۔ شیخ الاسلام افادۃ الافہام حصہ اول صفحہ 34 میں لکھتے ہیں ”اور جو معجزات انبیاء علیہم السلام کے قرآن و حدیث میں منقول ہیں سب کو گستاخانہ طور پر کہہ نہ قرار دے کر عقلی معجزات کی ضرورت بتائی اور لکھا کہ میں نہ آتا تو جہاں میں اندھیرا ہو جاتا۔“ شیخ الاسلام مرزا صاحب کی قرآن و حدیث کے متعلق روش بتاتے ہوئے لکھتے ہیں ”عرض کہ اپنے مقاصد میں جس آیت یا حدیث کو حارج دیکھا سب کی تکذیب یا تحریف کر ڈالی۔“

مرزا صاحب کنلیۃ مستقل نبوت کے دعویدار معلوم ہوتے ہیں لیکن ظلی و بروزی ہونے کا صراحتاً ذکر کرتے ہیں۔

”ظلی طور پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔“ شیخ الاسلام نے اس کو تنازع قرار دیا۔ چنانچہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے افادۃ الافہام جلد اول صفحہ 304 میں لکھتے ہیں۔ ”مرزا صاحب بھی یہاں بروز سے بروز جسمانی مراد نہ لیتے ہوں بلکہ اس بروز کا مطلب یہی فرماتے ہوں گے کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بروز کی ہے جس سے صادق آجائے گا کہ قادیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوا ہے جیسا کہ قصیدہ میں مذکور ہے۔ گو مرزا صاحب نے اس کو بروز خیال کیا ہے مگر درحقیقت یہ تنازع ہے جس کا قائل فیثاغورس تھا۔“

(باقی صفحہ 19)



# فتنہ قادیانیت کا رد

## ”إفادة الافهام“ کی روشنی میں

بقلم حضرت مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہ

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم - بسم الله الرحمن الرحیم.

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (احزاب ۴۰)

امام اہلسنت، مجدد ملت، شیخ الاسلام، عارف باللہ، عاشق رسول حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ والرضوان کے (۸۷) ویں عرس سراپا قدس کے مبارک موقع پر انجمن طلبائے قدیم جامعہ نظامیہ کے زیر اہتمام منعقدہ اس علمی مذاکرہ کے ذریعہ حضرت ممدوح کی علمی خدمات کے سلسلہ میں آپ کی روح پر فتوح کو جو خراج عقیدت پیش کیا جا رہا ہے اس کا عنوان ہے ”حضرت بانی جامعہ کی تصانیف، ایک مطالعہ“۔

حضرت شیخ الاسلام جیسی نابغہ روزگار عبقری ہستیاں برسوں میں پیدا ہوا کرتی ہیں۔ آپ نے اپنی خدا داد علمی فضیلت اور روحانی بصیرت کو کام میں لاتے ہوئے دکن میں موجود جہالت و ضلالت کی ساری تاریکیوں کا پردہ چاک کر دیا اور ان کو اجالوں سے بدل دیا۔ آپ نے اپنے علمی انوار اور عملی کردار سے ایسی ان گنت علمی قدیلیں روشن کی ہیں جو اپنی نورانیت سے ایک دنیا کو ہمیشہ تابناک بنائے رکھیں گی۔ (۱۳۶) سالہ قدیم و عظیم جامعہ نظامیہ آج بھی شیخ الاسلام کے تاریخ ساز علمی کارناموں کے منجملہ ایک جیتی جاگتی یادگاری تصویر ہے جہاں سے اب تک فارغ لاکھوں علماء و فضلاء انوار الٰہی چراغ بن کر نکلے اور دنیا کے کونے کونے میں اپنی تابانیاں پھیلانے اور پھیلانے لگے ہیں۔



تیرھویں صدی ہجری کے اواخر اور چودھویں کے اوائل میں آپ کے قلم رمز شناس سے جب علوم و معارف کے بے شمار سوتے پھوٹ پڑے تو دنیائے علم و دانش کے بڑے بڑے صاحبان فضل و کمال نے آپ کو ”مجمع البحرین“ تسلیم کرتے ہوئے آپ کے علمی و ہدے کے آگے اپنے سر نیاز کو خم کر دیا اور لاتعداد طالبان حق نے آپ کے سرچشمہ علوم و فنون سے راست نہیں تو بالواسطہ اپنی تشنگی بجھائی۔ حضرت بانی جامعہ نظامیہ کے علمی و قلمی احسانات سے دنیائے علم و دانش کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ شیخ الاسلام کی عبقری شخصیت کے ان احسانات کا شایان شان حق ادا نہیں کیا جاسکتا جن کے علم و فضل کا آفتاب ملک ہی میں نہیں بلکہ اقطار عالم میں پوری آب و تاب کے ساتھ اپنی ضیاء پاشی کر رہا ہے۔

آپ کی گراں بہا تصانیف نے تجدید و احیائے دین کے مقصد میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے آپ نے کئی علوم و فنون پر اپنے قلمی شاہکار چھوڑے ہیں جو پچاس کے لگ بھگ ہیں۔ آپ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے۔ آپ غزالی زمانہ بھی تھے اور اپنے دور کے رازی بھی، آپ اپنے عصر کے رومی بھی تھے، اور اپنے وقت کے ابن عربی بھی۔ آپ مفتی بھی تھے اور محدث بھی مفسر بھی تھے اور مفکر بھی۔ خطیب بھی تھے ادیب بھی۔ مصنف بھی تھے مؤلف بھی۔ عارف بھی تھے صوفی صافی بھی۔ تفسیر، حدیث، یافقہ ہو کہ ان کے اصول، عقائد ہو کہ کلام، ادب ہو کہ تاریخ، منطق ہو کہ فلسفہ غرض جس کسی علمی و فنی عنوان پر آپ نے قلم اٹھایا تو آپ کے رشحات قلم علمی در شہوار بن کر دنیا بھر میں جگمگانے لگے۔

ایک مصلح قوم اور ہادی ملت کی حیثیت سے آپ نے عامۃ المسلمین کو جہالت، بدعات اور گمراہی و ضلالت کے قعر مذلت سے نکالا وقت پڑنے پر ہر فتنہ کا پامروی سے مقابلہ کیا اور بے دینی، بد عقیدگی کی تاریکیوں کو چھا کر امت مرحومہ کو اسلام کے حقیقی اچالے میں لاکھڑا کیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کا فتنہ جب سراٹھانے لگا اور ختم نبوت کے شیشہء نازک کو چکنا چور کرنے کی سازشیں عام ہونے لگیں تو حضرت بانی جامعہ نظامیہؒ کی حمیت قلمی اور غیرت علمی کس طرح خاموش رہ سکتی تھی۔ سر زمین دکن سے قادیانیت کے رد میں آپ نے سب سے پہلے قلم اٹھایا اور ”افادۃ الافہام“ جیسی وقیع، بے نظیر اور معرکہ آرا کتاب تصنیف کر کے قادیانی مذہب کا اصل چہرہ بے نقاب کر دیا۔ جس کے بعد دکن میں اس فتنہ کی خود بخود سرکوبی ہو گئی۔ آپ کی اسی کتاب ”افادۃ الافہام“ پر مقالہ پیش کرنے کی مجھ سے خواہش کی گئی ہے۔ اسی مناسبت سے میں نے سورۃ احزاب کی آیت (۴۰) کو اپنا سرنامہ سخن بنایا ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ



أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ یعنی محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ خاتم النبیین کی تفسیر میں تاویل کی گنجائش کا امکان تھا اس لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے بے شمار ارشادات کے ذریعہ اس تاویل و تشریح کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا مثلاً ایک حدیث میں فرمایا:

إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِن قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ وَيَقُولُونَ هَلَّا وَضَعْتَ هَذِهِ اللَّبَنَةَ فَأَنَا اللَّبَنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ. (بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۳۳۷) کتاب المناقب۔

یعنی ”میری اور مجھ سے پہلے گزرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل، بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ لوگ اس عمارت کے ارد گرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

دوسری حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ ”میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں“ (ابوداؤد۔ کتاب الفتن)

الغرض ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر امت کا اجماع رہا ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے اور باہمی تعصب نے کئی بار ملت کو قسم قسم کے فسادات سے دوچار کر دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر متفق ہیں۔ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا اور اب جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرۃ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ چنانچہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی اس کو قتل کر دیا گیا۔ مسلمان کذاب تو حضور کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اپنے دعوے نبوت کے ساتھ ساتھ وہ حضور کی رسالت کو بھی



تسلیم کرتے ہوئے اس نے خدمت نبوی میں روانہ کردہ اپنے ایک مکتوب میں ”من مسلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ“ کے الفاظ لکھے تھے یعنی یہ خط مسلمہ کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے محمد رسول اللہ کی طرف لکھا جا رہا ہے۔ بلکہ بقول علامہ طبرانی اس کی مروجہ اذان میں اٹھدا ان محمد رسول اللہ بھی کہا جاتا تھا۔ اس کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو مرتد اور واجب القتل قرار دے کر اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل جہنم کر کے ہی آرام کا سانس لیا۔

تاریخ میں انگریز کی اسلام دشمنی ہمیشہ اظہر من الشمس رہی ہے جنہوں نے ایک طرف سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا تو دوسری طرف ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ تیرھویں صدی ہجری کے دوران برصغیر میں مسلمانوں کی غلامی اور انگریزوں کی بالادستی کے دور میں تحریک آزادی کو کچلنے اور نقصان پہنچانے کے لئے انگریزوں دانشوروں اور ارباب اقتدار نے ایک جھوٹا مدعی نبوت پیدا کر کے امت میں انتشار پیدا کر دیا تاکہ Divide and Rule یعنی آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو کا مقصد پورا ہوتا رہے۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے اس شخص کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ یہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا اور پادریوں سے مناظرے بھی کرتا تھا۔ اس کے باوجود انگریزوں کا دل و جان سے وفادار تھا۔ بلکہ انگلستان کی خوشامد میں اس نے ایسے پمفلٹ لکھے کہ کوئی باعزت مسلمان ان کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ انگریزوں کی ظالم اور اسلام دشمن حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانا اسلام سے غداری نہیں تو اور کیا ہے۔ انگریزوں نے اس کی جھوٹی نبوت کو اپنی سنگینیوں کے سایہ میں پروان چڑھنے کا موقع دیا اور اس کو قبول کرنے والوں کے لئے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دئے۔ ہر مرزائی کے لئے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمتیں مختص کر دی گئیں۔ سیاسی میدان میں بھی ان کو آگے بڑھانے کی پوری کوشش کی گئی۔ انگریزوں نے اس مدعی نبوت کے ذریعہ امت مسلمہ میں ایک نئی امت پیدا کر کے پھوٹ ڈال دی اور مسلمانوں کے متفق علیہ بنیادی عقیدہ ختم نبوت میں تشکیک پیدا کر کے جو مقصد عظیم حاصل کیا وہ ایسا بڑا کارنامہ تھا جو اپنے دور رس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم ثابت ہوا۔ ایک طرف کلمہ گونا گونا بہاد مسلمان کی جانب سے دعویٰ نبوت اور دوسری طرف عیسائیوں کی ظاہری مخالفت دونوں کے ذریعہ انگریزی استعمار کی خدمت پوری دل جمعی سے ہوتی رہی اور مرزا غلام احمد قادیانی اور احمدی کے نام سے اسلام کے خلاف علانیہ نہیں تو پوشیدہ طور پر برابر سرگرم عمل ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی میاں مولوی قاسم نانوتوی صاحب



نے اپنی ایک تصنیف ”تخذیر الناس“ میں حضور کے شرف خاتم النبیین کی عجیب و غریب تاویل کی جس کے باعث تحریک قادیانیت کو نیا حوصلہ ملا اور مرزائی عقیدہ کو فروغ بلکہ استحکام حاصل ہو گیا۔ مولوی نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں۔

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ فرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے بلکہ موصوف بالفرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طور پر رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کا تصور فرمائیے آپ موصوف بوضوئہ بالذات ہیں اور نبی موصوف بالفرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا۔ آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے“ (تخذیر الناس)

بظاہر اس ناقابل فہم تاویل یا تشریح سے ختم نبوت کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے اور حضور کی خاتمیت خود ہی ختم ہو جاتی ہے مخفی مباد کہ اسلام میں جس طرح اللہ وحدہ لا شریک لہ کے سوائے کسی اور معبود کا تصور ہی سے ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے اسی طرح حق تعالیٰ کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین فرمادینے کے باوجود حضور کے دور میں کسی اور نبی کی موجودگی یا حضور کے بعد کسی اور نبی کی آمد کا قائل ہونے سے بھی ایمان ہی مجروح ہوتا ہے۔

آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل مرزا غلام احمد قادیانی کی لکھی ہوئی ہزاروں صفحات پر مشتمل کتاب موسومہ بہ ”ازالۃ الاوهام“ جب بانی جامعہ نظامیہ شیخ الاسلام حضرت حافظ انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ کی نظر سے گذری تو آپ نے بخوبی اندازہ فرمایا کہ بہت جلد ایک نئی کاذب کائنات قائم ہونے والا ہے جس کے باعث ملت اسلامیہ شدید انتشار و افتراق اور فساد و اختلافات کا شکار ہو جائیگی اور دین میں موجود سارا امن و سکون درہم برہم ہو جائے گا۔

لہذا دکن سے سب سے پہلے حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کی جانب اولین توجہ دی اور ”ازالۃ الاوهام“ کے رد میں ”افادۃ الافہام“ نامی کتاب لکھنے کا بیڑا اٹھایا اور اس وقت دستیاب



غلام احمد قادیانی کی لکھی ایک دوسری اہم کتاب ”براہین احمدیہ“ کے علاوہ عصائے موسیٰ مولف فٹنی الہی بخش صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی تالیف کردہ کتب الذکر الحکیم اور مسیح الدجال وغیرہ لٹریچر میں موجود کفریات کی واضح نشاندہی کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے کئی آیات قرآنیہ و احادیث شریفہ کے حوالوں سے صراحتاً، کنلیہ اور دلائل ہر انداز میں اس کا دندان شکن جواب دے کر انہیں مسکت کر دیا۔ علمی دلائل اس قدر وسیع و وسیع تھے کہ افادۃ الافہام کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا حصہ اول (۷۲۶) صفحات پر اور حصہ دوم (۳۶۰) صفحات پر اس طرح پوری کتاب کی ضخامت جملہ (۱۰۹۶) صفحات پر مشتمل ہے جس کا سب سے پہلا ایڈیشن ۱۳۲۵ھ ہجری (یعنی ۱۰۳ سال قبل) شمس الاسلام پر یس واقع چھتہ بازار میں زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ جیسا کہ مولانا مظفر الدین صاحب المتخلص بہ معلیٰ نے قطع تاریخ طبع کتاب موزوں کیا تھا۔

اہل حق کو ہے مژدہ جاں بخش  
قادیانی کا ردِ خوش اسلوب  
ہے معلیٰ یہ اُس کا سال طبع  
ہوئی تردید اہل باطل خوب

(۲۵ ہجری ۱۳)

کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ الاسلامؒ نے ردِ قادیانیت پر ہی ایک اور کتاب ”انوار الحق“ کے نام سے لکھ کر شائع فرمائی۔ افادۃ الافہام اور انوار الحق دونوں کتب ردِ قادیانیت میں ایسی مشعل راہ ثابت ہوئیں کہ ان ہی دلائل و نکات کی بنیاد پر ردِ قادیانیت پر بعد میں بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں چنانچہ بعد کے مولفین میں مولانا الیاس برنی، مولانا محمد شفیع مفتی، دالعلوم دیوبند، مولانا منظور نعمانی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

”واضح باد حضرت بانی جامعہ نظامیہ نے دکن کے خطہ کو علمی لحاظ سے اس قدر زرخیز اور ثمر آور بنا دیا کہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے وطنوں میں ایسی علمی زرخیزی سے محروم بعض اصحاب حیدر آباد آ کر تجارتی طور پر اپنے علمی ادارے قائم کرنے لگے۔ ایسے ہی ایک مقامی نوپید ادارہ کے ارباب نے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اب تک لکھی گئی کتابوں اور ان کے مصنفین کا جائزہ اپنی ایک حالیہ کتاب میں شائع کیا اور اس کتاب کی تصنیف کے دوران جامعہ نظامیہ کی لائبریری سے استفادہ بھی کیا۔ مگر افسوس کہ اس میں حضرت بانی جامعہ



نظامیہ شیخ الاسلام اور ردِ قادیا نیت پر آپ کی گراں قدر کتب افادۃ الافہام اور انوار الحق کو کھل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے علاقائی تعصب، شخصی عناد، قلمی بے دیانتی اور علمی بے بصیرتی کا دل کھول کر مظاہرہ کیا۔

افادۃ الافہام کے فاضل مصنف نے کتاب کی ضخامت کے پیش نظر قاری کی سہولت کے لئے کتاب کے دونوں حصوں کی علیحدہ علیحدہ فہرست کے علاوہ تبویب کے ذریعہ ابتداء میں مفاتیح الاعلام کے نام سے مرزا صاحب کے کفریات، گمراہ کن اقوال اور تضاد بیانیوں کا خلاصہ کئی ذیلی سرخیوں میں رموز و اشارات کے ذریعہ دیا ہے جو خود (۶۱) صفحات پر مشتمل ہے۔ مثلاً مرزا صاحب کے دھوکہ دینے والے اقرار و اقوال کی سرخی کے تحت (۳۸) نکات، فضائل و کمالات کے دعوے کی سرخی کے تحت (۴۶) نکات، بذریعہ الہام خدا نے ان سے کہا کی سرخی کے تحت (۱۵) نکات، مرزا صاحب کے اوصاف و حالات کی سرخی کے تحت (۱۲) نکات، خلاف بیانی کی سرخی کے تحت (۲۵) نکات، قسمیں کے تحت (۹) اور الہام کے تحت (۲۴)، دعا قبول نہیں ہوئی کے تحت (۹)، تدین کے تحت (۱۰)، وعدہ خلافی کے تحت (۷)، فتنہ انگیزی کے تحت (۴)، اخلاقی حالات کے تحت (۱۱) اور دنیا داری کے تحت (۶) نکات سلسلہ واردے گئے ہیں۔

اس کے بعد تدابیر کے زیر عنوان کوئی (۱۲) ذیلی سرخیوں میں مرزا صاحب کی جانب سے اپنے دعوؤں کو ثابت کرنے کے لئے اختیار کردہ چالاک تدابیر کا احاطہ کیا گیا ہے مثلاً:..... اس زمانہ میں نبی کی ضرورت ثابت کرنے کی تدبیر۔ نبی بننے کی تدبیر۔ عیسیٰ بننے کی تدبیر۔ وحی اتارنے کی تدبیر۔ امام مہدی بننے کی تدبیر۔ حارث بننے کی تدبیر۔ اپنی اولاد میں عیسویت قائم کرنیکی تدبیر۔ خارق عادات معجزوں سے سبکدوشی کی تدبیر۔ الہاموں کی تدبیر۔ قرآن کی تحریف کی تدبیر۔ خاتم الانبیاء بننے اور پیسہ پیدا کرنے کی تدبیر۔

آگے ”مرزا صاحب کے استفادات“ کے زیر عنوان سابقہ مدعیان نبوت و مہدویت کے مکرو فریب اور شعبہ بازیوں کا یکے بعد دیگرے ذکر کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے ان میں اور مرزا صاحب میں جو ہم آہنگی اور یکسانیت پائی جاتی ہے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے مثلاً:..... مسیلمہ کذاب، سجاح مدعیہ نبوت، محمد ابن تو مرث، یوزاسف، بولس، اسحق اُخرس، مغیرہ بن سعید، ابو منصور، متع، ہرلیغ، احمد کیال، فارس بن یحییٰ، عمر تبان، خوزستانی، بہا فرید بن ماہ، فیثا غورس، ذکر وہ وغیرہ کی جانب سے، واقعات میں تصرف، امور غیبیہ مثل کشف والہام، غزلیت ریاضت اظہارِ تقدس، تعلیم من اللہ، عقلی معجزے، پیش گوئی، مامور من اللہ ہونا، امام الزماں ہونا، رسالت منقطع نہ ہونا، وحی، نبوت، صلوة یعنی درود، معارف قرآنی، عقلی استدلال، آیتوں کا مقداق بدل دینا،



آیتوں سے جھوٹا استدلال، اپنی تعلی، قدرت خدا کی صاحبزادگی، خدا کو دیکھنا، تکفیر، اعداد حروف، ناموں میں تصرف، تحریک توائے انسانی، تعارض، انبیاء کرام وغیرہم پر حملے، نشانیوں میں جھگڑنا، افتر اعلیٰ اللہ، اور رسول ﷺ و اہل اسلام کی مخالفت کے ابواب میں جو نظائر تاریخ میں موجود ہیں اور مرزا صاحب نے ان سے استفادہ کرتے ہوئے ان کی جو بعینہ تقلید و اتباع کی ہے، ان کو حقائق کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔

اگرچہ ایک سو سال قبل شیخ الاسلام نے عوامی استفادہ کے لئے یہ کتاب اردو زبان میں لکھی ہے لیکن اردو گلابی، دہقانی یا قدامت لئے ہوئے نہیں بلکہ زبان سلیس اور شستہ اور لب و لہجہ نہایت شاکستہ ہونے کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت کے رنگ و روغن سے اس قدر آراستہ و پیراستہ ہے کہ گویا عصر حاضر کی زبان معلوم ہوتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اگرچہ اپنی کتابوں میں علماء و مشائخ کو نہایت توہین آمیز الفاظ سے جا بجا مخاطب کیا ہے جیسے

”بد ذات“ بے ایمان، علماء السوء، اندھیرے کے کیڑے، لومڑی، کتے، گدھے، بچھو، کتے کے بچے، خنزیر سے زیادہ پلید، احمق، دجال، اشرار، مفتری، اول الکافرین، اوباش، پلید، بے حیا، بدویانت، فتنہ انگیز، ایمان و انصاف سے بھاگنے والے، تمام دنیا سے بدترین، جاہل، جعل ساز، چمار، مسخرے، دشمن قرآن، روسیہ سفلی، سیاہ دل، مکار، عقل کے دشمن، غدار، فرعون، کینہ ور، کینے، مادرزاد اندھے، گندے، مردار خور، نا اہل، نمک حرام، نابکار، نالائق، خبیث، زندیق، لعن اللہ علیہم الف الف اور منافق جیسے القاب سے علماء و مشائخ کو خطاب کیا لیکن حضرت شیخ الاسلامؒ نے پوری کتاب میں مرزا صاحب کے حق میں جو با سب و شتم تو کجانا شاکستہ، رکیک اور معیار سے گرا ہوا ایک بھی لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ ان کے لئے ہر جگہ مرزا صاحب کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے تحمل، تدبیر اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کا پورا پورا مظاہرہ فرمایا۔

حضرت شیخ الاسلامؒ نے ازالۃ الاوہام، براہین احمدیہ اور دیگر کتب کا ایک ایک قابل اعتراض نکتہ، متعلقہ کتاب کے صفحہ نمبر کے ساتھ دیتے ہوئے قرآن و حدیث کے مستند حوالوں کے ساتھ ان دعوؤں کو غلط، گمراہ اور بے بنیاد ثابت فرمایا ہے۔ افادۃ الافہام کے دونوں حصوں میں جملہ (۳۱۶) قرآنی آیات اور کوئی (۱۵۱) احادیث شریفہ کی پوری پوری عبارت مع حوالہ نقل کی گئی ہے۔ کتاب کے صفحہ ۶۷ پر مرزا صاحب کی تصنیفات میں موجود آیات قرآنیہ کو بھی شیخ الاسلامؒ نے یکجا کر دیا ہے جو دراصل حضور سید المرسلین ﷺ



کے فضائل خاصہ میں نازل فرمائی گئیں مگر مرزا صاحب نے ان کو الہام کے ذریعہ خود اپنے پرچسپاں کر لیا اور گریز کا یہ طریقہ نکالا کہ بطور ظلی وہ سب فضیلتیں حق تعالیٰ نے انہیں دے دی ہیں۔ جیسے

انا اعطینک الکوثر۔ انا فتحنا لک فتحنا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک  
وما تاخر۔ وما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔ سبحن الذی اسرى بعبده لیلاً۔ دنی فتدلی  
فکان قاب قوسین او ادنی۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ۔ الم نشرح لک صدرك۔ ورفعنالك  
ذکرک۔ لا تخف انک انت الاعلیٰ۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس۔ انی فضلکم علی  
العالمین۔ اذا جاء نصر اللہ۔ انک علی صراط مستقیم۔ وجیہا فی الدنیا والاخرة ومن  
المقربین۔ الیس اللہ بکاف عبده۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء  
بینہم۔ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ ط افلا تعقلون۔ وجئنا  
بک علی هؤلاء شہیداً۔ واتخذوا من مقام ابراهیم مصلیٰ۔ قل یا ایہا الکافرون لا اعبد  
ما تعبدون۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ واللہ متعم  
نورہ۔ وتمت کلمت ربک۔

شیخ الاسلام نے قرآنی آیات و احادیث نبوی کے علاوہ مفسرین کرام، محدثین عظام اور ربانی علمائے  
علام و صوفیہ ذوی الاحترام کی کوئی (۵۰) مستند و معتبر کتب کے حوالے مع متن نقل کرتے ہوئے اپنے دلائل کو  
مزید قوی و مستحکم بنایا ہے اور محولہ ہر کتاب کے مصنف یا مؤلف کے اسماء گرامی بھی ساتھ ساتھ دیدے ہیں۔ ان  
کے منجملہ صرف چند کتابوں کے نام یہ ہیں:-

تفسیر کبیر۔ روح البیان۔ روح المعانی۔ معالم التنزیل۔ ابن جریر۔ بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔  
دارمی۔ ابن ماجہ۔ قرطبی۔ سیہتی۔ نسائی۔ احمد۔ مستدرک۔ مسند امام حنبلی۔ سنن ابوعمر۔ درمنثور۔ مواہب  
اللہ نیہ۔ زرقانی۔ کنز العمال۔ خصائص کبریٰ۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ غرر الخصاص الواضحہ۔ فحاشات الانس۔  
الآثار الباقیہ۔ تاریخ خمیس۔ شفا بوعلی سینا۔ شرح حکمت الاشراق۔ لسان العرب۔ تاریخ دول اسلامیہ۔ فتوح  
ت اسلامیہ۔ منہاج السنہ۔ ملل و ملل۔ کرامات الصادقین۔ کتاب المختار فی کشف الاسرار۔ اسفار اربعہ۔  
تقریب۔ تدریب الرائے۔ شرح شفاء۔ شفاء للناس شوکانی۔ الاشباہ والنظائر۔ فتح المبین۔ فتوح الغیب۔  
روض الریاحین۔ ہجۃ الاسرار۔ فتوحات مکیہ۔ شرح رسالہ قیامت۔ البدور السافرة فی احوال الآخرة۔



اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت بانی جامعہ کا مطالعہ کس قدر وسیع اور وسیع تھا نیز ایک جید حافظ قرآن اور ایک شہر عالم حدیث کی حیثیت سے ہر موقع درکار قرآنی آیات اور متعلقہ احادیث شریفہ آپ کو کس قدر ازبر اور آپ کے حافظہ میں کتنے مستحضر ہوا کرتے تھے۔ جن کی روشنی میں آپ نے نقلی و علمی دلائل کے ذریعہ مرزا صاحب کے ہر دعوے کو باطل اور جھوٹا ثابت کر دکھایا۔

افادۃ الافہام حصہ اول کے صفحہ (۱۱۴) اور صفحہ (۳۴۳) پر اسلام کے بنیادی عقائد سے متعلق سرسید احمد خان کے گمراہ کن نظریات کا مرزا صاحب کے کفریات سے تقابل اور دونوں میں مماثلت ظاہر کرتے ہوئے شیخ الاسلام رقمطراز ہیں:

۱۔ خان صاحب نے نبوت کو جنون قرار دینے سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ مرزا صاحب نے نبوت کا ایک زینہ بڑھا کر وہ ترقی کی کہ قیامت تک مسیحائی کے سلسلہ کو اپنے خاندان میں محفوظ کر لیا۔

۲۔ خان صاحب معجزات کا انکار کر کے دونوں جہاں میں بے نصیب رہے۔ مرزا صاحب نے عقلی معجزات ثابت کر کے لاکھوں روپے حاصل کر لئے جس سے اعلیٰ درجہ کے پیمانے پر مدرسہ وغیرہ کا کام چلایا۔

۳۔ نبوت کو عام فطرتی قوت دونوں نے قرار دیا مگر خان صاحب بجز اس کے کہ نبوت گھر گھر کر گئے ان کو ذاتی فائدہ نہ ہوا بلکہ ان کی امت کے لوگ ان کے بھی نہ رہے اپنی عقل کے مطابق رائے قائم کر لی۔ اور مرزا صاحب نے اس قوت کو قیود و شروط لگا کر ایسی جکڑ بندی کی کہ اس زمانہ میں تو (نبوت) ان کے گھر سے نہیں نکل سکتی اور ان کی امت ان کی ایسی قبیح ہوئی کہ ان کے کلام کے مقابلہ میں خدا اور رسول کے کلام کو بھی نہیں مانتی۔

۴۔ سرسید احمد خاں صاحب اپنی تفسیر وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ جبرئیل اس ملکہ اور قوت کا نام ہے جو انبیاء میں ہوتی ہے۔ ملائکہ اور ابلیس و شیاطین، آدمی کی اچھی بری قوتوں کے نام ہیں۔

۵۔ آدم ابوالبشر جن کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے وہ کوئی شخص خاص نہیں بلکہ اس سے مراد بنی نوع انسانی ہے۔

۶۔ جنات کوئی علیحدہ مخلوق نہیں بلکہ وحشی لوگوں کا نام ہے۔

۷۔ نبی دیوانوں کی ایک قسم کا نام ہے جو تنہائی میں اپنے کانوں سے آواز سنتے ہیں اور کسی کو اپنے پاس کھڑا باتیں کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔

۸۔ تہذیب الاخلاق میں لکھا کہ ان (پہلے کے) علماء و مفسرین کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں۔



شیخ الاسلامؒ نے مرزا صاحب کی کئی تضاد بیانیوں کا احاطہ کیا ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و تدفین کا مبینہ واقعہ عجیب و غریب ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ازالۃ الاوہام میں پہلے تو یہ لکھا کہ عیسیٰ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ گلیل ملک شام میں واقع ہے۔ اس کے بعد رسالۃ الہدیٰ میں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔ شیخ الاسلامؒ نے اس سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ واقعات کے اختلاف بیان سے ثابت ہے کہ ان کے بیان کا اصل واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔ جب واقعات کی نسبت یہ بات (جھوٹ) متعدد مقامات میں ثابت ہوگئی تو ان کے الہامات مطابق (سچے) کیوں سمجھے جائیں گے کہ آخر وہ بھی تو انہیں کے بیانات ہیں۔ بالکل اسی طرح مرزا صاحب نے بھی ایک طرف احادیث نبویؐ کو ساقط الاعتبار (یعنی غیر معتبر) قرار دیا تو دوسری طرف وہ تفسیروں کے اس سے زیادہ دشمن رہے چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۲۶ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”کتاب الہی کی غلط تفسیروں نے مولویوں کو بہت خراب کیا ہے۔ ان کے دلی اور دماغی قوی پر ان سے اثر پڑا ہے۔ اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الہی کے لئے ضرور ہے کہ ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر اثر ڈالتی ہیں بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کے مزاحم ہو رہی ہیں۔“

حضرت بانی جامعہ نظامیہ نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اپنی تصنیفات کے ذریعہ جو غلطی جہاد کیا اس سے دکن میں اس فتنہ کا زور تو ٹوٹ گیا لیکن اس کا مرکزی مستقر قادیان چونکہ شمالی ہند میں واقع تھا اس لئے پنجاب اور شمالی ہند کے دیگر علاقوں میں یہ فتنہ بڑی تیزی سے پھیلنے لگا۔ بے دریغ دولت کے ذریعہ جا بجا اس نئے گمراہ مذہب کی تشہیر اور پھر انگریزی حکومت کی سرپرستی کا نتیجہ تھا کہ بہت کم وقت میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہوئی۔ یہاں یہ جاننا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ آگے چل کر اس فتنہ کا کیا حشر ہوا۔

مرزا صاحب کے عقائد جب علماء حرمین شریفین کو بھیجے گئے تو مکہ معظمہ کے رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے یہ فتویٰ جاری کیا ”مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو شخص قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق کرے یا اس کی متابعت کرے وہ بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے۔“

پنجاب کے ایک جید اہل سنت والجماعت عالم حق و صوفی باصفا حضرت پیر مہر علی شاہؒ ان ہی دنوں ہجرت کے ارادے سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے جہاں آپ نے بانی جامعہ نظامیہ حضرت حافظ انوار اللہ



فاروقی کے استاذ و پیر و مرشد یعنی پیر طریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے ملاقات کی تو حضرت مہاجر مکیؒ نے فرمایا کہ آپ واپس اپنے وطن تشریف لے جائیے وہاں آپ کو اسلام کے دفاع میں ایک بہت بڑے فتنے کا مقابلہ کرنا ہے۔ چنانچہ پیر مہر علی شاہ ہجرت کا ارادہ ملتوی کر کے وطن واپس ہوئے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کے ساتھ منظر عام پر آچکا تھا۔ پیر مہر علی شاہ مرزا صاحب کو مہلبہ کا چیلنج بھی دیا اور اس کے خلاف کتاب ”شمس الہدایہ“ لکھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تین سال بعد ”شمس بازغہ“ کے نام سے دیا جس کے جواب میں پیر مہر علی شاہ نے ”سیف چشتیہ“ کے نام سے کتاب لکھی مگر اس کا جواب نہ مرزا غلام احمد قادیانی دے سکا اور نہ آج تک اس کا کوئی خلیفہ جواب دے سکا۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد یہ فتنہ پاکستان میں تیزی کے ساتھ پروان چڑھنے لگا کیوں کہ حکومت پاکستان کا وزیر خارجہ میر ظفر اللہ خاں خود قادیانی مذہب کا ایسا راسخ علمبردار تھا کہ جس نے قادیانیت کی جڑیں مضبوط کرنے کی ہر سطح پر مقدور بھرکوشش کی لیکن ہلوچستان اور آزاد کشمیر وغیرہ علاقوں کے جیالے مسلمانوں نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگا دی۔ ہر مسلک کے علماء نے بھی ردِ قادیانیت کے لئے اتحاد کا مظاہرہ کیا اور علامۃ المسلمین کے دینی شعور کو بیدار کیا۔ چنانچہ کئی ہڑتالوں، احتجاجی پر تشدد مظاہروں کے بعد حزب اختلاف کی جانب سے مولانا شاہ احمد نورانی نے ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کو ایک قرارداد پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کی۔ اور بڑے ہنگاموں کے بعد بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۳ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے تاریخی فیصلہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ترمیمی بل متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۹۷۳ء ہی میں رابطہ عالم اسلامی کی خدمات بھی نتیجہ خیز اور مفید ثابت ہوئیں جس کے تحت تمام اسلامی ممالک کے علماء کرام اور مفتیان عظام کی فقہ کانفرنس میں قادیانیوں کے عقائد پر بحث کے بعد فیصلہ کے گیا کہ چونکہ قادیانی عقائد جھوٹے مدعی نبوت پر ایمان، قرآن کریم کی تحریف، جہاد کو باطل قرار دینا اور احادیث نبویہ کے انکار کی بنا پر کفر کے زمرے میں آتے ہیں اس لئے تمام ممالک اسلامیہ ان کے ساتھ غیر مسلموں والا معاملہ کرے اور ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے سعودی عرب کے نمائندے نے اجلاس کو بتایا کہ سعودی عرب میں قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی ہے۔ اجلاس میں قادیانیوں کے اسرائیل میں مشن کی مذمت کرتے ہوئے اسے اسلام کے خلاف سازش قرار دیا گیا۔

۱۰ اور ۱۱ جنوری ۱۹۸۸ء کو سپریم کورٹ پاکستان نے بھی اپنے فیصلہ میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت

ہونے کی توثیق کر دی اور ان کی عبادگاہوں کو مسجد کا نام دینے پر تک ممانعت عائد کر دی۔



اس طرح ایک صدی قبل حافظ انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ نے اس فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے جدوجہد کا آغاز فرمایا تھا وہ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے پایہ تکمیل کو پہنچی اور قادیانی فرقہ کو عالم اسلام میں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

اب ہم مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ ہمیشہ چوکنا رہیں تاکہ دے پاؤں پوشیدہ طور پر یہ فتنہ نیا جنم لینے نہ پائے۔ نئی نسل کو فتنہ قادیانیت کے پس منظر سے پوری طرح باخبر کرتے رہیں دعا ہے کہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے اور رب العزت ہمیشہ ایسے فتنوں سے ہمارے ایمان کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔ وصلى اللہ تعالیٰ علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین علی الہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین۔





# قادیانیت، حقیقت یا حماقت

حضرت مولانا سید شاہ رؤف علی قادری الملتانیؒ

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان :

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ (جاثیہ، آیت ۲۳)

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ ٹھہرا دیا ہے اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر لگا دیا ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پھر اسے اللہ کے بعد کون ہدایت کر سکتا ہے سو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ (محمد: ۱۶)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ مہر لگا دیا ہے اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ سورہ جاثیہ کے لفظ خَتَمَ اور سورہ محمد کے لفظ طَبَعَ دونوں لفظوں کا حاصل محرومی اور شقاوت

ہے۔

اہم فوائد

جس طرح بے علمی گمراہی کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح کبھی علم بھی گمراہی کا سبب ہو جاتا ہے۔

جو گمراہی علم کی راہ سے آتی ہے اس کا نتیجہ بھی انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ یہ تاریکی کی گمراہی نہیں روشنی

کی گمراہی ہے۔ جہل کی نہیں علم کی ہے اس لئے یہاں سب اسباب ہدایت معطل ہو جاتے ہیں نہ کان کچھ سنتے

ہیں نہ آنکھ غور و فکر کے لئے تیار ہوتی ہے۔ قلب میں حکومت ہوئی کی وجہ سے حق بنی اور حق نہیں کی کوئی صلاحیت

ہی باقی نہیں رہتی اس لئے یہاں ہدایت اور توبہ کی کوئی توقع نہیں رہتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان



لَا تَكْرَهُ هَؤُلَاءِ الْفِتْنَةَ فِي الْآخِرِ الزَّمَانِ فَإِنَّهَا تُبَيِّدُ الْمَنَافِقِينَ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں فتنہ کو بُرا نہ سمجھو اس لئے کہ وہ منافقوں کو ہلاک کرے گا۔

اقادۃ الافہام بحوالہ ابو نعیم کنز العمال۔ مؤلفہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ  
اسلام کی حقانیت

مذہب اسلام کے دو بنیادی اصول

(۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

(۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اعتقاد لینا اسلام نے بنی آدم کو بتایا کہ اصل مستحق

عبادت کون و مکان کا پروردگار مالک و حاکم صرف اللہ پاک کی ذات ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول ہیں اور جو ضابطہ حیات کتاب و سنت کے ذریعہ آپ  
دنیا کو دیئے وہی صحیح ہے۔ انسانی فلاح کے لئے اس پر عمل ضروری ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کا عروج ظاہری اور باطنی کا راز ان دو بنیادی اصولوں پر عمل کرنے میں ہی

پوشیدہ ہے۔

اسلام کی مخالف قوتیں اس بات کو اچھی طرح جانتی ہیں چنانچہ مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لئے انھوں

نے جو قدم اٹھایا ان میں پہلے انہی دو اصولوں کو نشانہ بنایا تھا پہلے اصول کی مخالفت میں کوئی قابل ذکر کامیابی نہ  
مل سکی پھر اسلامی اصول کے دوسرے ستون یعنی رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متزلزل کرنے میں قوت  
جھونک دیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے کے فوراً بعد جھوٹے نبیوں کی جماعت جزیرہ عرب میں سر

اٹھائی مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے امیر المومنین کے بروقت اور سخت اقدامات کی وجہ سے سب کی  
سرکوبی ہوئی اور کوئی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کے بعد اگرچہ انفرادی طور پر مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے مگر زمانہ پر کوئی معتد بہ اثر ڈالنے بغیر

دنیا سے چلے گئے۔ منظم طریقہ سے اصول پر محاذ آرائی تقریباً ختم ہو گئی۔

بانی قادیانیت



سکھ حکومت کے آخری دور میں ریاست پنجاب کے ضلع گرداسپور کے موضع قادیان میں سمرقندی مغل گھرانے کے حکیم مرزا غلام مرتضیٰ سمرقندی سی حنفی کے گھر ۱۸۴۰ء میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مرزا غلام احمد رکھا گیا۔

تعلیم

علوم مروجہ: ناظرہ قرآن، فارسی، مولوی فضل الہی سے، عربی کا ابتدائی نصاب، مولوی فضل احمد سے۔ سترہ سال کی عمر میں صرف نحو منطق وغیرہ مولوی گل علی شاہ سے۔ طب اپنے والد مرزا غلام مرتضیٰ سے حاصل کیا۔

ملازمت

۱۸۶۳ء تا ۱۸۶۸ء ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ میں ۱۵ روپے ماہانہ پر ملازمت پر مامور رہا۔

خاندانی پس منظر

تاریخی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کے جد اعلیٰ چغتائی سلطنت کے مورث اعلیٰ بابر بادشاہ کے ہمراہ دہلی آئے۔ بہت سے دیہات بطور جاگیر ان کو ملے وہاں قلعہ تعمیر کئے، ایک ہزار فوج سوار اور پیادہ کے ساتھ وہاں رہے۔

مغلوں کی گرتی دیوار کے زمانہ میں مرزا گل محمد وسیع ملک بنانا چاہتے تھے مگر ناکام رہے۔ بالآخر سکھوں کے ساتھ ہو گئے۔ جب سکھوں کی باہمی جنگیں شروع ہوئیں تو اہلوالیا مسل کے حلیف رہے جس کو شکست ہوئی تو مرزا جی کے دادا کو قادیان سے فرار ہونا پڑا۔ سردار فتح سنگھ اہلوالیا کی پناہ میں بیگو چلے گئے۔ پھر راجہ رنجیت سنگھ اور سردار فتح سنگھ اہلوالیا کی متحدہ مہم میں نظام الدین خاں کو شکست دے کر ”قصور“ پر قبضہ کر لیا گیا۔

اس کارروائی میں مرزا غلام مرتضیٰ کی خدمت سے خوش ہو کر راجہ رنجیت سنگھ چار دیہات کی جاگیر بحال کیا اس طرح قادیان واپس آنے کا موقع ملا۔

اس دور میں پشاور کشمیر ہزارہ پر جتنے حملے سکھوں کے ہوئے وہ سب مسلمانوں کے خلاف تھے جس میں مرزا جی کا خاندان سکھوں کے ساتھ رہا۔

حکیم غلام مرتضیٰ جاگیر کی بحالی کے مقدمات میں مصروف ہو گئے۔



نئی انگریز حکومت پنجاب کے رئیسوں میں شمار کرتے ہوئے گورنر کے دربار میں کرسی کا انتظام کیا اور صرف ۷۰۰ روپے سالانہ اعزازی وظیفہ مقرر کی۔ مرزا اعطاء محمد کی وفات کے بعد ۱۸۰ روپے ہو گیا۔ مرزا جی کے تایا کے فوت ہونے کے بعد وہ بھی بند ہو گیا۔

### ملک کی عام حالت اور مسلمانوں کی ذہنی کیفیت

ایک پشت پہلے گئی دولت شاہانہ ٹھاٹ کے چھین لئے جانے پر جو گھٹن اور حسرت ہوئی ہوگی وہ معمولی نہ رہی ہوگی اور یہ بشری تقاضہ بھی ہے۔ فکری تقاضہ بھی ہوا ہوگا کہ نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی جائے۔

۱۸۵۷ء میں سیاسی بالادستی کھودینے کی وجہ سے مسلمان سخت ذہنی پریشانی اور مایوسی کا شکار ہو چکے تھے۔ اپنے اس اضمحلال سے چھٹکارہ پانے کے لئے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کب کوئی مرد خدا آ کر انھیں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ اس دور کے مسلم دانشور بھی احیائے قوم کے درد سے بے چین اور بے قرار تھے۔

اس وقت ان کو دوہری دشواری کا سامنا تھا۔

۱۔ ایک انقلاب زمانہ نے ان سے دنیوی حکومت اور جاہ و جلال چھین لیا۔

۲۔ یورپ کا مادی انقلاب جو انگریزوں کی وساطت سے ہندوستان پہنچ چکا تھا۔

اس موقع کو غنیمت جان کر دینی اقدار کو پامال کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

ان کے خیال میں مادی انقلاب کو اپنائے بغیر ان دونوں محاذوں پر مخالف طاقتوں سے نبرد آزما ہونا ممکن نہ تھا۔ انہی حالات میں سرسید احمد خان ایک نئی تحریک شروع کئے جس کا مقصد مسلمانوں کو مغربیت کی نئی اقدار سے روشناس کرانا اور انگریزی علوم و فنون میں مہارت حاصل کرانا تھا۔

اس تحریک کا مدار نئے انگریز حاکم کو اپنانے کے خیال سے مصلحتاً یا ارادۂ زیادہ تر نیچریت پر تھا۔ اس کا یہ اثر بھی قائم ہوا کہ اسلامی تربیت و تعلیم کے مقابلہ میں مادی خوشحالی امراء و حکام کی خوشنودی کو اولیت و اہمیت حاصل ہو گئی۔ جس سے قوم میں ملا اور مسٹر کی تفریق نے سر نکالا۔ اس طرح قوم میں دو ذہن اور دو طبقے پیدا ہو گئے۔

نتیجہ صدیوں کی ملی وحدت کا پیرہن چاک ہو گیا۔ انہی ملی حالات اور مرزا جی کی لٹ گئی خاندانی شان و شوکت، ایسے پر آشوب و انتشار کے موقع پر مرزا جی کے رفیق خاص کشمیر کے شاہی طبیب حکیم نور دین



نے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا کہ مثل مسیح کا لبادہ اوڑھ کر قوم میں جائیں تو دل و جان سے خیر مقدم ہوگا۔ یہ احیائے ملت کے لئے بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

۱۸۷۸ء میں مرزا جی نے ”براہین احمدیہ“ پچاس جلدوں میں اسلام کی حقانیت، دیگر مذاہب کی تردید میں قوی دلائل پر مشتمل لکھنے کا اعلان کیا۔ جس پر مسلم برادری سے کثیر مالیہ پیشگی پہنچایا گیا۔ ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۳ء کے دوران چار جلدیں شائع کر کے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ الہام اشاعت دین پر مامور فرمایا اور اس صدی کے مجدد ہیں۔

اس لئے اس کتاب کی اشاعت بند کی جاتی ہے۔

۱۸۸۶ء میں دوسری کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ تصنیف کیا اور ہوشیار پور میں آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ کیا۔ اس طرح مناظر اسلام اور مدعی الہام کی حیثیت سے شہرت پایا اس دوران عقیدت مندوں کا حلقہ بھی تشکیل پا گیا۔ ان عقیدت مندوں میں کشمیر کا شاہی طبیب حکیم نور دین مشیر و معاون بن گیا۔ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں اشتہاری اعلان شائع کرایا کہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صلی اللہ علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

اس میری تحریر پر ہر شخص گواہ رہے۔

(مہر منیر بحوالہ تبلیغ رسالت جلد دوم)

اُسی سال

مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات و اخلاق وغیرہ خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں رکھے ہیں۔

جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔ اس دعویٰ پر صبر نہ ہو سکا کچھ ہی عرصہ میں قدم آگے بڑھا۔ حیات مسیح علیہ السلام کو غلام بتا کر وفات مسیح علیہ السلام کا اعلان کر دیا۔ (فتح الاسلام توضیح مرام ازالہ اوہام)



پھر مسیح موعود مہدی معبود ہونے کا اعلان کیا۔ (توضیح مرام)

اس دعویٰ کے ۱۰ برس بعد معروف اسلامی عقیدہ ختم نبوت جس کا وہ خود بھی معتقد رہا کو غلط قرار دے کر

نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

### عجیب داستان

اگست ۱۹۰۱ء مرزا جی کے خطیب عبدالکریم نے جمعہ کے خطبہ میں انھیں نبی و رسول کہا۔

نماز کے بعد سید محمد احسن امروہی قادیانی نے خطیب سے جھگڑا کیا۔

اگلے جمعہ پھر وہی الفاظ دہرائے، نماز کے بعد مرزا جی کا دامن پکڑ کر کہا میں آپ کو نبی اور رسول مانتا

ہوں۔ اگر میں غلطی پر ہوں تو حضور مجھے درست فرمائیں۔

اس پر مرزا جی مڑ کر کھڑے ہوئے اور کہا مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب ہے اور دعویٰ ہے جو آپ

نے بیان کیا۔ یہ سن کر سید محمد احسن غصہ میں بھرے واپس آ گئے اور مسجد کے اوپر ٹھیلنے لگے۔ جب خطیب

عبدالکریم وہاں پہنچے تو سید صاحب ان سے لڑنے لگے آواز بلند ہوئی۔ مرزا جی مکان سے نکل آئے اور یہ آیت

پڑھے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ**

اس سے قبل خدا کا فرستادہ، خدا کا امین، مامور مثیل مسیح، مہدی معبود، مسیح موعود کے القاب استعمال

ہو رہے تھے۔ مگر خطیب صاحب نے عقیدت میں ختم نبوت کی فولادی دیوار کو ہٹانا چاہا۔

مرزا جی نے زبان اور قلم سے بصراحت نبوت کا اعلان شروع کر دیا۔

میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ خود جو خدائے تعالیٰ نے یہ

نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رو کر دوں یا کیوں کر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔ (ایک غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء)

### ظلی نبی

اس دعویٰ کے بعد مرزا جی کچھ عرصہ اپنے کو ظلی نبی ظاہر کرتے رہے۔

اس کی یوں وضاحت کی گئی کہ

نبوت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہی مل سکتی تھی نہ کہ براہِ راست جیسا کہ پہلے زمانہ

میں ہوا کرتا تھا۔

خاتم النبیین کا معنی



خاتم النبیین کے معنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں۔ اور آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی تھی۔

### مستقل صاحب شریعت نبی

کچھ عرصہ ظلی نبی رہنے کے بعد مرزا جی اس منزل پر پہنچ گئے جس کے تصور سے کامل بھی کانپتے تھے۔ اپنے مستقل صاحب شریعت نبی اور خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس ادب گاہ کو پھلانگ جانے کی جسارت کر دیا۔ جس کے نزدیک ہونے پر نہ صرف جبرئیل علیہ السلام کے پر جلتے تھے اور مشائخ عظام کو آزاوی سے سانس تک لینے کی جرأت نہ تھی۔ ادب گاہیت زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید آں جا

### مرزا جی پروچی

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت انجیل اور قرآن پر۔ (کتاب اربعین نمبر ۴)

### حسن ظن فطری قوت

تمدن کی اصلاح کے لئے حسن ظن بڑی دولت ہے مگر زمانہ کی رفتار اور مکاروں کی خود غرضیاں حسن ظن کو خاک میں ملا دیئے۔

مرزا جی بھی کہتے ہیں:

نیک ظنی انسان میں فطری قوت ہے جب تک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو اس وقت تک اس کو استعمال میں لانا طبعی خاصہ ہے۔

یعنی بدگمانی پیدا ہو تو نیک ظنی استعمال میں نہ لائی جائے۔ (براہین احمدیہ ص ۱۰۶)

دیکھتے ہیں اس اقعہ میں مرزا جی ٹھیک بیٹھتے ہیں کیا؟

لوگ نبوت مہدویت قائمیت شہادتیت کشفیت ولایت وغیرہ کے جھوٹے دعوے کر کے دنیا میں وجاہت حاصل کئے۔ یہ تو ایک ہی ایک دعویٰ کئے۔ مگر مرزا جی ایک دعویٰ پر قناعت نہ کر سکے۔

مجدد ہوں، محدث ہوں، امام زماں ہوں، مہدی موعود ہوں، عیسیٰ موعود ہوں، کلیم اللہ ہوں، حارث ہوں، نبی ہوں، رسول ہوں، خدا کی اولاد کے برابر ہوں، تمام انبیاء کے مثیل ہوں، ہمسر ہوں بلکہ افضل ہوں



، کن فیکون کا اقتدار رکھتا ہوں۔ مجھ پر سچی وحی آتی ہے خدا چہرہ سے پردہ اٹھا کر مجھ سے باتیں کرتا ہے میرے معجزات انبیاء کے معجزات سے بڑھ کر ہیں۔

میری رسالت اور نبوت کا منکر کافر ہے

قرآن وحدیث کی توہین اور ان میں تحریف وتصرف انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی۔ اہل اسلام خود اپنے ایمان کے مدارج کے موافق فیصلہ کریں کہ کیا اب بھی مرزا جی کے ساتھ حسن ظن کیا جاسکتا ہے۔ (افادۃ الافہام)

مسلمانوں کے سیاسی زوال مختلف دینی و اخلاقی کمزوریوں، خرافات وتوہمات کے دور میں اسلامی معاشرہ سے جہالت کی تاریکی کو دور کرنے میں مرزا جی کا حصہ کیا ہے؟ کیا ان کی تحریک سے ایمان وعمل صالح کی فکر پیدا ہوئی؟ دشمنان اسلام پر غلبہ وفلاح کا جذبہ پیدا ہوا؟ پوری زندگی اور تحریک کا مطالعہ کر لیا جائے تو خلاصہ یہ نکلتا ہے

وفات مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ

اگر اس مسئلہ سے کچھ وقت بچا تو، جہاد کی حرمت اور حکومت برطانیہ کی وفاداری دینی نزاعات میں نئی جھوٹی نبوت کا جھنڈا بلند کرنا۔

مقام غور

جتنے مذاہب اس دور میں پائے جاتے ہیں سب کے موجود زمانہ سابق کے ہی لوگ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہر دور میں ایسے مفتری کذاب بے دین پیدا ہوتے رہے۔ ایسی بدعت کے پھیلاؤ کے وقت اس کو روکنے کی فکر ضرور کرنا ہے۔ عموماً طبائع ایسے امور کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ ایسے وقت علماء کا توجہ نہ کرنا، باطل کی ترقی کا سبب بن جاتا ہے۔

مرزا جی کی ذاتیات اور دعویٰ سے کیا سرور کار.....؟

اس پُر فتن دور میں کوئی نبوت کا کیا خدائی کا بھی دعویٰ کرے تو کوئی نہیں پوچھتا۔

مگر چونکہ ہمارے نبی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین میں تصرف کر رہا ہے تو ہم پر حق ہے کہ



جہاں تک ہو سکے ان کی حفاظت کریں اور اپنے ہم مشربوں کو واقف کرادیں۔  
یہ قرآن اور حدیث کے مقابلے میں اپنے وحی والہام پیش کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ  
سَأُنْزِلَ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ (الانعام: ۹۳)

اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑے یا کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے دراصل  
حالیہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو یا اللہ کی نازل کردہ چیز کے مقابلہ میں کہے کہ میں بھی ایسی چیز نازل  
کر کے دکھا دوں گا۔

مسلمان کیا کریں

ایسے فتنوں کے وقت مسلمان کیا کریں۔

مخفی راز سے اللہ مسلمانوں کو واقف کرادیا ہے۔

جو فتنہ انگیزیاں کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ فتنہ انگیزی کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ یہ یہی کام کرتے رہیں  
گے۔ اور انجام کار رسوا ہوتے رہیں گے۔

ارشاد ہو رہا ہے

وَمَكَذِبِكُمْ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ مُّجْرِمِينَ لِيُذَكِّرُوا فِيهَا وَمَا يُمْكِرُونَ إِلَّا  
بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (انعام: ۱۲۳)

ترجمہ: اور اس طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم کو وہاں کے جرائم کا سرغنہ بنایا تاکہ وہ اس  
(بستی) میں مکاریاں کریں اور وہ (حقیقت میں) اپنی جانوں کے سوا کسی (اور) سے فریب نہیں کر رہے ہیں  
اور وہ (اس کے انجام بد کا) شعور نہیں رکھتے

بلکہ یہ ہماری آزمائش کے لئے ان کو پیدا کیا۔

ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ

جميعاً (مائدہ: ۱۰۵)



اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو تمہیں کوئی گمراہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر تم ہدایت یافتہ ہو چکے ہو، تم سب کو اللہ ہی کی طرف جانا ہے پھر وہ تمہیں ان کاموں سے خبردار فرمائے گا۔ جو تم کرتے رہے تھے۔

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

آخری زمانہ میں فتنہ کو برانہ سمجھو اس لئے کہ وہ منافق کو ہلاک کرے گا۔ یعنی جو ایمان میں کمزور ہوں گے وہ فوراً فتنہ پردازوں کی تصدیق کر لیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔ سچے مسلمان کمال ایمانی کی وجہ سے ان فتنوں سے محفوظ رہیں گے۔ کمزوروں کا علیحدہ ہو جانا ہی بہتر ہے تاکہ خالص مسلمان ممتاز ہو جائیں۔ رب العلمین کی عجیب حکمت ہے کہ جب کسی اہم شخصیت کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے تو اس کی آزمائش زمین پر ہمیشہ اس نام کے کافر مدعی چاروں طرف پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ اس طرح ایک سیدھی بات آزمائشی منزل بن کر رہ گئی۔

### حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ایسی ہی دجال شخصی

ان سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منسل طور پر حلیہ اور کارنامے بیان فرمائے کہ جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو۔

گویا یہ پیش گوئی درپیش گوئی ہے یعنی غلام احمد قادیانی یا اس جیسے مسیح موعود ہونے یا مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے۔

بالخصوص غلام احمد قادیانی دجال شخصی کا منکر ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی ان کی تفصیلات بیان فرما کر مرزا جی کے جھوٹے ہونے پر علامات سمجھا دیئے۔

اگر ان خلل اندازوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوتا تو بیان میں اتنے اہتمام کی ضرورت ہی کیا تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر یہ احسان ہے کہ جھوٹے مدعیان اور ان کے اندھے مویدان حق بین آنکھ سے اور صراط مستقیم پر چلنے والے قدم سے محروم۔

عاشقان و فدائیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ کمال خیر خواہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بیان تفصیلی فرمائے۔



فَسُبْحَانَ مَنْ جَعَلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ

فیصلہ

۲۷ اگست ۱۹۰۰ء

لاہور کی شاہی مسجد میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ مرزا جی کے ۲۲ جولائی  
۱۹۰۰ء کے بھجوائے اشتہار کے جواب میں عظیم الشان جلسہ کا اہتمام فرمائے۔  
مگر مرزا جی سے حاضر ہونے کی جرأت نہ ہو سکی۔

اس موقع پر معزز و مشہور علماء قادیانیت پر تفصیلی روشنی ڈالے۔ اور متفقہ فیصلہ صادر فرمائے۔ جس کا

خلاصہ یہ ہے:

قادیانی کو تحقیق حق منظور نہیں۔

اپنی شہرت و مشہوری چاہتا ہے۔

اس کے دعوے غلط بے بنیاد اور لغو ہیں۔

وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف

خود رسالت کا دعویدار

قرآن کی آیات کو اپنے اوپر نازل ہونا تحریر کرتا ہے۔

قادیان کو بیت اللہ سے نسبت دیتا ہے۔

مسجد قادیان کو مسجد اقصیٰ کہتا ہے۔

حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا منکر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کرتا ہے۔

بزرگان دین کے حق میں بے جا و ہتک آمیز تحریریں شائع کر کے دل شکنی کرتا ہے۔ اس کی عام اسلامی

مخالفت اور دینی عقائد سے اختلاف کے باعث علمائے ہندوستان اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔

یہ طے کیا گیا کہ جلسہ ہذا کی تمام کارروائی اہل اسلام کے لئے شائع کر دی جائے۔

واہ بہت خوب



مامور من اللہ خدا چہرہ سے پردہ ہٹا کر مجھ سے باتیں کرتا ہے۔

کن فیکون کا اقتدار رکھتا ہوں کا دعویدار

مواہب الرحمن تذکرہ اربعین نمبر ۳ اور ضمیمہ گولڈ ویہ میں ان الہامات ذکر  
تیری عمر اسی سال یا اس کے قریب یا چند برس زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھے  
گا۔

۱۶ مئی ۱۹۰۱ء میں گرداسپور کی عدالت میں حلفیہ بیان دیا گیا کہ عمر ۶۰ سال کے قریب

سن پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء

وفات: ۱۹۰۸ء

جملہ عمر: ۶۸ یا ۶۹ سال

۱۸۸۶ء یہ عمر ۳۶ سال اپنے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی لڑکی محمدی بیگم عمر ۱۳ سال سے نکاح کی  
درخواست کئے۔

۱۸۸۸ء میں اپنا الہام شائع کرایا کہ: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے تیری زوجہ بنایا یا کرہ ہو یا بیوہ  
ہو کر تیری زوجیت میں آئے گی۔ اگر کہیں اس کا نکاح کر دیا جائے تو خاوند اڑھائی سال میں اور والد تین سال  
میں فوت ہو جائیں گے۔“

مگر کیا ہوا؟

محمدی بیگم کا عقد مرزا سلطان محمد سے ہوا۔ مرزا جی ۱۹۰۸ء میں دنیا سے گئے۔

سلطان محمد ان کے عرصہ بعد تک رہے۔

صادق کے سامنے شریفنا ہو جائے گا

مرزا جی کے سابق ارادتمند ڈاکٹر عبدالحکیم اسٹنٹ سرجن پٹیالہ ۳۰ برس بعد مخالف محاذ میں آئے۔  
یہ پیشین گوئی کئے۔

پہلا الہام

۱۳ جولائی ۱۹۰۶ء کو مجھے الہام ہوا کہ مرزا جی مسرف کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریف

فوت ہو جائے گا۔ اور میعاد تین سال بتلایا۔



## دوسرا الہام

یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو مجھے الہام ہوا کہ  
مرزا آج سے ۴ ماہ تک سزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔

## مرزا کا جواب

۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو مرزا جی

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشن گوئی کا جواب بذریعہ اشتہار بہ عنوان ”خدا سچ کا حامی ہو“ شائع کرایا۔ اور ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء بعنوان تبصرہ دو الہامات یکے بعد دیگرے شائع کرائے گئے۔  
خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔  
ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔

اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے اور اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا۔  
دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۴ ماہ تیری عمر رہ گئی ہے یا دوسرے دشمن ایسا ہی پیشن گوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کروں گا۔

بہر حال مرزا جی ان ۴ ماہ کے اندر ہی

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء لاہور میں بعد عشاء مرض اسہال میں مبتلا ہوئے۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء سہ شنبہ ۱۰ ربیعہ دن دنیا سے اٹھالئے گئے۔

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء قادیان کی خاک میں ملا دیئے گئے اور ڈاکٹر عبدالحکیم ان کے بعد برسوں زندہ اور خوش و خرم رہے۔

والسلام علی من اتبع الهدی وامن بخاتمة الفضل الاولین والآخرین سیدنا محمد

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بما جاء به من عند خالقہ والحمد للہ رب

العلمین .



# مُدَّ عِیَانِ نبوت، تاریخ کی روشنی میں

مولانا ڈاکٹر سید جہانگیر نظامیؒ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے رسول آئے ہیں ان میں سے کسی نے یہ نہیں بتلایا کہ وہ ساری دنیا کے لئے رہنما بن کر آئے ہیں، بلکہ ہر نبی اپنی قوم میں اپنے علاقہ کے لئے مخصوص تھا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ ہر نبی سے یہ عہد لیتا رہا کہ اگر ان کے زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی نصرت و اتباع فرمائیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا“ (آل عمران آیت ۸۱)۔ برخلاف اس کے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور تعلیم ساری دنیا کے لئے ہے اور تا قیام قیامت آپ ہی کی رسالت جاری و ساری رہے گی اور آپ پر اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل فرمایا۔ بناء پر آپ کا پیغام اور اسوہ حسنہ تاریخی اعتبار سے بالکل مستند اور محفوظ ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آپ کی دعوت ساری کائنات کے لئے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا“ اور اگر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کی تعلیمات کے بارے میں غور کریں تو اس بات کو قبول کرنے کے سوا دوسرا پہلو نہیں ہے کہ آج تمام نبیوں میں صرف آپ ہی ایک ایسے نبی ہیں جن کی سیرت اور تعلیم کے متعلق ہمارے درمیان بالکل صحیح اور یقینی معلومات ہیں۔

ختم نبوت کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ رسالت خداوندی کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے



شروع ہوا تھا وہ اب مکمل ہو گیا۔ فرمایا ”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً“ (المائدہ آیہ: ۳۰) (آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو دین کی حیثیت سے چن لیا) چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کر لیا تھا کہ دین کی تکمیل ہو چکی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف لوٹ جائیں گے، کیونکہ رسالت مکمل ہو چکی۔ مذکورہ آیت شریفہ کے مطالعہ اور غور کے نتیجہ میں دو باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں، ایک یہ کہ اب سچا اور سیدھا راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ صرف قرآن مجید اور اُسوہ رسول ہی ہے۔ نیز آپ ہی تمام انسانوں کیلئے قیامت تک خدا کے پیغمبر ہیں اور آپ پر پیغمبری کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہو چکا۔ چنانچہ متعدد صحیح روایتوں میں آیا ہے کہ علامات قیامت میں سے ایک علامت خاتم النبیین کی بعثت ہے۔ اللہ تعالیٰ، انسان کی جس قدر ہدایت کرنا چاہتا تھا وہ سب اس نے اپنے آخری پیغمبر کے ذریعہ بھیج دیا۔ اب جو کوئی بندہ حق کا متلاشی ہو اور خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہو، اس کے لئے خدا کے آخری رسول پر ایمان لانے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں لہذا جو تعلیم آپ نے دی اس کو ماننے اور جو طریقہ آپ نے بتایا اس کی پیروی کرے ”ما اتاکم الرسول فخذوه و ما نہاکم عنہ فانتہوا“۔

نیز رسولوں و نبیوں کا سلسلہ جاری رہنے کی صرف تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ کسی جگہ کسی قوم کے پاس اب تک ہدایت ہی نہ پہنچی ہو۔ دوسری یہ کہ سابقہ نبی کا لایا ہوا پیغام یا تو مٹ گیا ہو یا اس میں تحریف ہو گئی ہو، تیسری یہ کہ سابقہ نبیوں کی ہدایات اور پیغام نامکمل تھا اور اس میں اضافہ یا ترمیم کی ضرورت باقی ہو۔ اور یہ بات واضح ہے کہ ان تینوں وجوہات میں سے کوئی بھی وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں پائی گئی اور نہ پائی جاسکتی ہے اور نہ پائی جائے گی۔ کیونکہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم، سیرت اور ہدایت بالکل محفوظ اور زندہ ہے۔

بناء بریں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین و کان اللہ بکل شیء علیماً“ (الاحزاب، آیہ: ۴۰) اور قرآن مجید کی حفاظت کے لئے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے ”انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون“ مولوی عبداللہ یوسف نے اس آیت کی تفسیر یوں کی:

When a document is sealed is complete and can be no futher



addition. The Holy Prophet Mohammed (SAS) closed the long line of messengers. Allah's teaching is and will always be continuous, but there has been and will be no prophet after Mohammed (SAS). The later ages will want thinkers and reformers. This is not an arbitrary matter it is a decree full of knowledge and wisdom for Allah Ta'ala has full knowledge of all things.

عربی لغت اور محاورے کے اعتبار سے ختم کے معنی مہر لگانے، بند کرنے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں اور حدیث شریف سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی (نبی) اس دارقانی سے رحلت فرماتے دوسرے نبی ان کے جانشین ہوتے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوں گے بلکہ خلفاء ہوں گے“ چنانچہ ارشاد بار تعالیٰ ”اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم“ (النساء: آیت ۵۹) کی تفسیر میں علماء ربانین نے ارشاد فرمایا ہے کہ اولوالامر سے مراد علماء و فقہاء ہیں جو دینی احکام کے درست معنی بتلاتے ہیں۔ حضرت عطاء بن رباح کا قول ہے ”اس سے اولوالعلم والفقہ مراد ہیں“۔ اور فرمایا ”رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی“۔ اس کی مزید وضاحت اس حدیث شریف سے ہوتی ہے ”ان مثلی و مثل الانبياء قبلي كمثل رجل بنى بيتا فاحسته واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة فانما اللبنة وانا خاتم النبیین“۔ میری مثال اور مجھ سے پیشرو انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے بہترین خوبصورت گھر بنایا لیکن ایک کنارہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کے اطراف گھومتے ہیں اور سراہتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس ایک اینٹ کی جگہ کو کیوں پُر نہیں کیا گیا۔ (تو آپ فرماتے ہیں) میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں“۔ پس اس واضح حدیث شریف کے بعد بھی کوئی منصب نبوت کا دعویٰ کرے یا اس کو مانے وہ کافر ہے اور خارج از ملت اسلامیہ ہے۔

ختم نبوت کے حتمی ہونے پر مذکورہ بالا آیات بینہ اور احادیث جامعہ و مانعہ کو بیان فرمانے کے ساتھ ساتھ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منافی جانب کو بھی ذکر فرمادیا تھا جو آپ کے بعد رونما ہونے والا ہے جو صحیحین میں مذکور ہے ”انه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبیین لاني بعدی“۔ فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے نبی ہوں گے۔ ان میں کا ہر ایک دعویٰ



کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایک اور حدیث شریف اس موضوع پر ان الفاظ میں وارد ہوئی ”ولا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريباً من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله“ فرمایا کہ قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی تا وقتیکہ جھوٹے دجال اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے جو تعداد میں تقریباً تیس ہوں گے ان میں کا ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ احادیث میں تیس کا لفظ وارد ہوا ہے۔ اس سے مراد صرف تیس نہیں کیونکہ حضور کی عادت شریفہ یہ تھی کہ کثرت کے لفظ کو ادا کرنے کے لئے تیس، چالیس اور ستر کا لفظ استعمال فرماتے۔

اب اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ آیا مدعیان نبوت کے واقعات صرف اسی امت محمدیہ میں رونما ہوئے یا دیگر امتوں میں بھی اس قسم کے مدعیان نبوت پائے گئے؟ تاریخ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اصل انجیل میں جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا تھا اور خاص احمد کے نام سے بشارت مذکور تھی لیکن جب اس کا ترجمہ پہلی مرتبہ یونانی زبان میں کیا گیا تو وہ ”پیر کلوطوس“ کیا گیا جس کے معنی احمد کے ہیں۔ پھر جب یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا تو اس کا معرب ”فارقلیط“ بنا۔ حضرت عیسیٰ کے بعد سے اہل کتاب ”فارقلیط“ کے منتظر تھے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا اور بعض نے انھیں فارقلیط کی حیثیت سے مان بھی لیا تھا۔ چنانچہ نس میسی نے دوسری صدی عیسوی میں دعویٰ کیا تھا کہ میں فارقلیط نبی ہوں جس کے بارے میں عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ بہت سے عیسائی اس پر ایمان بھی لائے تھے اور ولیم میور نے تاریخ کی کتاب کے تیسرے باب میں اس کا اور اس کے متبعین کا حال بھی بیان کیا ہے جو ۱۸۲۸ء میں لندن سے شائع ہوئی۔

یہ تو ذکر تھا دعویٰ نبوت قبل بعث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، لیکن جن صریح الفاظ میں خاتم النبیین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے جھوٹے مدعیان نبوت کا ذکر فرمایا ہے ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جاننے سے قبل ہی مدعیان نبوت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا جیسا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ”سئل ابن عباس عن رؤیا رسول الله فقال ابن عباس ذکر لی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال بینا انا نائم رايت انه وضع فی یدی سواران من ذهب فقطعتهما و کرهتهما فاذن لی فنفختهما فطارا فاولتهما کذابان یخرجان“۔

مسلمہ کذاب نے اسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن آپ کی زندگی میں یہ صوت کاذب، صوت



صادق کے سامنے نہ ابھرسکی۔ آپ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملنے کے بعد اسود عسی، طلحہ بن خویلد جیسے کئی مدعیانِ نبوت پیدا ہو گئے۔ مادہ پرست عورتیں بھی اپنے مکرو فریب کو آزمانے میں پیچھے نہ رہیں۔ چنانچہ قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت سجاح بنت رباح بھی نبوت کی دعویٰ ارب بن گئی اور مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی تھی۔ حضرت اسامہ ؓ کی موت کی مہم سے واپسی کے بعد حضرت ابو بکر ؓ نے ان جھوٹے نبیوں کے استیصال کی جانب توجہ کی اور مسیلمہ کذاب کی مہم حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔ حضرت عکرمہ ؓ ان کی مدد پر مامور ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ، طلحہ کی طرف پیش قدمی فرمائی، زبردست شکست کی بناء وہ شام کی جانب بھاگ گیا اور حضرت عمر ؓ کے دورِ خلافت میں دوبارہ مسلمان ہوا اور آپ کے دست مبارک پر تجدیدِ توبہ کیا اور گروہ اسلام میں شامل ہوا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ اور حضرت عکرمہ ؓ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں تھے۔ عکرمہ نے جوش و ایمان میں حضرت شرحبیل ؓ کے پہنچنے سے پہلے حملہ کر دیا جس کی وجہ سے شکست ہوئی۔ ان کی شکست کی خبر سن کر خلیفہ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو جو طلحہ کی سرکوبی سے فارغ ہو چکے تھے، حضرت شرحبیل ؓ کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ مسیلمہ کے تبعین چالیس ہزار سے زیادہ تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ تقریباً دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر اسلام کی قیادت فرما رہے تھے۔ ایک خونریز جنگ کے بعد بنی حنیفہ کو شکست فاش دی۔ مسیلمہ کو وحشی بن حرب قاتل سیدنا حمزہ ؓ نے جہنم رسید کیا۔ سجاح، شوہر کے قتل کے بعد بھاگ گئی۔

بنان بن سمعان تمیمی نے ۹۶ھ میں کوفہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں جس کے ذریعہ سے زہرہ کو بلا لیا کرتا ہوں، اس دعویٰ پر حسن ظن کر کے ایک جماعت کثیرہ اس کے تابع ہو گئی۔ یہ لوگ اس کی نبوت کے قائل ہو گئے۔ اس نے حضرت امام باقر ؓ کو یہ خط لکھا سلم تسلم و ترقی من سلم فانک لا تدری حیث یجعل اللہ النبوة یعنی تم میری نبوت پر ایمان لاؤ تو سلامت رہو گے اور ترقی کرو گے تم نہیں جانتے کہ خدا کس کو نبی بناتا ہے۔ خالد بن عبد اللہ قسری نے اس کو قتل کیا۔

ابو منصور عجل کوفی ۱۲۰ھ اس کی تعلیم میں یہ بات داخل تھی کہ رسالت کبھی منقطع نہیں ہو سکتی۔ رسول ہمیشہ مبعوث ہوتے رہیں گے۔ قرآن و حدیث میں جو جنت و نار کا ذکر ہے دو شخصوں کے نام ہیں اور اسی طرح مردار گوشت، خنزیر اور جوا حرام نہیں۔ ان چیزوں سے تو ہمارے نفوس کی تقویت ہے۔

منہاج السنہ میں ہے کہ مغیرہ بن سعید عجل کوفی ۱۲۹ھ جس کی نبوت کا قائل فرقہ مغیرہ ہے، اس کا دعویٰ



تھا کہ میں اسمِ اعظم جانتا ہوں اور اس سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اس نے پہلے امامِ زماں ہونے کا دعویٰ کیا پھر نبوت کا دعویٰ کیا۔ نیز اس نے آیت ”انا عرضنا الامانة على السموات والجبال“ (الاحزاب ۷۲) کا یہ مطلب نکالا کہ امانت خدا تعالیٰ کی یہ تھی کہ علی بن ابی طالب کو امام ہونے نہ دیا جائے۔ یہ بات آسمان و زمین و جبال نے قبول نہ کی، پھر وہ امانت انسان پر پیش کی گئی تو عمر نے ابو بکر سے کہا کہ تم ان کو امام نہ ہونے دو اور میں تمہاری تائید میں موجود ہوں۔ اس شرط پر کہ مجھے اپنا خلیفہ بنانا۔ انھوں نے قبول کیا۔ ان دونوں نے اس امانت کو اٹھالیا۔ سو وہ یہی بات ہے جو حق تعالیٰ فرماتا ہے ”و حملها الانسان انه كان ظلوما جهولا“ (الاحزاب ۷۲) یعنی وہ دونوں ظلوم و جہول ہیں۔ نیز اس کے مریدوں کو ناز تھا کہ کل تفاسیر اس طرح کے معارف سے خالی ہیں۔

ابوالخطاب اسدی نے ۱۳۴ھ میں کوفہ میں اپنے آپ کو امام جعفر کے متسبین میں مشہور کر کے لوگوں کا اعتقاد امام کے ساتھ خوب مستحکم کیا اور یہ بات ذہنوں میں جمائی کہ امامِ زماں پہلے انبیاء ہوتے تھے۔ پھر الہ ہو جاتے ہیں اور الہیت نبوت میں نور ہے اور نبوت امامت میں نور ہے اور ”واوحی ربک الی النحل“ (النحل: آیت ۶۸) سے یہ ثابت کرتا تھا کہ ہر مسلمان پر وحی ہوتی ہے۔ منصور کے زمانے میں مارا گیا۔

سقاح کے زمانے میں اسحاق اُخرس (یعنی گونگا) مغرب سے ۱۳۵ھ میں اصفہان میں آ کر فتنہ پردازیاں کیں اور طویل حکایتوں کے بعد کہا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے۔ مجھے جگا کر انھوں نے نہلایا۔ اس کے بعد مجھ پر نبوتی سلام اس طور سے کہا ”السلام علیک یا نبی اللہ“ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو نبی بنا کر اس قوم میں مبعوث کیا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد انوار اللہ فاروقی نور اللہ مرقدہ، یانی جامعہ نظامیہ نے اس کی تفصیل ”افادۃ الافہام“ میں تحریر فرمائی ہے۔

حکیم متع نے بغداد میں ۱۴۸ھ میں استدراج کر کے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ جب لوگ اس سے عقیدت کرنے لگے تو فرائض کو ترک کر دینے کا حکم دیا۔

محمود بن فرج غیشا پوری نے ۲۳۵ھ میں سامرا میں نبوت کا دعویٰ کیا کہ وہ ذوالقرنین ہے اور ایک خود ساختہ کتاب پیش کی کہ وہ قرآن ہے۔ جبریل کی وساطت سے اس پر نازل ہوئی ہے۔ لیکن ابھی صرف ۲ آدمی ہی اس پر ایمان لائے تھے کہ پکڑ کر متوکل کے دربار میں حاضر کیا گیا اور قتل کر دیا گیا اور اس کی اُمت قید



کر دی گئی۔

فارس بن تکی (۵۵-۲۵۱ھ) معتز باللہ کے زمانہ میں مصر کے علاقہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے عیسیٰ علیہ السلام کا مسلک اختیار کیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں اور ابرص، جذامی اور اندھوں کو شفا دے سکتا ہوں۔ بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو گئے اور اس کیلئے ایک عبادت خانہ بھی بنادیا۔

خوارزمی نے الآثار الباقیہ میں لکھا ہے کہ دولت عباسیہ ۴۴۲ھ میں نیشاپور میں ایک شخص فریز بن ماہ فروزین سات سال تک غائب رہنے کے بعد واپسی پر چین سے ایک نرم قمیص لایا جو مٹھی میں آسکتی تھی اور رات کے وقت مجوس کے قبرستان میں کسی بلند مقام پر چڑھ کر بیٹھ گیا جہاں اس کی زمین تھی۔ صبح جب اس مقام سے اترتا تو اس علاقہ کا کسان متعجب ہوا۔ دریافت کرنے پر بتلایا کہ اس مدت میں وہ آسمان پر گیا ہوا تھا اور اب وہیں سے آرہا ہے اور مجھے جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی اور خلعت بھی عطاء ہوئی۔ مجوسی اس کے معتقد ہو گئے۔ اس کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے کہا مجھ پر وحی بھی اتر ا کرتی ہے۔ ابو مسلم نے اسے قتل کر دیا۔

ذیل میں جھوٹے مدعیان نبوت، ان کا مقام اور زمانہ درج کیا جا رہا ہے:-

اسود بن کعب العنسی یمن ۱۰ھ، طلحہ بن خویلد خیبر ۱۱ھ، سیلمہ کذاب، یمانہ ۱۱ھ، سراج بنت حارث، جزیرہ بنی تمیم ۱۱ھ، بنان بن سمعان تیمی، کوفہ ۹۶ھ، ابو منصور عجل، کوفہ ۱۲۰ھ، مغیرہ بن سعید عجل، کوفہ ۱۲۹ھ، صالح بن ریف، اندلس ۱۳۰ھ، محمد بن فضل بن الخطاب، کوفہ ۱۳۴ھ، اسحاق اخرس، مراکش ۱۳۵ھ، حکم مقنع، بغداد ۱۴۸ھ، استادیس، ایران ۱۵۴ھ، ابو عیسیٰ بن یعقوب، اصفہان ۲۱۸ھ، علی بن محمد عبدالرحیم، بحرین ۲۳۹ھ، یہود بن ابان، بحرین ۲۶۰ھ، ابو العباس، قاہرہ ۲۹۸ھ، حمزہ زوزنی، مصر ۳۱۱ھ، بہا فریز بن ماہ فروزین، نیشاپور ۴۴۲ھ، حسین بن عمران، عراق ۴۸۳ھ، محمود احمد گیلانی، عراق ۶۰۰ھ، قطب الدین احمد، افریقہ ۶۵۵ھ، احمد بن حلال، دمشق ۸۰ھ، بایزید عبداللہ انصاری، ہندوستان ۹۰۱ھ، چراغ دین، کشمیر ۹۰۲ھ، عبداللہ، تماپوری گلبرگہ ۹۰۳ھ، عبداللہ پٹواری، چیچہ وطن ۹۰۷ھ، احمد سعید قادیانی، سمیر یال ۹۱۷ھ، احمد نور، قادیان ۹۱۸ھ، تکی عین اللہ، بہار ۹۲۰ھ، ٹھوٹھی، لاطین امریکہ ۹۲۶ھ، خواجہ اسماعیل، لندن ۹۳۰ھ، مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان ۱۹۵۱ھ، محمود مروا، ناٹجیر یا ۱۹۸۱ھ، محمد علی، غازی ۱۹۸۲ھ، غلام فرید، کٹک ۱۹۸۳ھ۔

مرزا کے اعتقادات و دعویٰ ملاحظہ فرمائیے:-

انجیل الہامی کتاب نہیں ہے اسی نے لوگوں کو گمراہ کیا۔ میں واصل حق ہوں وقت واحد میں رو مخلوق و



خالق سیرالی اللہ و فی اللہ سے فارغ ہوں۔ آنحضرت کا نائب ہوں۔ امام حسین سے افضل ہوں۔ صدیق اکبر سے افضل ہوں۔ کرشن جی ہونے کا دعویٰ ہے۔ مثیل آدم و نوح و یوسف و داؤد، موسیٰ و ابراہیم علیہم السلام ہوں۔ ظلی طور پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ معراج حضرت کا کشفی طور پر تھا ایسے کشفوں میں تجربہ کار ہوں۔ بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایہ دعویٰ ہے)۔ قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے۔ میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ میں اللہ کا نبی و رسول ہوں، خدا نے مجھے بھیجا ہے، خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے ”مبشر ابرہہ یاتی من بعدی اسمہ احمد“ وہ رسول میں ہوں۔ سچی وحی مجھ پر اترتی ہے۔ میرے معجزے انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔ میری پیشن گوئیاں نبیوں کی پیشن گوئیوں سے زیادہ ہیں۔ میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہے۔ میرا منکر کافر اور مردہ ہے۔ میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔ میرے منکر کو سلام نہ کرنا چاہئے۔ کل مسلمان جو میرا قرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔ میری جماعت دوسرے مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کر لے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔ میرے اُمتی پر عذاب نہ ہوگا۔ میرے اُمتی جنتی ہے۔ ان کے خاندان کو خاندان، رسالت اور ان کی بیوی کو اُم المؤمنین لکھتے ہیں۔ الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد میں ہے۔ الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔ اس فرزند کا آسمان سے اترنا اللہ کا اترنا ہے۔

یا ایہا المدثر، یرفع اللہ ذکرك، تیرے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہوگئی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا (الفتح: آیت ۱) اعمال ماشئت، یا احمد انا اعطیناک الکوثر، لولاک لما خلقت الافلاک۔ جو دعائو کرے گا میں قبول کروں گا۔ تیرا نام تمام ہوگا اور میرا نام تمام ہوگا۔ عرش پر خدا تیری حمد کرتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔

مرزا لکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل کا رتبہ حضرت مجدد دسر ہندی کی وجہ سے ملا۔ (العیان باللہ) اس کے تضادات کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ تفصیل کے لئے افادۃ الالہام فی رد ازالۃ الالہام تالیف حضرت شیخ الاسلام مجدد دین و محی الملک مولانا محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہ کا مطالعہ فرمائیے۔



حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے تمام حوالہ جات مرزا کی کتابوں سے نقل فرمائے ہیں۔ جن کی تفصیل مذکورہ کتاب میں ہے جو ردِ قادیانیت کی اولین اور جامع تالیف ہے۔

پہلے پہل بلاچوں و چراقرآن و حدیث کے مطابق صراحت و بداہت کے ساتھ خاتم النبیین پر نبوت کا قطعی طور پر ختم ہو جانا یقینی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ تاویل و تشکیل شروع ہوتی ہے۔ ولایت، مجددیت، محدثیت، اغوی نبوت، اصطلاحی نبوت، باطنی نبوت، جزوی نبوت، ظلی نبوت، یروزی نبوت، اُمتی نبوت، بالآخر مستقل نبوت کہ اس کی وحی قرآن کریم کے مساوی اور ہم پلہ قرار پائی۔ پھر مکمل نبوت جس کے بغیر نبوت محمدی ناقص رہ جائے اور لازمی نبوت کے انکار یا تردد سے ہر مسلمان کافر بن جائے بلکہ تمام ناواقف اور بے خبر مسلمان خود بخود کافر ہو جائیں۔ ختم نبوت کی کیسی انوکھی تفسیر اور ارتقاء نبوت کی کیسی عمدہ تصویر ہے۔

زندگی میں ایک زمانہ وہ تھا کہ اکابر اُمت کی خاک پا ہونے پر فخر تھا، یہاں یہ زمانہ آیا کہ اولیاء تو کجا انبیاء بھی نظر میں نہیں بھرتے اور خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مد مقابل واقع ہوئے ہیں، بے حقیقت نظر آتے ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اول جزوی فضیلت پاتے ہیں پھر بذات خود قرآنی پیشن گوئی ”اسمہ احمد“ کا حقیقی مصداق بن جاتے ہیں اور دیگر عظیم الشان قرآنی مبشرات محمدی کو خاص اپنے لئے منسوب کر لیتے ہیں۔ اب رہا انکشافات کا معاملہ، قادیانیوں کا حصہ ہے کہ ان اعتبارات کو برداشت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا ایمان تو کاغذ کا پتہ ہے اور پناہ مانگتا ہے۔

مرزا نے جب دیکھا کہ ہندوستان میں عام طور پر عربی ذوق نہیں ہے، مرزا کسی سے عربی قصیدہ لکھوانا چاہتا تھا۔ اسی دوران طرابلس سے ایک شخص سعید نامی ہندوستان آ کر حیدرآباد میں مقیم ہوا جو عربی کا شاعر تھا۔ مرزا نے ان سے ربط قائم کر کے مضبوط دوستی کر لی اور دونوں میں خط و کتابت جاری رہی۔ مرزا نے ان سے اپنے لئے عربی میں قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی۔ مرزا کے جھوٹے دعویٰ کا انھیں علم تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ مرزا کو عربی میں مہارت نہیں ہے تو قصیدہ میں غلطیاں رکھیں تاکہ علماء انکار کریں اور مرزا نے اسے اپنا معجزہ ظاہر کیا جو درحقیقت احمد طرابلسی کا ہے۔

مرزا کے ایک بڑے مناظر نے جن کا نام ولی الدین صاحب ہے، قادیانیت سے تائب ہو کر ردِ قادیانیت پر ایک کتاب لکھی۔ نبوت قادیانی کی دلیل ”صراط الذین انعمت علیہم“ جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سورہ فاتحہ میں ان لوگوں کی راہ طلب کی جاتی ہے جن پر انعام کیا گیا بالفاظ دیگر نبوت



کے حصول کی دعا ہے کیونکہ یہی سب سے بڑا انعام ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔ اس کا رد کرتے ہوئے ولی الدین صاحب نے جواب دیا کہ اگر سورہ فاتحہ میں نبی بننے کی دعا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از نبوت یہ دعا مانگنی چاہئے تھی، مگر اس دعاء کا نزول بعد از نبوت ہوا۔ اور آخر دم تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے رہے حالانکہ اس کی ضرورت باقی نہ رہی کیونکہ اس سے پہلے ہی آپ کو نبوت مل چکی تھی اور مقصد پورا ہو چکا تھا۔ ساڑھے تیرہ سو برس اُمت دعا مانگتی رہی اور کوئی بھی نبی نہ بن سکا۔ وہ بھی نبی نہ بن سکے جن کو رضائے الہی کا پروانہ صادر ہو چکا تھا۔ بقول قادیانی اُمت میں ایک نبی ہو یعنی مرزا غلام احمد مگر اس کی نبوت مشتبہ ہو گئی۔ بلکہ یہ خود بھی سترہ سال تک اپنی نبوت کو نہ سمجھ سکا اور انکار کرتا رہا اور پھر مرزا کی وفات کے بعد قادیانی اُمت کے پانچ فرقوں میں سے چار فرقے مرزا کی نبوت کا انکار کر بیٹھے۔ مذہب کی تاریخ میں مدعی نبوت کے دعویٰ میں اشتباہ پہلی مرتبہ ہوا۔ سورہ فاتحہ کی اس دعا میں نبوت مانگی جا رہی تھی تو خود مرزا کو سترہ برس تک اپنی نبوت کا منکر نہ بننا پڑتا۔



## فتنہ قادیانیت کا سدّ باب کیسے؟

از: شاہ محمد فصیح الدین نظامیؒ

قرآن حکیم کی ساری تعلیم عقل سلیم کے عین مطابق ہے۔ قرآن اپنے ہر دعوے کے ثبوت میں ٹھوس عقلی دلائل پیش کرتا ہے اس نے کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں کہی جس کو عقل سلیم تسلیم نہ کرتی ہو۔ قرآن پہلیاں نہیں بکھواتا بلکہ جو بات بھی کہتا ہے وہ نہایت فطری، سادہ اور دلنشین انداز میں کہتا ہے۔ قرآن حکیم کی اسی عقلیت اور سادگی نے اسلام کو اس کرۂ ارض کے گوشہ گوشہ تک بڑی تیزی سے پھیلا دیا۔ قرآن کی خصوصیات میں کلیت اور ابدیت شامل ہے۔ اس پاک کتاب مبین میں ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر یہ کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

لغت میں ختم کے معنی مہر لگانے بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ خاتم القوم کے معنی ہیں آخر ہم، یعنی قبیلہ کا آخری آدمی، اسی طرح لغت کے اعتبار سے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہوں گے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ چودہ سو برس سے تمام مفسرین اس کے یہی معنی بتاتے آئے ہیں۔

حضارِ سمینار! یہ ایک عجیب پیش گوئی ہے اور اس کے اندر ایک عجیب طاقت منجانب اللہ موجود ہے۔ ایران کے زرتشتی ہوں یا ہندوستان کے مہارشی، بنی اسرائیل، مصری، چینی ہر ایک کی تاریخ میں دعوائے نبوت کسی نہ کسی



شکل میں ملتا تھا لیکن جب سے کلام اللہ میں آیت زیب عنوان کا نزول ہوا اور ختم نبوت کا فرمان سنایا گیا اب کوئی قوم بھی اور نگِ نبوت پر کسی کو نہیں بٹھاتی اور نہ ہی تسلیم کرتی ہے اس میں یہی راز و نکتہ پوشیدہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور جان نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ نور النور کی بعثت و ختم نبوت کے اعلان کے بعد دنیا کے جملہ مذاہب کے دماغوں اور طبیعتوں سے یہ بات بھی نکال دی گئی کہ خود ان کے مذاہب کے اندر بھی کسی کو پیغمبر نبی، رسول اور اوتار کہا جائے۔

عالم انسانیت کا یہ عملی فیصلہ، یا دنیا بھر کا طبعی میلان بلکہ فطری وجدان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قدرت نے اس خصوصیت کو وجود اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص رکھنے میں کیسی زبردست حفاظت فرمائی ہے۔ ایسا اس لیے بھی ہوا کہ دعویٰ کرنا بڑا آسان ہے مگر زمانِ مستقبل پر حکومت کرنا دشوار ہے اور یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ چودہ صدیاں اور مختلف مذاہب کا رویہ اس کی تائید میں موجود ہے۔ جس چیز کی تائید میں خود نیچر ہو وہاں تصنع کا کیا دخل ہو سکتا ہے۔

(رحمۃ للعالمین جلد سوم ص ۸۹، مطبوعہ ۲۰۰۱ء)

بعض صوفیہ کرام کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ انہوں نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا پہلے تو ان روایات کی صحت انتہائی مشکوک ہے ولو بالفرض اگر ثابت بھی ہو جائے کہ کسی نے انا الحق اور کسی نے سبحانی ما اعظم شافی کہا ہے تب بھی یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ خدا بننا تو ان کو سہل نظر آیا مگر نبی کہلانے کی جرأت وہ بھی نہ کر سکے۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اہل سنت و جماعت اس کلیہ پر بصدق دل و جان عقیدہ رکھے ہیں کہ حضور پاک صاحبِ لولاک کے بعد کوئی جدید نبی نہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ حضور پاک کی ذات مطہرہ فضائل کثیرہ، محامد جمیلہ اور تسعوت معکثرہ، صفات کاملہ کی جامع کامل و اکمل و مکمل ہے۔ اس لیے آنحضور، خاتم المرسلات ہی نہیں خاتم الادیان بھی ہیں اور خاتم الکتاب بھی ہیں، خاتم جوامع الکلم بھی ہیں۔ خاتم الحسن بھی ہیں خاتم الکمال بھی، خاتم الجمال بھی ہیں، خاتم الاخلاق بھی ہیں خاتم الاسباق بھی ہیں، خاتم الاسوہ ہیں، خاتم القدوہ ہیں، خاتم العلوم والحقائق ہیں، خاتم الفنون والدقائق ہیں۔

ختم نبوت میں تمام مرسلین عظام علیہم السلام کی صفات عالیہ جمع ہیں یعنی انا نبی آدم، استقامتِ نوح، حلمِ اسماعیل، علمِ خلیل، درسِ ادریس، تحقیقِ شیت، حقانیتِ اسحاق، عاقبتِ بنی یعقوب، نورانیتِ یوسف،



صالحیتِ صالح، جمعیتِ شعیب، لطافتِ ہود، عبرتِ عزیز، شکوہِ سلیمان، اندوہِ یحییٰ، دادِ داؤد، دعائے یونس، ایابِ ایوب، ذبابِ ذکر، امامتِ ہارون، ایناسِ الیاس، زہدِ عیسیٰ، علوِ موسیٰ، احسانیتِ لقمان، انقیادِ خضر، ساعیِ الیسع، کفایتِ ذوالکفل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

اے کہ برتختِ سیادت زازل جاداری

آنچہ خواباں ہمہ دا رند تو تنہا داری

ختمِ نبوت کا مطلب معراجِ کمالِ عقلِ انسانی..... ختمِ نبوت اتمامِ نعمتِ ربانی..... ختمِ نبوت خاتمِ الامم کی دلیل ہے..... ختمِ نبوت عروجِ انسانی کی شاہد ہے..... اللہ کے نور سے پہلے کوئی نور نہیں..... وصلی اللہ علی نور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

رحمۃ للعالمین خاتمِ نبوت ہیں تو دوسری طرف قاسمِ ولایت ہیں، قاسمِ عطایا ہیں قاسمِ برایا ہیں۔ خاتمِ نبوت وہی ہیں جو قاسمِ الخلافت ہیں یعنی حضرموت، عمان، عراق، فلسطین، شام، مصر، افریقہ، انڈونیشیا، سوڈان، ایران، افغانستان، جزائر، مالٹا، خراسان کی فتوحات انہی کے خلفاء و حکم برداروں کو حاصل ہوئیں۔

چودہ صدیوں سے ختمِ نبوت برہانِ قاطع اور دلیلِ ساطع بن کر چمک رہی ہے اور عید و معبود کے رشتہ کو استحکام بخش رہی ہے۔ یہ ختمِ نبوت ہی کا اعجاز ہے کہ مسلمانوں کی عبادت، محراب و منبر کے علاوہ پاک قطعہ زمین پر بھی شرفِ قبولیت پاگئی اس لیے اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کو ختمِ نبوت کے لیے مسجد قرار دیا۔ انسان کی اصل مٹی ہے، مٹی کہاں نہیں ملتی، جہاں پانی نہ ہوگا وہاں پر مٹی ضرور مل جائے گی۔ نگاہِ نبوت میں کائنات کا پتہ پتہ توحید کا نغمہ سرا ہے، خاتمِ نبوت کے سامنے ریگستان کا ذرہ ذرہ انوارِ قدسی کا آئینہ دار ہے۔ عینِ رحمتِ عالم میں ہر شے مظہرِ جمالِ لم یزلی اور مراۃِ جلالِ قدسی نظر آتی ہے۔ سماعتِ ختمِ نبوت میں پتھروں کی تسبیح اور سبزہ کی تحمید ہر وقت گونجتی رہتی ہے۔ بصارتِ ختمِ نبوت میں آسمان و زمین کی فضاءِ نعرۂ بکبکیر و زمزمہ تہلیل سے بھری ہوئی نظر آتی ہے اسی لیے تمام روئے زمین مسجد بنادی گئی۔ (تلخیصِ رحمۃ للعالمین جلد سوم ۲۰۰۱ء)

ختمِ نبوت ایک عقیدہ کے ساتھ تکمیلِ دین اور تحفظِ دین کا لازمی نتیجہ ہے اس کی اہمیت ایک مستقل عقیدے کی ہے۔ قرآن و سنت کے بعد اجماعِ صحابہ کا درجہ ہے۔ تمام صحابہ کرام نے مسلمانہ کو محض دعوائے نبوت پر اس کو کافر اور ملتِ اسلامیہ سے خارج قرار دیا۔

اجماعِ صحابہ کے بعد اجماعِ امت دینی مسائل میں حجت ہے پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک ہر



زمانے کے اور پورے عالم اسلام کے علماء اس پر متفق ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔ چودہ سو برس سے مسلمانوں کو صرف مسلمان نہیں بلکہ مسلمانہ کذاب کہا جاتا ہے۔ گزشتہ صدی میں قادیانی فتنہ کھڑا ہوا تو مکہ مکرمہ کی ایک کانفرنس میں پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کی (108) مذہبی، سیاسی اور سماجی تنظیموں نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو خارج از ملت قرار دیا۔ ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ ابھی کذابوں کا دروازہ بند نہیں ہوا اور کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آسکتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے

عن ثوبان انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح مروی ہے۔

(جلالہ العلم ص 503، مطبوعہ گولڈن پریس 1999ء)

استاد گرامی قدس سرہ جلالہ العلم حضرت علامہ رشید پادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرات! اگر مرزائیوں کے زعم قاسد کی بناء پر بالفرض نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے اور تمام آیات الہی و احادیث نبوی اور سلف و حلف کے عقائد سے تھوڑی دیر کے لیے چشم پوشی بھی کی جائے تو یہ دیکھنا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء اربعہ اور دیگر صحابہ اور پھر اولوالعزم تابعین، ائمہ ہدیٰ، اولیاء کرام جیسے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ جمیری رحمۃ اللہ علیہ، جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کیوں نبوت کا ادعا نہیں کیا جن کے اندر فیوضات و کمالات نبویہ بدرجہ اتم موجود تھے اور جنہوں نے نبوت کا حقیقی کام اصلاح جس عہدگی سے انجام دیا اس کی شہادت آج سارے عالم میں پرچم اسلام لہرانے سے ظاہر ہے لیکن ان میں سے کسی نے کسی قسم کی نبوت کا بھی اعلان و ادعا نہیں کیا اور نہ لوگوں میں اب تک نبی سے مشہور ہیں حالانکہ نبوت کوئی چھپانے کی چیز نہ تھی پھر ان کے بعد کون ایسا شخص ہے جس کے اندر ان کا عشر عشر بھی موجود نہ ہو اور وہ کیسے نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور حق یہ ہے کہ ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ۔

(جلالہ العلم ص 504، مطبوعہ گولڈن پریس 1999ء)

رفیقان گرامی! قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء

مبعوث ہوتے رہے ہیں۔

پہلی حالت

۱۔ ایک حالت یہ کہ کسی خاص قوم میں کوئی نبی پہلے نہ آیا ہو اور دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام



اس تک نہ پہنچ سکا ہو۔

### دوسری حالت

۲۔ دوسری حالت یہ کہ گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو یا اس میں تحریف کر دی گئی ہو اور اس نبی کے نقش قدم پر چلنا ممکن نہ رہا ہو۔

### تیسری حالت

۳۔ تیسری حالت یہ کہ دین مکمل نہ ہوا اور دین کی تکمیل کے لیے نبی بھیجا جائے۔

### چوتھی حالت

۴۔ چوتھی حالت یہ کہ ایک نبی کی مدد کے لیے دوسرے نبی کو بھیجا جائے ان چاروں حالتوں پر بھی ایک حالت بھی اب باقی نہیں رہی۔

(اسلام کی بنیادی تعلیمات، ص ۳۱/۳۲ پروفیسر سید عطاء اللہ حسینی قدسی گریجویٹ پبلشر، کراچی 1983ء)

### سد باب کیسے ہو؟

قادیانیت کے سد باب کی کوششیں اس فتنہ کے ظاہر ہونے کے بعد سے ہی شروع ہو گئیں چنانچہ مختلف طریقوں سے اس فتنہ کی سرکوبی میں مشائخ عظام و علماء کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۱۔ دین و ایمان کی جلا کر بھسم کر دینے والی اس ناپاک و مفسدانہ تحریک کو کچلنے کے لیے کشمیر سے کنیا کماری اور دکن سے دہلی تک علماء و مشائخ سر سے کفن باندھ کر میدان میں آ گئے چونکہ یہ فتنہ کتابوں اور تحریروں کے ذریعہ پھیلایا گیا تھا چنانچہ کتابوں کے ذریعہ اس کا جواب دیا گیا اور قرنِ قادیانی کو کاٹنے کے لیے، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا احمد رضا خاں رضا، پیر مہر علی شاہ جیلانی، ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ کے علاوہ بہت سے علماء و مشائخ نے کتابیں لکھیں اور حرف بہ حرف قادیانیت کا رد کیا۔

۲۔ سرزمین دکن پر استاذ سلاطین آصفیہ، شارح فتوحات مکیہ شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ نے اپنی بے نظیر کتب افادۃ الافہام دو جلد (720 صفحات) (جس کی تعریف امام احمد رضا خاںؒ نے فرمائی) انوار الحق (183 صفحات) کے ذریعہ قادیانی زہر کا تریاق دیا۔ اس کے علاوہ مولانا الیاس برنی چشتی قادری، مولانا قاری شاہ محمد تاج الدین قادری، علامہ سید رشید پادشاہ قادریؒ سابق معتمد صدر مجلس علماء دکن و دیگر علماء نے بھی کتابوں کے ذریعہ اس فتنہ کا سد باب کیا۔



۳۔ قادیانی فتنہ کے سدباب کا ایک ذریعہ مناظرے بھی ہیں جن میں بالقابل بحث و مباحثہ کے ذریعہ قادیانیوں کو شکست فاشیت دی گئی۔

۴۔ وقتاً فوقتاً کتابچے اور دستی ورقیے، پوسٹرس وغیرہ کی اشاعت کے ذریعہ بھی ماضی کی طرح اس وقت بھی اس فتنہ کا سدباب کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ عوامی اجلاس بھی اس میں مفید و کارگر ثابت ہوتے ہیں جن میں ان کے مکر و فریب سے سادہ لوح مسلمانوں کو واقف کروا کر ان سے بچنے کی تلقین کی جاسکتی ہے۔

۶۔ اہل علم و دانشوروں کے لیے سمینار کا طریقہ موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس عصری طریقہ کار کو مد نظر رکھتے ہوئے مرکزی درس گاہ جامعہ نظامیہ میں ایک قومی سمینار بعنوان ”براہین ختم نبوت“ 1998ء میں منعقد کیا گیا تھا جس میں معزز ریسرچ اسکالرس نے ختم نبوت کو قرآن حدیث فقہ اور تاریخ کی روشنی میں مدلل مقالوں کے ذریعہ واضح کیا اور اس کے سدباب کی مختلف صورتوں سے آگاہ کیا۔ یہ معلوماتی مقالات جامعہ نظامیہ کے سالانہ ترجمان ”انوار نظامیہ“ میں فروری 2000ء کو اہتمام سے شائع کئے گئے۔ اس طرح دکن کی سرزمین پر تحفظ عقائد سنیہ بالخصوص ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ اہل سنت کی حرز جان بنا ہوا ہے۔ یکم جون 30 اگست 2007ء امارت شرعیہ اے پی نے بھی اپنی سہ ماہی تحریک روقا دیا نیت چلائی۔ پانچ ہزار کی تعداد میں معلوماتی فولڈرس شائع کر کے مفت تقسیم کیا گیا نیز عوامی سطح پر اجلاس منعقد کر کے اس فتنہ سے بچنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ علماء مشائخ و ریسرچ اسکالرس میں اپنا تعاون دے رہے ہیں۔



WWW.NAFSEISLAM.COM





قَاوِیَانِیت سے متعلق اہم فتاویٰ



# قادیانی فرقہ کا شرعی حکم

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی<sup>۱</sup>

**سوال ۱:** قادیانی فرقہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے سلسلے میں باطل تاویلات کا سہارا لیکر غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا ہے تو اس کا اور اسکے پیغمبرین کا کیا حکم ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ (ذوالفقار احمد، تالاب کتبہ حیدرآباد)

**جواب ۱:** حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے متعلق ختم نبوت کا عقیدہ کہ آپ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے جو قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے عبارت النص اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا انکار کرنا یا انہیں کسی قسم کی کوئی تاویل کرنا صریح کفر ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرمایا: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ (سورۃ احزاب - ۴۰) ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا رے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے۔

کتب صحاح و سنن، معاجم و مسانید میں اس مضمون کی متعدد احادیث شریفہ موجود ہیں جو تو اتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں بطور نمونہ صحیح بخاری شریف اور جامع ترمذی شریف سے روایت ذکر کی جاتی ہے، صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۳ پر ایک طویل حدیث شریف میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: **إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ اللَّهِ** بعدی ترجمہ: مگر یہ کہ میرے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۳ میں ہے: **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّسَالَةَ**



والنبوة قد انقطعت فلا رسول ولا نبي بعدى . ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک رسالت و نبوت بالیقین منقطع ہو چکی ہے میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی رسول۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ میں ہے: اذالم يعرف الرجل ان محمد اصلى الله عليه وسلم آخر الانبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذا فى الائمة . ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔

اور فقہاء کرام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی نبوت پر معجزہ طلب کرے اور یہ طلب اس کے اظہارِ عجز و رسوائی کے لئے نہ ہو تو یہ طلب کرنے والا بھی کافر قرار پاتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ میں ہے: وكذا لك لو قال انا رسول الله او قال بالفارسية من يفسد رم يريد به من يفسد رمى بكم يكفر ولو انه حين قال هذه المقالة طلب غير منه المعجزة قيل يكفر الطالب والمتأخرون من المشايخ قالوا ان كان غرض الطالب تعجيزه وافتضاحه لا يكفر . ترجمہ: اسی طرح اگر کوئی کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں جس سے مراد یہ لے کہ میں پیغام پہنچانے والا ہوں، تب بھی وہ کافر ہو جائیگا۔ اور اگر اس کے اس دعویٰ پر کسی نے معجزہ طلب کیا تو وہ بھی کافر ہو جائے گا، اور متاخرین فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر اسکو عاجز کرنے اور رسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ نصوص بالا کی روشنی میں عرب و عجم، شرق و غرب شمال و جنوب کے جملہ علماء اسلام نے بالاتفاق مرزا قادیانی اور اس کے تبعین کو خارج عن الاسلام اور کافر قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

قادیانیوں کے جلسوں میں شریک ہونا اور ان سے تعلقات رکھنا؟

سوال ۴۴: قادیانی فرقہ کے لوگ شہر میں بڑے پیمانہ پر ایک جلسہ منارہے ہیں ان کے

جلسوں میں شریک ہونا اور ان سے تعلقات رکھنا شرعاً کیسا ہے؟ محمد عبدالرحمن، ملک پیٹ، حیدرآباد

جواب ۴۴: کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں یہ فرقہ دائرہ اسلام سے خارج، کافر

و مرتد ہے، لہذا اس فرقہ کے ساتھ تعلقات رکھنا اور اسکے جلسوں میں شریک ہونا عامۃ المسلمین کے لئے ناجائز و حرام ہے، البتہ اس کے باطل نظریات کا رو کر کے اس پر حق کو واضح کرنے کے لئے علماء حق کا ان سے ربط و گفتگو کرنا ایک استثنائی نوعیت کا حکم ہے، اور ان کے مذہب کو حق سمجھتے ہوئے ان سے تعلقات اور ان کے



جلسوں میں شریک ہونا بجائے خود کفر و ارتداد ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَمَا يَنْسِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدَ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ**۔ (سورہ انعام- ۶۸) ترجمہ: اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو۔ **وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَيُمْسِكُمُ النَّارُ**۔ (سورہ صود- ۱۱۳) اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آتش جہنم آچھوے گی۔

صحیح مسلم شریف میں روایت ہے: **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَابُونَ يَاتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا انْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَيَاكُمُ وَيَاكُم لَا يَضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتَنُونَكُمْ** (صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۰، حدیث نمبر: ۷)

ترجمہ: حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: آخری زمانے میں دجال کذاب، فریب دینے والے جھوٹے لوگ آئیں گے تمہارے پاس ایسی روایات لائیں گے جسکو نہ تم نے سنا ہے اور نہ تمہارے آباء و اجداد نے، تم ان سے دور رہو! اور انہیں اپنے سے دور رکھو! کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر ڈالیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر ڈالیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے بد مذہبوں کی صحبت و تعلقات سے اجتناب کرنے سے متعلق سخت ارشادات فرمائے ہیں جیسا کہ سنن ابن ماجہ شریف، مقدمہ، باب القدر، ص ۱۰، حدیث نمبر: ۸۹ میں ہے: **وَأَنْ مَرَضُوا فَلَا تُعَوِّدُوهُمْ وَأَنْ مَاتُوا فَلَا تُشْهَدُوهُمْ وَأَنْ لَقِيَتْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ**۔ ترجمہ: اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو تم انکی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو، اور اگر ان سے ملاقات ہو جائے تو انہیں سلام مت کرو۔ واللہ اعلم بالصواب

### قادیانی کے جھوٹے، دعویٰ نبوت کا ثبوت

سوال ﴿۳﴾: قادیانی لوگ کہہ رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور ہم قادیانی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں، کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟ میں نے قادیانیوں کی کتابوں میں دیکھا ہے غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اخبار و حکایات بیان کردہ کی تصدیق کرتے تھے اس کے لئے یہ ضرور نہیں ہوتا تھا کہ وہ تصدیق وحی کی رو سے ہو بلکہ محض منجر کے اعتبار کے خیال سے تصدیق کر لیا کرتے تھے۔ ایک مقام پر عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے متعلق لکھا ہے: وہ احیائے



موٹے نہ تھا بلکہ قریب الموت مردہ کو مسمریزم کے عمل سے چند منٹ کیلئے حرکت دے دیتے تھے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے سے متعلق غلام احمد قادیانی کا یہ کہنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی قرآن کریم کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ (محمد ایوب، سوامی گوڑہ)

**جواب ۳۳:** مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مختلف باطل دعوے کئے: دعویٰ مجددیت، محدثیت، مثلیت عیسیٰ علیہ السلام، عیسویت، بالآخر نبوت کا دعویٰ کیا، (نعوذ باللہ من ذالک) غلام احمد قادیانی نے ازالۃ الاوہام، حصہ دوم ص ۲۲۱ میں نبوت کا واضح اور صریح دعویٰ کیا ہے: اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیث اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (نعوذ باللہ من ذالک) جیسا کہ غلام احمد قادیانی کی کتاب ازالۃ الاوہام، حصہ دوم ص ۲۲۲ میں ہے: محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

ازالۃ الاوہام، حصہ اول ص ۵۰۵ میں اس نے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل ہونے کا دعویٰ ان الفاظ میں کیا ہے: اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء و امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفیٰ صلائی اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اس قسم کی بہت سی عبارتیں قادیانیوں کی کتابوں میں لکھی ہیں جس سے اس کا نبوت کا دعویٰ کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی، بروزی یا جزوی طور پر آنے والا نہیں، آپ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے، آپ کے بعد نہ نبوت تامہ ہے اور نہ ناقصہ، جب غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعویٰ کیا



ہے جیسا کہ اسی عبارتوں سے معلوم ہوا، اس کے باوجود قادیانیوں کا کہنا کہ ”اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا“ خلاف واقعہ بات، دروغ گوئی اور حقیقت کا انکار ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہوئے آپ کے بعد کسی اور کو کسی بھی اعتبار سے نبی تسلیم کرنا، بجائے خود ختم نبوت کا انکار، نص قطعی کے خلاف اور کفر و ارتداد ہے، اس مسئلہ سے متعلق گذشتہ ہفتوں میں تفصیل سے جواب دیا جا چکا ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ، احادیث شریفہ شریعت کامآخذ ہیں، جس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا حکم خداوندی ہے اور اس سے انحراف اور اس کا انکار وحی الہی اور حکم خداوندی سے انحراف ہے، حدیث شریف سے متعلق ارشاد الہی ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ . ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے، وہ تو وحی ہوتی ہے جو آپ کی جانب کی جاتی ہے۔ (سورۃ النجم-۳)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا اَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا . ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو کچھ عطا فرمائیں اس کو لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ (سورۃ النحر-۷)

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث شریف کو اپنی وحی قرار دیا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں اسے بصدق دل ماننے اور بلا چوں و چرا اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے، اس کے باوجود حدیث شریف کے بارے میں یہ کہنا کہ ”یہ ضرور نہیں تھا کہ وہ تصدیق وحی کی رو سے ہو“، حدیث پاک کی توہین ہی نہیں قرآن مجید کی مذکورہ آیتوں سے انحراف اور انکار ہے۔

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان اس کے انکار سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: اس دعوے اور دلیل کی تصدیق سوائے مرزا صاحب پر ایمان لانے والوں کے دوسرا کوئی مسلمان نہیں کر سکتا بلکہ اہل ایمان کے پاس ایسا خیال کفر سے کم نہیں۔ (انوار الحق ص ۵۰)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزات عطا فرمائے ہیں کہ وہ مادرزاد اندھوں کو بینا کرتے، بیماروں کو چنگا کرتے، اور مردوں کو زندہ کرتے۔ ان معجزات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بزبان عیسیٰ علیہ السلام بیان فرمایا: وَاَبْرَأَ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاحْيَ الْمَوْتِیَ بِاِذْنِ اللّٰهِ . ترجمہ: اور میں مادرزاد اندھوں



کو بیٹا اور کوڑی کے مریض کو چنگا کرتا ہوں، اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ (سورۃ ال عمران - ۴۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے قرآن کریم کی مذکورہ آیت مبارکہ سے ثابت ہے، جس پر ایمان لانا، یقین رکھنا ایمانی فریضہ ہے، کوئی مسلمان اس میں ادنیٰ درجہ کا شبہ نہیں کر سکتا چہ جائے کہ انکار کرے، مرزا غلام احمد قادیانی نے مردوں کو زندہ کرنے کے معجزہ کو جو ”مسمریزم کے عمل سے چند منٹ کے لئے حرکت دینا“ کہا ہے، مذکورہ آیت قرآنیہ کا انکار اور کفر ہے۔

قادیانیوں کی عبادت گاہ میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال ﴿۴﴾:

بعض مقامات پر قادیانی گروہ کی مسجد دیکھنے میں آتی ہے، بعض دیہاتوں میں قادیانی فرقہ کی مسجد کے سوا کافی دور تک کوئی مسجد نہیں ہوتی، کیا ایسی صورت میں قادیانی فرقہ کی مسجد میں نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ مہربانی فرما کر قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

عبدالسلام، امریکہ، بذریعہ ای میل

جواب:

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی برکت سے ساری زمین کو پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنادیا جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے، عن ابی ہریرۃ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ..... وجعلت لی الارض طهوراً ومسجداً وارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبیون.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ..... ساری زمین میری خاطر پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے اور میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم شریف، کتاب المساجد ومواضع الصلوة، حدیث نمبر: ۵۲۳)

یوں تو از روئے لغت عمومی معنی میں ساری زمین ہمارے لئے سجدہ گاہ ہے لیکن اصطلاح شریعت مطہرہ میں مسجد اس مقام کو کہا جاتا ہے جس کو نماز کی ادائیگی کے لئے وقف کر دیا گیا ہو اور لغت اس مقام کو کہا جاتا جہاں سجدہ کیا جائے جیسا کہ صاحب مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: والمسجد لغة محل السجود وشرعاً المحل الموقوف للصلوة فیہ.



قادیانی فرقہ چونکہ ہمارے نبی حضرت سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی ہونے کا امکان مانتے ہیں اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں ”نعوذ باللہ“، علاوہ ازیں بہت سے کفریہ عقائد رکھتے ہیں بناء بریں وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں، اور ان کی عبادت گاہ کو شرعاً مسجد قرار دینا درست نہیں اس لئے ان کی عبادت گاہوں میں نماز ادا نہ کی جائے گا نام نہ دیا جائے، لہذا قادیانی جس مقام پر نماز ادا کرتے ہیں اس کو مسجد نہیں کہا جائے گا کیونکہ مسجد اس خاص مقام کو کہتے ہیں جہاں مسلمان عبادت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انما یعمروا مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر و اقام الصلوۃ و اتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ۔

ترجمہ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ (سورۃ التوبہ۔ ۱۸)

اگر کسی مقام پر قادیانی کی عبادت گاہ ہے اور مسلمانوں کی مسجد قاصدہ پر ہو تب بھی اس بستی کے مسلمانوں کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ قادیانیوں کی عبادت گاہ میں نماز پڑھیں بلکہ اپنی مساجد ہی میں نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔

**قادیانی لڑکے سے نکاح کرنے کا حکم**

**سوال ۵۵:** ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کی شادی کرنا ایک بڑا مسئلہ بن چکا ہے، شادی کے موقع پر لڑکی والوں کو کافی کچھ خرچ کرنا ہوتا ہے، جو حیثیت سے زیادہ ہوتا ہے لڑکی کی شادی میں تاخیر ہوتی ہے اور شادی کے بعد ایک عرصہ تک معاشی بحران سے دوچار رہتے ہیں، قادیانی فرقہ میں ایسا لڑکا یہ آسانی مل رہا ہے جو جہیز کا مطالبہ نہیں کرتا، کیا ایسی صورت میں قادیانی فرقہ کے خاندان میں لڑکی دینا درست ہے؟

عفت، بذریعہ ای میل

**جواب:**

قادیانی لوگ دراصل مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں، جس نے نبوت دعویٰ کیا، لہذا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین مرتد و کافر ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر نبی بنایا اور ختم نبوت کا تاج عطا فرمایا، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، صبح قیامت تک آپ ہی کا نظام شریعت چلے



گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔ ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ (سورۃ الاحزاب۔ ۴۰)

قادیانی، مذکورہ آیت ختم نبوت میں باطل تاویل کر کے حق سے انحراف کیا ہے جو آیت کریمہ کے انکار کے مترادف ہے اور جو شخص قرآن کریم کی ایک آیت کا انکار کرے گویا اس نے پورے قرآن کریم کا انکار کیا اور اسلامی قانون کے تحت مرتد و خارج اسلام سے نکاح ناجائز و حرام ہے۔

اگر کسی وجہ سے مسلمان لڑکی کا رشتہ مسلمانوں میں طے نہیں پاتا اور لڑکی کی شادی میں تاخیر ہوتی ہے تو بہر حال از روئے شرع یہ اجازت نہیں ہو سکتی کہ کافر لڑکے سے نکاح کروایا جائے، قادیانی کافر ہیں، ان سے ازدواجی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ کرنا شرعاً درست نہیں، افسوس کہ ہمارے نوجوان شادی کے موقع پر دلہن والوں سے بھیک مانگنے کے عادی ہو چکے ہیں، انہیں چاہئے کہ وہ ان فرسودہ رسوم چھوڑ دیں تاکہ لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ آسان ہو جائے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ لڑکی یا اس کے گھر والوں سے جہیز کا مطالبہ نہ کریں تاکہ غیر مسلموں سے رشتہ نکاح کا خیال پیدا نہ ہو۔

قادیانی کی نمازہ جنازہ میں شرکت کرنے کا حکم

سوال ۶۶:

قادیانی لوگ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں، اور اپنی میت کی نماز جنازہ بھی پڑھتے ہیں، کیا ہم قادیانی شخص کی نمازہ جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں؟

نبیل، حیدرآباد

جواب:

قادیانی گروہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر، دیگر کفریہ عقائد کا حامل ہے بنا بریں وہ مرتد اور خارج اسلام ہے، قادیانی لوگ گو کہ مسلمانوں کی طرح نماز ادا کرتے ہوں لیکن وہ ہرگز مسلمان نہیں ہیں کیونکہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے، جس کے انکار سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔



لہذا قادیانیوں کے جنازہ میں شریک ہونا اور نماز جنازہ پڑھنا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔  
کنز العمال شریف، کتاب الفہائل، ج ۱۲، ص ۱۵۴ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد  
مبارک ہے (حدیث نمبر: ۷۶۸) **فَلَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَصْلُوا عَلَيْهِمْ وَلَا**  
**تَصْلُوا مَعَهُمْ** (ابن النجار، عن انس)۔ ترجمہ: تو تم ان کے ساتھ مت کھاؤ اور مت پیو، ان کے ساتھ مت بیٹھو،  
ان کی نماز جنازہ مت پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو۔

قادیانیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، انکی دعوت میں شرکت اور ان کے ذبیحہ کا حکم  
**سوال ۷۷:**

قادیانیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا اور ان کی دعوتوں میں جانا کیسا ہے؟ کیا ان کا ذبیحہ حلال ہے؟  
سعید احمد، ممبئی، ہند ریجہ ای میل

**جواب:**

قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء علماء عرب و عجم نے انہیں مرتد و خارج اسلام قرار دیا ہے اور منکرین  
حق کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا**  
**تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ**۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اہل ایمان کے سوا منکرین حق کو  
دوست نہ بناؤ۔ (سورۃ النساء- ۱۴۴)

و نیز سورۃ الممتحنہ میں ارشاد ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ**۔ ترجمہ:  
اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ (سورۃ الممتحنہ- ۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَأَمَّا يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ**  
**الظَّالِمِينَ**۔ (سورۃ انعام- ۶۸) ترجمہ: اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو۔  
اور ارشاد خداوندی ہے: **وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ**۔ (سورۃ ہود- ۱۱۳) ترجمہ: اور ظالموں کی  
طرف نہ جھکو کہ تمہیں آتش جہنم آچھوئے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے بے دین و بد مذہب فرقہ باطلہ کی صحبت و تعلقات سے  
اجتناب کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں روایت ہے: **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**  
**عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ كَذَابُونَ يَأْتُونَكَمُ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ**



تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۰۱ حدیث نمبر: ۷) ترجمہ: حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: آخری زمانے میں دجال کذاب، فریب دینے والے جھوٹے لوگ آئیں گے تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جسکو نہ تم نے سنا ہے اور نہ تمہارے آباء واجداد نے، تم ان سے دور رہو! اور انہیں اپنے سے دور رکھو! کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر ڈالیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر ڈالیں۔

اور سنن ابن ماجہ شریف، مقدمہ، باب القدر، ص ۱۰۱ حدیث نمبر: ۸۹ میں حدیث پاک ہے: وان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم وان لقیتموہم فلا تسلمو علیہم۔ ترجمہ: اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو تم انکی عیادت نہ کرو، اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو، اور اگر ان سے ملاقات ہو جائے تو انہیں سلام مت کرو۔

اب رہی یہ بات کہ کیا ان کا ذبیحہ حلال ہے؟ تو اس سلسلہ میں یہ بات واضح رہے کہ ذبیحہ حلال ہونے کے منجملہ شرائط یہ کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب سے ہو، کافر و مشرک اور مرتد کا ذبیحہ حلال نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری، کتاب الذبائح، الباب الاول میں ہے: (ومنها) ان یکون مسلما او کتابیا فلا تؤکل ذبیحة اهل الشرك والمرتد۔

قادیانی چونکہ انکار ختم نبوت اور اپنے باطل نظریات کے باعث بالاتفاق دائرۃ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں اس لئے ان کا ذبیحہ ناجائز و حرام ہے۔

**ختم نبوت کے منکر کی عبادت کا حکم**

**سوال ۸:**

اگر کوئی شخص کلمہ شہادت کا اقرار کرتا ہے و نیز ارکان اسلام نماز، روزہ وغیرہ کا پابند ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا، تو کیا اس شخص کی عبادت کا اعتبار رہے گا؟

محمد حامد، نظام آباد

**جواب:**

عبادت و اعمال کا انحصار و مدار ایمان پر ہے، ایمان کے بغیر اعمال، عبادت نہیں قرار پاتے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ایمانیات میں داخل ہے، جو شخص اس بنیادی عقیدہ کو نہ مانے اور اس



پر ایمان وایقان نہ رکھے وہ کافر ہے اور کافر جو اعمال انجام دیتا ہے وہ سب جبط اور اکارت ہو جاتے ہیں، بارگاہ خداوندی میں اس کے کسی عمل کا اعتبار نہیں۔

ومن یکفر بالایمان فقد حبط علمه وهو فی الاخرة من الخسرین۔ ترجمہ: اور جو شخص ایمانیات کا انکار کر بیٹھے اس کے سارے اعمال برباد ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔  
(سورۃ المائدہ۔ ۵)

غلام احمد قادیانی کی تفسیر پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ۹۹:

قرآن کریم کی جو تفسیر مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے وہ مسلمانوں کے لئے کس حد تک مفید ہے؟  
عبداللہ، بذریعہ ای میل

جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی مرتدہ و کافر ہے اس پر ساری دنیا کے علماء کا اتفاق ہے، نہ اس کی کسی بات کا اعتبار کیا جاسکتا ہے اور نہ وہ مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکتی ہے، اس کی کتابیں، کفر، الحاد، بے دینی اور جھوٹے دعووں سے بھری ہوئی ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ نے افادۃ الالہام حصہ دوم ص ۲۲ میں تفسیروں سے متعلق قادیانی مخذول کی ایک گمراہ کن عبارت نقل کی ہے: ”کتاب الہی کی غلط تفسیروں نے مولویوں کو بہت خراب کیا ہے ان کے دلی اور دماغی قول پر اثر ان سے پڑا ہے، اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الہی کے لئے ضرور ہے کہ ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہیں، نہ ایمانی حالت پر اثر ڈالتی ہیں، بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کے مزاحم ہو رہی ہیں۔“

جن تفاسیر میں احادیث شریفہ اور آثار صحابہ و تابعین کی روشنی میں آیات قرآنیہ کے معانی و مطالب بیان کئے جاتے اگر وہ فطری سعادت کے مزاحم اور مخالف ہیں تو پھر کونسا ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعہ قرآن کریم کی تفسیر کی جائے، قرآن کریم کی تفسیر میں کسی کی رائے کو دخل نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے: عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال - ومن قال فی القرآن براہ



فلیتبعوا مقعده من النار ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کہا وہ دوزخ کو اپنا ٹھکانہ بنالے۔ (جامع ترمذی شریف ج ۱ ص)

قرآن کریم کے معانی سمجھنے کا ذریعہ احادیث شریفہ ہیں جو صحابہ و تابعین کے ذریعہ ہم تک پہنچیں۔ ان حضرات نے جو تفاسیر کی ہیں وہی منشا خداوندی اور مراد پرزدانی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ افادۃ الافہام حصہ دوم ص ۲۴، پر فرماتے ہیں: الحاصل مختلف اسباب اس بات پر گواہی دے رہے ہیں کہ اصل معانی قرآن کا علم، صحابہ کو بخوبی حاصل تھا اور چونکہ تفسیر بالرائے کو وہ کفر سمجھتے تھے اس وجہ سے یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ جن آیات کی تفسیر میں صحابہ سے مروی ہیں وہی حق تعالیٰ کی مراد ہیں اس کے خلاف کوئی ہندی پنجابی وغیرہ قرآن کی تفسیر کرے تو خدائے تعالیٰ کی ہرگز مراد نہیں..... تابعین، صحابہ کے علوم سے مالا مال تھے اور ان کے علوم سے تبع تابعین و علی ہذا القیاس، انہیں حضرات نے ان تمام علوم کو اپنی مفید تصانیف میں درج کر دئے، جن کی بدولت ہم آخری زمانے والے بھی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت معنوی سے محروم نہیں ہیں۔

غلام احمد قادیانی کا دجل و فریب

سوال ﴿۱۰﴾:

ایک صاحب کہہ رہے ہیں قادیانی فرقہ کے بانی غلام احمد قادیانی بڑے دھوکہ باز ہیں، انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا کیا یہ بات صحیح ہے؟ برائے مہربانی بیان فرمائیں کیونکہ ہماری آفس میں قادیانی لوگ کام کرتے ہیں، شکریہ۔  
شا کرطیب، بذریعہ ای میل

جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مختلف باطل دعوے کئے: دعویٰ مجددیت، محدثیت، مسیحیت عیسیٰ علیہ السلام، عیسویت، یا آخر نبوت کا دعویٰ کیا، (نعوذ باللہ من ذالک)

چنانچہ وہ ازالۃ الاوہام، حصہ دوم ص ۲۳۱ میں لکھتا ہے: اسی لئے خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اس نے الہام خداوندی کا نام لے کر (العیاذ باللہ) اپنے باطل دعویٰ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے



ہوئے اپنے آپ کو انبیاء کرام کا مثیل قرار دیا اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسر ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے: ”اور پھر آخر مثیل ٹہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء و امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔“ (ازالۃ الالہام، حصہ اول ص ۱۰۵) (نعوذ باللہ من ذلک)

کذاب و دجال غلام احمد قادیانی کے باطل دعووں کا جواب دینے کیلئے شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ نے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ”افادۃ الافہام“ تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے اس کا حرفاً حرفاً رد کیا و نیز انوار الحق تصنیف فرمائی، جس کے ذریعہ اس کے باطل نظریات کا دندان شکن جواب دیا اور اس کو دائرۃ اسلام سے خارج قرار دیا، ”افادۃ الافہام“ کی ابتداء میں آپ نے ”مفتاح الاعلام“ کے نام سے ایک فہرست مرتب فرمائی جس میں اس کی ان عبارتوں کو جمع کیا جن سے گمراہی و ضلالت اور کفر و ارتداد واضح ہوتا ہے، اس کے چند اقتباسات ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ یہ آشکار ہو جائے کہ اس کذاب نے اپنے باطل دعووں سے اہل اسلام میں کیسی کیسی فتنہ پردازیاں کی ہیں۔

م۔ خلیفہ ہوں خلافت الہی مجھے عطا ہوئی ہے۔ ص ۲۱ ف ۵۱

م۔ مجدد ہوں۔ ف ۵۲

م۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ ف ۵۲

م۔ حارث ہوں جو امام مہدی کی مدد کو نکلے گا۔ ف ۵۲

م۔ مہدی ہوں۔ ف ۵۳، م۔ امام الزمان ہوں۔ ف ۱۴

م۔ امام حسین رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتا ہوں۔ ص ۳۰۲

م۔ امام حسین سے افضل ہوں۔ ف ۵۳

م۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں۔ ع ۱۴

م۔ کرشن جی ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ ف ۵۶

م۔ مثیل آدم و نوح و یوسف و داؤد موسیٰ و ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ ف ۵۳

م۔ ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ۵۳

م۔ بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ ع ۱۴



م۔ عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ ف ۵۳

م۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایہ دعویٰ ہے۔ ع ۱۴۸

م۔ قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے۔ ۲۹۷

م۔ میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ ص ۲۳۷

م۔ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ ف ۵۳

م۔ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ ص ۲۸۶

م۔ خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے مبشرا بر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سو وہ رسول

میں ہوں۔ ف ۵۳

م۔ سچی وحی مجھ پر اترتی ہے۔ ف ۵۳

م۔ میرے معجزے انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔ ف ۵۳

م۔ میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں۔ ف ۲۵۱

م۔ میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہیں۔ ف ۲۵۱

م۔ میرا منکر کافر اور مردہ ہے۔ ۵۴

م۔ میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ ف ۵۵

م۔ جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ ف ۵۱

م۔ میرے منکر پر سلام نہ کرنا چاہیے۔ ف ۲۵۱

م۔ میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔

م۔ کل مسلمان جو میرا قرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔ س ۵

م۔ میری جماعت دوسرے سے رشتہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ س ۵

م۔ میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔ ف ۵۴

م۔ میرے امتی پر عذاب نہ ہوگا۔ ص ۲۲

م۔ میرا امتی جنتی ہے۔ ص ۲۲

م۔ ان کے مریدان کو خاتم الانبیاء لکھتے ہیں۔ ص ۳۰۲



م۔ ان کے خاندان کو خاندان رسالت اور ان کی بیوی کو ام المؤمنین کہتے ہیں۔ ص ۳۱

م۔ الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد میں ہے۔ ف ۵۶

م۔ الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔ ف ۵۶

م۔ خدا مجھ سے قریب ہو کر باتیں کرتا ہے۔ ف ۵۳

م۔ خدا مجھ سے باتیں کرنے کے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ ص ۲۹۸

م۔ خدا مجھ سے ٹھٹھے کرتا ہے۔ ص ۲۹۸

م۔ کن فیکون مجھ کو دیا گیا ہے۔ ف ۵۳

م۔ جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے خدا بھی ناراض

ہے۔ ص ۳۵ (مفتاح الاعلام، ص ۵/۶۷)

اس قسم کی بہت سی عبارتیں قادیانیوں کی کتابوں میں لکھی ہیں جس سے اسکا دجل و مکر اور نبوت کا دعویٰ کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی، یروزی یا جزوی طور پر آنے والا نہیں، آپ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے، آپ کے بعد نہ نبوت تامہ ہے اور نہ ناقصہ، جب غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ اس کی عبارتوں سے معلوم ہوا، اس کے باوجود قادیانیوں کا کہنا کہ ”اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا“ خلاف واقعہ بات، دروغ گوئی اور حقیقت کا انکار ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بھی آپ کے بعد کسی اور کو کسی اعتبار سے نبی تسلیم کرنا نص قطعی کے خلاف اور کفر و ارتداد ہے۔

ہمارے نبی اکرم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اس میں ادنیٰ درجہ کا شک، یا اس سے سرمو انحراف انسان کو دائرۃ اسلام سے خارج کر دیتا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو کبھی مجدد کہا، کبھی مثیل مہدی کہا، کبھی خود مہدی کہا، جب چند لوگوں نے اس دعویٰ کی تصدیق کی تو اپنے آپ کو مثیل مسیح کہا، پھر مسیح موعود کہا، بالآخر نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا، واقعہ اس نے اپنے باطل دعاوی کو ثابت کرنے کے لئے دجل و فریب، دھوکہ دہی، دروغ گوئی، مکر و تزویر سے کام لیا۔

ازالۃ الاولیاء حصہ اول، ص ۶۶ میں قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا: ”اگر یہ عاجز



مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو پھر آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں آسمان سے اتر آئے۔“

اس عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو عین مسیح موعود کہہ رہا ہے، پھر اسی کتاب میں اس نے اپنے آپ کو مسیح موعود کا مثیل کہا ہے، ازالۃ الاوہام حصہ دوم ص ۲۲۶ میں لکھتا ہے: ”ایسا ہی آیا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کیلئے آئے تھے، میں اسی وجہ سے تو ان کا مثیل ہوں کہ مجھے وہی اور اسی طرز کا کام سپرد ہوا ہے جیسا کہ انہیں سپرد ہوا تھا۔“

اس عبارت میں قادیانی نے مسیح موعود کے مثیل ہونے کا دعویٰ کیا، احادیث شریفہ میں امام مہدی اور مسیح موعود کی جو علامات بتلائی گئی ہیں وہ قادیانی منحدول میں ہرگز نہیں پائی جاتی، قطع نظر اس کے عقل کے اعتبار سے بھی غور کیا جائے تو ہر صاحب عقل، سمجھ سکتا ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی شخص عین مسیح بھی ہو اور مسیح کا مثیل بھی، عین اور مثل ایک ساتھ ہرگز جمع نہیں ہو سکتے، اس سے قادیانی منحدول کا دجل و فریب ظاہر ہوتا ہے۔

قادیانی منحدول نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، جب لوگوں نے اعتراض کیا تو اس نے ابتداء میں بظاہر نبوت کے دعویٰ کا انکار کیا اور دجل و مکر سے کام لیتے ہوئے پُر تزویر الفاظ کے پردہ میں دعویٰ نبوت پر قائم رہا، جیسا کہ ازالۃ الاوہام حصہ اول، ص ۴۷ میں لکھا ہے: ”نبوت کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔“

اس نے نبوت کا کھلا دعویٰ کیا، ازالۃ الاوہام حصہ دوم، ص ۲۲۱ میں قادیانی منحدول لکھتا ہے: ”خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کلام قدیم میں خاتم النبیین فرمایا، جب تمام انبیاء کرام کے لئے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی قرار پائے، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں تو پھر قادیانی کس قرآن پر ایمان رکھتا ہے جو وہ اپنے آپ کو نبی کہہ رہا ہے، غلام احمد قادیانی کی یہ عبارتیں قرآن کریم اور حدیث شریف کے خلاف اور اسلامی عقائد کے سراسر معارض ہیں۔“

قادیانیوں کے عقائد و نظریات



## سوال ۱۱:

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے وہی عقائد ہیں جس کو چودہ سو سال سے مسلمان مانتے آرہے ہیں، پھر بھی ہمیں کافر کہا جا رہا ہے، ہم اپنے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں، کیا قادیانیوں کا یہ کہنا صحیح ہے؟

محمد کاشف، سکندر آباد

## جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا جس کی وجہ سے وہ کافر و مرتد ہو گیا، اس کے علاوہ قادیانی مخذول کی بیسوں ایسی عبارتیں ہیں جو اہل اسلام کے عقائد کے خلاف ہیں، اختصار کے ساتھ چند چیزیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے ازالۃ الاوہام حصہ دوم ص ۲۲۱، میں لکھا ہے: ”صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“

جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

اس جیسی عبارتوں کے ذریعہ دجال قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اور اسلام سے خارج اور مرتد ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں انبیاء کرام کو سب افضل درجہ عطا فرمایا مخلوق کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نہیں، لیکن قادیانی مخذول نے عبارت بالا کے ذریعہ نہ صرف نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا بلکہ اپنے آپ کو انبیاء کرام سے افضل بتلایا، نعوذ باللہ من ذالک۔

اہل اسلام قرآن کریم اور حدیث شریف کو اسلامی قانون کا مصدر و ماخذ مانتے ہیں، حدیث پاک کی حجیت مسلم الثبوت ہے، کوئی مسلمان شریعت اسلامیہ میں حدیث شریف کی قدر و منزلت کا انکار نہیں کر سکتا، قادیانی مخذول احادیث مبارک کے بارے میں کہتا ہے جیسا کہ ازالۃ الاوہام حصہ دوم، ص ۲۱۹، پر ہے: ”اب رہی حدیثیں سوسب سے اول یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے مقابل پر حدیثوں کی کیا قدر



اور منزلت ہے۔“

اہل اسلام کا شیوہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت و جلال کو مانتے ہیں، ان کی تنقیص شان نہیں کرتے، اہل اسلام کا عقیدہ ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان عام انسان نہیں، وہ تو ایسے نفوس قدسیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ساری امت میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار اور صحبت بافیض کے لئے منتخب فرمایا، لیکن قادیانی مخذول جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ازالتہ الاوہام حصہ دوم، ص ۲۴۶ میں لکھتا ہے: ”حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔“

اس طرح کی بہت سی عبارتیں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں دین اسلام کے خلاف ہیں اور ان عقائد کے برعکس ہیں جو چودہ سو سال سے مسلمان تسلیم کرتے رہے ہیں۔

اگر کوئی آدمی نبوت کا دعویٰ کرے یا حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانے تو وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔

غلام احمد قادیانی کے قبعین اگر اسے نبی نہیں مانتے مجدد مانتے ہیں تب بھی وہ مسلمان نہیں ہو سکتے، کیونکہ غلام احمد قادیانی نبوت کا دعویٰ کر کے کافر قرار پایا ایسے شخص کو مجدد، مفتی یا عالم کہنا تو درکنار مسلمان بھی نہیں کہا جاسکتا، قادیانی لوگ چونکہ دجال مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر نہیں سمجھتے اس لئے وہ اسلام سے خارج ہیں۔





# قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

مولانا حافظ محمد قاسم صدیقی تسخیر

## سوال ۱۴:

شہر حیدرآباد میں ایک نیا فتنہ ابھرا ہے جو دین اسلام میں رخنہ پیدا کر رہا ہے، لوگ اس کے بارے میں الجھن کے شکار ہیں اور بتایا جا رہا ہے کہ وہ نبوت کا دعویدار ہے، کیا یہ حقیقت میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا یہ ایک اسلام ہی میں کا ایک فرقہ ہے جو گمراہ ہے، براہ کرم اسکی تفصیلات بیان فرمائیں کہ ان کا حکم کیا ہے، ان کے خلاف ہمارا کیا رد عمل ہونا چاہئے۔ محمد انور اللہ، غلوت

جواب:

ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، مذہب اہل حق، سواد اعظم اہلسنت والجماعت اور دیگر فرقوں کے باہمی اختلاف کے باوجود تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں۔ آپ کی بعثت مبارکہ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اب نہ کوئی نبی و رسول آنے والے ہیں اور نہ اس کی کوئی ضرورت باقی رہی کیونکہ ساری امت نہ کفر و شرک میں مبتلا ہونے والی ہے اور نہ ہی آپ کی شریعت مٹنے والی ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی تحریف و تصحیف کا اندیشہ ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی بیسویں صدی کا بڑا فتنہ ہے جو ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین چانتا اور آپ کے سوا کسی کو رہبر و مقتدا نہیں سمجھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ضروری گردانتا، قرآن مجید کے مکمل ہونے پر ایمان رکھتا اور مزید کسی کتاب کی ضرورت کا قائل نہ تھا، قرآن کی ہر آیت کو قطعی جانتا اور اس پر اپنی نجات کو موقوف سمجھتا، عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے اور گمراہی کو نیست و نابود کرنے کو بیان کرتا



اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان باور کراتا، بعد میں اپنے فضائل و کمالات کے دعوے شروع کیا، سب سے پہلے ولی ہونے کا دعویٰ کیا کہ وہ قرآن کے حقائق و معارف کو خوب جانتا ہے، وہ واصل حق ہے، وقت واحد میں رو خلق و خالق ہے، سیرالی اللہ اور سیرنی اللہ سے فارغ ہے۔ خلافت الہیہ اسے عطا ہوئی ہے۔ وہ مجدد ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ پھر ترقی کرتے ہوئے امام زماں، امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ حضرت شیخ الاسلام امام عارف باللہ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتنہ قادیانیت کا دندان شکن جواب دیا اور غلام احمد قادیانی کا افادۃ الافہام، مفاتیح الاعلام اور انوار الحق کے ذریعہ اس کے باطل تاویلات اور فاسد اوہام و خیالات کا رد بلیغ فرمایا اور اس کے حالات زندگی، دروغ گوئی، جھوٹی قسموں اور خلاف بیانیوں کو ظاہر فرمایا جس کے مطالعہ کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ غلام احمد قادیانی خلافت و ولایت، نبوت و رسالت کے اوصاف تو کجا انسانیت و مروت سے عاری، مکر و فریب سے پر، جھوٹا، خود غرض، فسق و فجور میں مبتلا، بے حیا، مقلوب الغضب، بد چلن، فحش گو، شکم پرور، خود پسند، انگریزوں کی تائید و حمایت کرنے والا شرانگیز غلام و فتنہ ہے۔ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی معرکہ الاراء تصنیف افادۃ الافہام کے آغاز میں مفاتیح الاعلام کے نام سے فہرست ترتیب دی جس میں آپ نے غلام احمد قادیانی کے متضاد و منکھڑت دعوؤں کو بیان کرتے ہوئے اس کے اقوال کو حوالہ جات کے اہتمام کے ساتھ نقل فرمایا۔ ”امام حسین سے مشابہت رکھتا ہوں، امام حسین سے افضل ہوں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں، کرشن جی ہونے کا بھی دعویٰ ہے، مثیل آدم و نوح و یوسف و داؤد و موسیٰ و ابراہیم علیہ السلام ہوں، بطلی طور پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، معراج حضرت کا کشفی طور پر تھا، ایسے کشفوں میں تجربہ کار ہوں، بعض نبیوں سے افضل ہوں، عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کناہیہ دعویٰ ہے، قرآن اٹھالیا گیا تھا، ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے، میرے مسیح ہونے کا قرآن مصدق (تصدیق کرنے والا) ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں، حقیقت انسانہ پر فنا طاری ہوگئی اس لئے آیا ہوں، میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں، خدا نے مجھے بھیجا ہے، خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے ”مبشر ابر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ (وہ بشارت دینے والے ہیں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں، ان کا نام احمد ہے) وہ رسول میں ہوں، سچی وحی مجھ پر آتی ہے، میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں، میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہے، میرا منکر کافر اور مردہ ہے، میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے، جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے، میرے منکر کو سلام نہ کرنا چاہئے، میرے منکر کے پیچھے نماز



حرام ہے، کل مسلمان جو میرا قرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں، میری جماعت دوسرے مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے، میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا، میرا امتی جنتی ہے، ان کے مرید، ان کو خاتم الانبیاء لکھتے ہیں، ان کے خاندان کو خاندان رسالت اور ان کی بیوی کو ام المومنین لکھتے ہیں..... خدا مجھ سے قریب ہو کر باتیں کرتا ہے۔ خدا مجھ سے باتیں کرتے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ خدا مجھ سے ٹھٹھے کرتا ہے، کن فیکون مجھ کو دیا گیا ہے، جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے خدا بھی ناراض ہے، میرے الہام دوسروں پر حجت ہیں، بذریعہ الہام خدا نے ان سے کہا: یا لہما المدثر، یرفع اللہ ذکرك، تیرے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو گئی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا، اعمل ما شئت یعنی جو جی چاہا کر، یا احمد انا اعطیناک الکواثر (اے احمد! ہم نے تم کو کوثر عطا کی) لولاک لما خلقت الافلاک یعنی نہ ہوتا تو تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، تیرے دین کو آنے سے دین باطل و نابود ہو گیا..... عرش پر خدا تیری حمد کرتا ہے۔ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین، ان کے خدا نے ان سے کہا کہ تمام مسلمانوں سے قطع تعلق کرو (مفتاح الاعلام فہرست افادۃ الافہام ص: 5 تا 8)

مذکورہ صدر غلام احمد قادیانی کے موضوعہ اقوال اور باطل دعوؤں سے واضح ہے کہ وہ نبوت کا دعویدار ہے۔ قرآنی آیات کے نصوص قطعیہ اور متواتر احادیث شریفہ اجماع صحابہ و امت کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی بد بخت، کذاب، تہمت پاندھنے والا، دجال، مرتد، خارج عن الاسلام ہے اور اس کے تمام متبعین کافر ہیں۔

شرح فقہ اکبر ص: 202 میں ہے: ودعوی النبوة بعد مینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔  
بناء بریں ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ طاقت و قوت زبان و قلم کے ذریعہ اس کا سد باب کرے تاکہ سادہ لوح مسلمان ان کے فتنہ سے محفوظ رہیں اور اس کی حقیقت اور دسیسہ کاری آشکار ہو جائے۔

۱۵/۶/۲۰۰۸ء

قادیانی سے نکاح

سوال ۱۳:

بعض حضرات قادیانی ہے لیکن وہ اپنے مذہب و عقیدہ کو چھپاتے ہیں اور اپنے آپ کو سنی حنفی قرار دیتے ہوئے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مخفی



مباد کے وہ غلام احمد قادیانی کو برحق جانتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ میں نے سنا کہ وہ معراج جسمانی کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک اور رد عمل کیسا ہونا چاہئے؟

محمد انور حسین، کالا پتھر

جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی کے متعدد اقوال ایسے ہیں جو متفقہ طور پر اہل سنت والجماعت کے پاس کفر ہے۔ چنانچہ اخبار الحکم مورخہ 24 فبروری 1905ء میں توضیح مرام سے مرزا قادیانی کا قول منقول ہے کہ ”میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں“ اس کے متعلق البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج: 5 ص: 130 باب المرتد میں ہے: ویکفر بقولہ انا رسول اللہ یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول اور پیغمبر ہوں تو ایسا کہنے والا شخص کافر ہے۔ رسائل عقائد مرزا میں توضیح المرام وغیرہ رسائل سے منقول ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ ”میں اللہ کا نبی ہوں رسول ہوں، میرا منکر کافر و مردود ہے، مردودوں کے پیچھے نماز درست نہیں ہے بلکہ ان پر سلام نہ کرنا چاہئے“۔ مرزا کے اس قول کے بموجب گویا تمام مسلمان جو اس کے منکر ہے، کافر ہے جن کے پیچھے نماز درست نہیں اور ان پر سلام بھی نہیں کرنا چاہئے۔

شرح مواقف ج: 3 ص: 258 اور شرح مقاصد ص: 197 میں ہے: وقال الاستاذ ابو اسحاق کل مخالف یکفرنا لمن نکفرہ والا فلا۔ اہل سنت والجماعت کی معتبر کتب عقائد شرح مواقف اور شرح مقاصد میں ہے کہ جو کوئی مخالف ہم کو کافر کہتا ہے، ہم بھی اس کو کافر کہیں گے۔ مذکورہ بالا مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد اور باطل دعوؤں کے پیش نظر تمام مسلمانوں نے قادیانی کو قطعاً کافر اور خارج عن الاسلام قرار دیا۔ نیز اس کے تبعین اور پیروکار بھی سارے عالم اسلام میں قطعی کافر قرار دئے گئے ہیں۔ اگر وہ توبہ کر کے مسلمان نہ ہوں تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور موت کے اسلامی احکام ان پر جاری نہیں ہوں گے اور ان کے لڑکے یا لڑکی سے نکاح قطعاً منعقد ہی نہیں ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا بھی منکر ہے جو سراسر اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے، چنانچہ ازالۃ الاہام ص: 47 میں مرزا کا قول ہے: یہ معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ اس کشف بیداری سے یہ حالات زیادہ اصفیٰ و اجلی ہوتی ہے اور



اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔

شرح عقائد نسفی ص: 218 میں ہے: والمعرّاج لرسول الله صلى الله عليه وسلم في الیقظة..... حتی ان منکره یكون مبتدعاً یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بیداری میں ہوئی اور آپ اپنے جسم پاک کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اس کا جو شخص انکار کرے وہ بدعتی اور بد مذہب ہے۔ بدعتی کے لئے شریعت میں حکم یہ ہے کہ اس کے ساتھ بغض و عداوت رکھی جائے، ہر وقت اس سے کنارہ کشی کی جائے، ہمیشہ اس کی توہین ہو اور اس کی شہادت مقبول نہیں اور اس پر لعن طعن کیا جائے۔ شرح مقاصد کے ص: 198 میں ہے۔ وحکم المبتدع البغض و العداوة و الاعراض انه و الاہانة و الطعن و اللعن و کراهیة الصلاة خلفه۔

22-06-2008

قادیانیوں کی دعوت میں جانا

سوال ﴿۱۴﴾:

ہمارے ملاقاتیوں میں بعض قادیانی لوگ ہیں، وہ ہم کو دعوت دیتے تو ہم ان کی دعوتوں میں جایا کرتے تھے، لیکن ہمیں ان کے عقیدے کے بارے میں صحیح معلومات نہیں تھے۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ وہ فرقہ اسلام سے خارج ہے۔ اگر وہ ہم کو دعوت دیں تو دعوت میں جانا چاہئے یا نہیں؟۔

محمد غلام احمد..... تیگل کدہ

جواب:

شرعاً غیر مسلم کی آمدنی حلال ہو اور وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرنا اور اس کے پاس جانا جائز ہے، لیکن فرقہ قادیانی ایک فتنہ ہے جو مسلمانوں کو دھوکہ دے رہا ہے، وہ کفریہ اور بدعتی عقائد کا حامل ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس فرقہ کا بانی دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی الہی نازل ہوتی ہے۔ خدا اس سے بے حجاب کلام کرتا ہے، وہ نبی ہے اس کو ماننے والے ہی جنتی ہیں۔ اس کے منکر کافر ہیں۔ لہذا قادیانیوں کو نہ

29-06-2008

دعوت میں بلانا چاہئے اور نہ ہی ان کی دعوت کو قبول کرنا چاہئے۔

قادیانیوں کی مسجد میں ادا کی گئی نماز جمعہ کا حکم

سوال ﴿۱۵﴾:



میں افضل گنج پر کام کرتا ہوں۔ مجھے پہلے معلوم نہیں تھا کہ قادیانی فرقہ کیا ہے اور اس کے عقائد کیا ہیں تو میں کبھی جلدی میں افضل گنج میں واقع فرقہ قادیانیہ کی مسجد میں دو دفعہ جمعہ کی نماز ادا کیا۔ اب میرا دل ملامت کر رہا ہے کہ میں نے جمعہ تو پڑھی لیکن میری نماز ہوئی یا نہیں جبکہ مجھے قطعاً ان کے بارے میں معلومات نہیں تھے۔ آپ سے جانتا یہ ہے کہ جو جمعہ کی نمازیں میں نے ان کے پیچھے ان کی مسجد میں پڑھی ہیں۔ کیا وہ نماز ادا ہوئی یا نہیں یا مجھے جمعہ نماز کی قضاء کرنا پڑے گا۔

محمد عبدالسلام، کنگ کوٹھی

جواب:

شرعاً امامت کے لئے امام کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ اگر امام مرتد ہو جائے تو اس کی پیچھے نماز ادا ہی نہیں ہوتی۔ قادیانی فرقہ چونکہ بالاجماع مرتد، خارج عن الاسلام ہے۔ بنا بریں قادیانی کے پیچھے آپ نے دو مرتبہ جو جمعہ کی نماز ادا کی وہ نماز ہی نہیں ہوئی۔ چونکہ جمعہ کی نماز چھوٹ جائے تو جمعہ کی قضاء نہیں کی جاتی بلکہ ظہر کی قضاء کی جاتی ہے۔ اس لئے آپ دو چھوٹے ہوئے جمعہ کے لئے دو نماز ظہر کی چار چار رکعات قضاء کریں۔

06-07-2008

قادیانی کی نماز جنازہ

سوال ۱۶:

میں بڑے افسوس کے ساتھ آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں کہ میرے ایک قریبی دوست قادیانی ہیں، وہ ایک طویل عرصہ سے بیمار ہیں، ان کی زندگی کی زیادہ امیدیں باقی نہیں رہیں۔ میں نے کئی ایک ملاقاتوں میں ان کو قادیانی مذہب ترک کرنے پر زور دیا اور ایک سچے مسلمان کی طرح زندگی گزارنے پر اصرار کیا لیکن وہ اپنے عقیدہ پر جمے رہے۔ اب معلوم کرنا یہ ہے کہ اگر وہ اپنے قادیانی عقیدہ پر رہتے ہوئے انتقال کر جائیں تو کیا مسلمانوں کے طور طریقہ پر ان کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

محمد ارشد حسین، بہادر پورہ

جواب:

شرعاً نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ غیر مسلم کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔ چونکہ قادیانی مرتد ہیں، اسلام سے خارج ہیں اس لئے مسلمانوں کی مساجد میں ان کی نماز جنازہ ادا کرنا یا ان کی عبادت گاہوں میں مسلمان کا شریک ہونا جائز نہیں۔ عالمگیری ج: 1 ص: 162 تا 163 میں



ہیں: وشرطها اسلام المیت و طهارتہ مادام الغسل ممکنا۔

پس دریافت شدہ مسئلہ میں کسی قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنا مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں۔ لہذا آپ کے دوست کا اگر اسی عقیدہ پر انتقال ہو جائے تو آپ ان کی نماز جنازہ میں قطعاً شریک نہ ہوں تاہم وہ ابھی حیات ہیں اور آپ کے اور ان کے درمیان دوستی برقرار ہے تو آپ پر ذمہ داری ہے کہ آپ حسن سلیقہ سے اپنے دوست کو پیغام حق پہنچائیں، اسلام کی دعوت دیں اور ان کو اپنے کفریہ عقیدہ کو ترک کرنے کی تلقین کریں کیونکہ کسی ایک غیر مسلم کو پیغام حق پہنچانا اور اس کو گھوڑے اسلام میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

13-07-2008

قادیانی کو دفن کرنا یا کیا.....

سوال ۱۷۱:

13 جولائی 2008ء کے سنڈے ایڈیشن میں مذہبی سوال و جواب کے کالم میں ذکر کیا گیا کہ قادیانی

کی نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ دریافت کرنا یہ ہے کہ ہمارے عزیزوں میں ایک صاحب قادیانی ہو گئے، ان کے تمام بھائی بہن سنی مسلمان ہیں بلکہ ان کی بیوی بچے بھی سنی مسلمان ہیں۔ لاکھ افہام و تفہیم کے باوجود وہ قادیانی مذہب چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں۔ بفرض محال اگر ان کا انتقال ہو جائے تو ان کے ساتھ کیا کرنا چاہئے، کیا ان کو غسل دینا، کفن پہنانا اور ان کو دفن کرنا یا ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا جبکہ ہمیں معلوم ہیں کہ وہ قطعی مسلمان نہیں۔ براہ کرم تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں تو مہربانی ہوگی؟

دلاور علی خان، مانصاحب ٹینک

جواب:

شریعت مطہرہ میں صراحت ہے کہ اگر کوئی شخص غیر مسلم ہو اور اس حالت میں انتقال کر جائے اور اس کے عزیز و اقارب مسلمان ہوں تو ان کو چاہئے کہ وہ اس کو صرف غسل دیں لیکن مسلمان کو غسل دینے کی طرح نہیں، اسی طرح اس کو کپڑے میں لپیٹ دیں لیکن مسلمان کو کفن دینے کی طرح نہیں اور اس کے لئے ایک گڈھا کھود کر دفن کر دیں۔ یہ صورت اس شخص کے لئے جواز ابتداء تا انتہا کفر کی حالت میں رہا ہو۔ اب رہا کوئی مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے یعنی اسلام سے برگشتہ ہو کر کوئی دوسرا مذہب مثلاً قادیانی مذہب قبول کر لے تو ایسا



شخص اسلام کے ساتھ بغاوت کرنے والا متصور ہوگا۔ اس لئے اسکو نہ غسل دیا جائے گا اور نہ کفن پہنایا جائے گا بلکہ ایک گڈھا کھود کر ڈال دیا جائے گا۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج: 2 ص: 334 میں ویغسل ولی مسلم الکافر ویکفنه و یدفنه کے تحت ہے۔ و اما المرتد فلا یغسل ولا یکفن و انما یلقى فی حفرة کالکلب۔  
لہذا جو شخص اسلام سے روگردانی کرتے ہوئے قادیانی مذہب قبول کرے اور اس پر اس کا خاتمہ ہو تو ایسے باغیوں کے ساتھ اہانت آمیز سلوک کرنے کا حکم ہے اور ان کو بلا غسل اور بلا کفن ایک گڈھے میں پھینک دینا ہے تاکہ دوسرے عبرت حاصل کرتے ہوئے راہ راست کو اختیار کریں اور سعادت ابدی سے بہرہ مند ہوں۔

20-07-2008

قادیانی اگر مسلمان ہو جائے تو کیا نماز کی قضاء کرے  
سوال ۱۸:

میرے قریبی دوستوں میں ایک شخص قادیانی تھا، جب سے ہم نے قادیانیت کے بارے میں سنا کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے بلکہ مسلمان کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں تو ہم نے اس کے متعلق معلومات حاصل کیں اور اپنے دوست کو سمجھایا اور حقیقت سے واقف کرایا۔ الحمد للہ میرے دوست جو پہلے مسلمان تھا لیکن تقریباً تین سال سے قادیانی ہو گیا تھا دوبارہ اسلام قبول کر لیا اور دل سے توبہ و استغفار بھی کر لیا۔ اب آپ سے معلوم کرنا یہ ہے کہ تقریباً تین سال تک وہ قادیانی رہا اس اثناء میں جو نمازیں اس نے ادا کیں لازمی طور پر وہ ادا نہیں ہوئے۔ کیا اب اسکو اس عرصہ کی نمازیں قضاء کرنا ہوگا یا اس کیلئے شریعت میں کوئی صورت ہے۔ براہ کرم بیان فرمائیں تو مہربانی ہوگی؟

سراج الحق، حشمت پیٹھ

جواب:

اگر کوئی شخص اسلام سے برگشتہ ہو کر کوئی دوسرا مذہب قبول کر لے تو ایسا شخص مرتد کہلائے گا۔ اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کر لے تو ارتداد کی مدت میں جو نمازیں قضاء ہوئی ہیں اس پر اس کی قضاء لازم نہیں۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج: 2 ص: 141 میں ہے: فلا قضاء علی مجنون حالۃ جنونہ مافاتہ فی حالۃ عقلہ کمالا قضاء علیہ فی حالۃ عقلہ لما فاتہ حالۃ جنونہ . ولا علی مرتد



مافاتہ زمن ردتہ۔

بناء بریں آپ کے دوست نے تین سال تک جو قادیانی مذہب کو اختیار کیا اس مدت کی نمازوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد قضاء کرنا نہیں ہے۔

27-07-2008

کیا قادیانی ختم نبوت کے قائل ہیں؟

سوال ۱۹:

میں ایک سافٹ ویئر انجینئر ہوں۔ انفویس کمپنی میں جاب کرتا ہوں، مجھے ایک ای میل وصول ہوا، جس میں یہ بیان کیا گیا کہ قادیانی مذہب کوئی الگ مذہب نہیں ہے۔ اسلام ہی کا ایک فرقہ ہے اور وہی فرقہ دین و دنیا میں کامیابی کا ضامن ہے۔ قادیانیت اسلام کے پیغام اور اس کے مشن کو آگے بڑھانے والا ہے اور اس میں الزام لگایا گیا کہ اسلام کے دوسرے فرقے اس پر جھوٹے اور حقیقت سے بعید الزامات لگا رہے ہیں جبکہ قادیانی مذہب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور قرآن مجید کو وحی الہی اور دستور حیات تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے حسب ذیل اقتباسات نقل کئے گئے۔

(1) قرآن شریف میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ حدیث لانی بعدی میں نفی عام ہے۔ (ایام الصلح ص: 146)

(2) ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنت و جماعت کا ہے، اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (تبلیغ رسالت حصہ دوم ص: 24) ان اقتباسات سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل ہیں۔ براہ کرم اس کی وضاحت فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

محمد دلاور علی خاں، ہمایوں نگر

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف اوقات میں مختلف دعوے کئے۔ ابتداء میں وہ یہ باور کرانے میں کامیاب ہوئے کہ وہ ایک سچے مسلمان ہیں، ختم نبوت کے قائل ہیں اور دین اسلام کے مبلغ ہیں۔ انہوں نے ابتدائی مراحل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نبی کے آنے کی پرزور نفی کی اور آپ پر ختم نبوت کو ثابت کیا اور آپ کے بعد وحی کے منقطع ہو جانے کا اعتراف کیا۔ چنانچہ حماتہ البشری ص: 34 میں



مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

”کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ”لا نبی بعدی“ میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے، دریاں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔“

اس قسم کے اقتباسات اور سوال میں صراحت کردہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بیانات کو پیش کرنے سے مقصود یہ ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانسیں اور اپنے کفریہ و باطل عقائد پر اس جیسے اقتباسات کے ذریعہ پردہ ڈالیں۔ حقیقت میں قادیانی فرقہ ختم نبوت کا قائل ہی نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ابتداء اس قسم کے بیانات اور تحریرات لکھیں تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے اطراف ایک حاشیہ جمع ہو گیا اور خاطر خواہ لوگ ان کے دام عقیدت میں پھنس گئے ہیں تو بتدریج کفریہ عقائد کا اعلان شروع کیا اور مختلف کفریہ دعوے کئے۔ چنانچہ 1908ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا:

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں، دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھکر ہو اور اس میں پشنگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق ہے، پس ہم نبی ہیں۔ (5 مارچ 1908ء از مباحثہ راولپنڈی ص: 137)۔

سوال میں جو دوسرا اقتباس نقل کیا گیا ہے وہ درحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی کا تحریری بیان تھا جو مورخہ 23 اکتوبر 1891ء جامع مسجد دہلی کے جلسہ عام میں دیا گیا تھا اور یہ بیان تبلیغ اسلام حصہ دوم میں شامل کیا گیا۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے دیکھا کہ ان کے ماننے والوں کی کثرت ہو رہی ہے تو ابتداء جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر چکے تھے کہ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول آنے والے نہیں تو اب سابقہ بیانات و تحریرات میں تاویلات کرنا شروع کیا کہ رسول نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ مستقل طور پر کوئی نئی شریعت لانے والے نہیں لیکن بغیر شریعت کے نبی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں میں سے کیا ہے کہ میں



مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں، مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسی کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اسطور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ اسی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے، سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا“ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ از مباحثہ راولپنڈی 142)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کیا۔

پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا۔ (کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریو یواف ریچرچرز : 112 جلد 14)

اور مزید آگے بڑھتے ہوئے اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا: محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے کیونکہ مجھے ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ (نزول المسیح مرزا غلام احمد قادیانی ص: 92)

اس نے نئی شریعت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کیا:

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبارت ہے: واصنع الفلک باعینا ووحینا ان الذین ینا یعونک انما ینا یعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم، یعنی اس تعلیم و تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے، اب دیکھ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اسے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ (حاشیہ ربیعین ص: 7)

مندرجہ بالا اقتباسات کو مد نظر رکھتے ہوئے ادنیٰ سی عقل و تمیز رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا، وروغ گو اور دجال ہے۔ اس نے نہ صرف ختم نبوت کا انکار کیا بلکہ اس نے اپنے مستقل شریعت



03-08-2008

کے ساتھ نبی ہونے کا اقرار کیا۔  
قادیانی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی

سوال ﴿۲۰﴾:

ہمارے قرب و جوار میں بعض قادیانی رہتے ہیں اور بڑی کسمپرسی میں زندگی بسر کر رہے ہیں گذشتہ دو سال سے ہم زکوٰۃ کی رقم سے ان کی مدد کر رہے ہیں آپ سے دریافت کرنا یہ ہیکہ ان کو زکوٰۃ دینا چاہئے یا نہیں۔ اور ہم نے جو زکوٰۃ ان کو ادا کی وہ ادا ہوئی یا نہیں۔ محمد خورشید اہلسنت پور

جواب:

زکوٰۃ کا مصرف مسلم فقراء اور مساکین ہیں غیر مسلم زکوٰۃ کا مصرف نہیں۔ اگر غیر مسلم کو زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ قادیانی بلا اختلاف خارج عن الاسلام ہیں وہ قطعاً مسلمان نہیں اس لئے ان کو زکوٰۃ دینا شرعاً صحیح نہیں اور اگر ان کو زکوٰۃ دی گئی تو وہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

نور الایضاح ص: 161 میں ہے: لا یصح دفعها لکافر و غنی یملک نصاباً۔

صورتِ مسئلہ میں آپ قادیانی کو قطعاً زکوٰۃ کی رقم نہ دیں اور گذشتہ دو سال سے آپ نے جو زکوٰۃ کی رقم انہیں دی ہے وہ ادا نہیں ہوئی اس رقم کی ادائیگی آپ کے ذمہ بدستور باقی ہے۔

10-08-2008

اہل کتاب کی طرح قادیانی لڑکی سے نکاح  
کیا جائز ہوگا؟

سوال ﴿۲۱﴾:

سنڈے ایڈیشن میں ایک مرتبہ شرعی سوال جواب کے کالم میں صراحت کی گئی کہ قادیانیوں سے نکاح جائز نہیں۔ یہ صحیح ہیکہ قادیانی لڑکے سے نکاح درست نہیں جس طرح عیسائی اور یہودی لڑکے سے مسلم لڑکی کا نکاح درست نہیں۔ لیکن جب اسلام میں عیسائی اور یہودی لڑکی کو نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے تو کیا قادیانی لڑکی کو نکاح میں نہیں رکھ سکتے۔ سید پیر شاہ حسینی عیدی بازار

جواب:

شریعتِ مطہرہ میں مسلمان لڑکے کے لئے اہل کتاب لڑکی سے شادی کی اجازت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”الیوم احل لکم الطیبات.....“ والمحصنات من المومنات و



المحصات من الذین اوتوا الكتاب من قبلکم“ (سورة المائدة/5) (اور تمہارے لئے مسلمان پاک دامن عورتوں اور تم سے پہلے کے اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے نکاح حلال ہے) اہل کتاب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان رکھتے ہیں کسی خود ساختہ نبی پر ایمان نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود ساختہ نبوت کا دعویٰ دار ہے لہذا قادیانی لڑکی سے نکاح قطعاً جائز نہیں۔

17-08-2008

قادیانیوں کی مسجد کی اذان کا جواب دینا

سوال ۲۲:

افضل گنج میں قادیانیوں کی ایک مسجد ہے جس میں اذان دی جاتی ہے جب ہم قادیانیوں کی مسجد میں اذان سنے تو کیا ہم اس اذان کا جواب دینا ضروری ہوگا یا نہیں براہ کرم اس کا جواب جلد از جلد دیں؟

محمد مجیب، بہری الاوہ

جواب: اذان کے معنی نماز کے اعلان کے ہیں اس لئے مؤذن کے اس اعلان پر مسلمانوں کو زبانی طور پر اور عملی طور پر اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ زبانی جواب یہ ہے کہ مؤذن جو کلمات ادا کرے ہم وہی الفاظ اس کے جواب میں ادا کریں اور عملی طور پر جواب اس طرح دیں کہ مؤذن کے اعلان کے ساتھ اپنے کاروبار اور مصروفیات کو چھوڑ کر نماز کی باجماعت ادائیگی کیلئے مسجد کا رخ کریں۔ یہ مسلمانوں کی اذان کا حکم ہے۔ تاہم قادیانی اسلام سے خارج فرقہ ہے، ان کی عبادتگاہوں میں مسلمانوں کی طرح اذان کے الفاظ ادا کئے جائیں تو اس کا جواب دینا ایک مسلمان پر قطعاً واجب نہیں بلکہ ان کی اذان کا جواب دینا گویا ان کے مذہب کو قبول کرنا اور ان کو حق سمجھنا ہوگا۔ قادیانی اس طریقے سے بھولے بھالے معصوم مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانس رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے شعائر کو ظاہر کر کے اپنے آپ کو اسلام ہی میں کا ایک فرقہ باور کرانے کی حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ اسلام سے بالکل خارج ہیں۔ لہذا کوئی مسلمان قادیانیوں کی عبادتگاہوں میں ادا کئے جانے والے الفاظ اذان کو اذان نہ سمجھیں اور ہرگز اس کا جواب نہ دیں۔

24-08-2008

قادیانی کے سلام کا جواب دینا

سوال ۲۳:

میں پہلے چند رائن گٹھ میں رہتا تھا۔ میرے پڑوس میں ایک لڑکا رہتا تھا جو قادیانی تھا ہم اسکے ساتھ



کھیلا کرتے تھے۔ اب میں غازی ملت کالونی میں مقیم ہوں۔ بسا اوقات راستے میں اس شخص سے ملاقات ہو جاتی ہے تو وہ مجھ کو سلام کرتا ہے۔ مجھے خلش رہتی ہے کہ اس کو سلام کا جواب دینا یا نہیں؟  
محمد خلیل، غازی ملت کالونی

جواب:

ایک مسلمان کے سلام کا جواب دینا دوسرے مسلمان پر واجب ہے۔ لقولہ تعالیٰ واذا حیتم  
بتحیة فحیوا باحسن منها اور دوہا (سورۃ نساء) غیر مسلم کو سلام کرنا یا اس کے سلام کا جواب دینا نہیں  
ہے۔ قادیانی خارج عن الاسلام ہیں اس لئے اگر وہ سلام کرے تو اس کے جواب میں وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ  
اتَّبَعَ الْهُدٰی کہنا چاہئے۔ یعنی سلامتی اس شخص پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

31-08-2008





